SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Sunday, June 15, 2008

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at 10.55 am in the morning with Mr. Presiding Officer (Moulana Abdul Ghafoor Haidri) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذباللّٰه من الشیطٰن الرجیم

بسم اللّٰه الرحمٰن الرحیم

الذین یقولون ربنآ اننآ امنا فاغفرلنا ذنوبنا وقنا عذاب النار ○ الصبرین والصدقین والقنتین والمنفقین والمستغفرین بالاسحار ○ شھداللہ انه لآ اله الا ھو والملٰئکة واولوا العلم قآئماً بالقسط لآ اله الا ھو العزیز الحکیم ○ ان الدین عنداللہ الاسلام وما اختلف الذین اوتوا الکتب الا من بعد ما جآء ھم العلم بغیًا بینھم ومن یکفر بایت اللہ فان اللہ سریع الحساب

ترجمہ: جو اللہ سے التجا کرتے ہیں کہ اے پروردگار ہم ایمان لے آئے سو ہم کو ہمارے گناہ معاف فرما اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھ۔ یہ وہ لوگ ہیں جو (مشکلات میں) صبر کرتے اور سچ بولتے ہیں اور عبادت میں لگے

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Sunday, June 15, 2008

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at 10 . 55 am in the morning with Mr. Presiding Officer (Moulana Abdul Ghafoor Haidri) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذباللّٰہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الذین یقولون ربنآ اننآ امنا فاغفرلنا ذنوبنا وقنا عذاب النار O الصبرین والصدقین والقنتین والمنفقین والمستغفرین بالاسحار O شھداللہ انہ لآ الہ الا ھو والملئکۃ واولوا العلم قآئماً بالقسط لآ الہ الا ھو العزیز الحکیم O ان الدین عنداللہ الاسلام وما اختلف الذین اوتوا الکتب الا من بعد ما جآء ھم العلم بغیاً بینھم ومن یکفر بایت اللہ فان اللہ سریع الحساب

ترجمہ، جو اللہ سے التجا کرتے ہیں کہ اے پروردگار ہم ایمان لے آئے سو ہم کو ہمارے گناہ معاف فرما اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھ۔ یہ وہ لوگ ہیں جو (مشکلات میں) صبر کرتے اور سچ بولتے ہیں اور عبادت میں لگے

رہتے اور (راہ اللہ میں) خرچ کرتے اور اوقات سحر میں گناہوں کی معافی مانگا کرتے ہیں۔ اللہ تو اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور فرشتے اورعلم والے لوگ جو انصاف پر قائم ہیں وہ بھی (گواہی دیتے ہیں کہ) اس غالب حکمت والے کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں۔ دین تو اللہ کے نزدیک اسلام ہے اور اہل کتاب نے جو (اس دین سے) اختلاف کیا تو علم حاصل ہونے کے بعد آپس کی ضد سے کیا۔ اور جو شخص اللہ کی آیتوں کو نہ مانے تو اللہ جلد حساب لینے والا (اور سزا دینے والا) ہے۔

(سورہ آل عمران آیات ۱۶ تا ۱۹)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، جزاک اللہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

(اس موقع پر بجلی فیل ہوگئی اور کارروائی میں تھوڑا سا تعطل آیا)

Further discussion on the Finance Bill 2008-09

جناب پریذائیڈنگ آفیسر (مولانا عبدالغفور حیدری): الحمد للہ رب العالمین والصلواۃ والسلام علی اشرف الانبیاء والمرسلین' اما بعد۔ میری تو خواہش ہوگی کہ جو وقت مجھے ملا ہے اس میں اپوزیشن کو زیادہ سے زیادہ وقت دیا جائے اور وہ اپنی بات کریں لیکن چونکہ بہت سارے ممبران نے اظہار خیال کرنا ہوتا ہے اور خاص طور پر سینیٹر کا تو حلقہ اس کا صوبہ ہوتا ہے صوبے میں جو مسئلے مسائل ہوتے ہیں یا بجٹ کے حوالے سے جو بھی بات ہو' انہیں کرنی ہوتی ہے لیکن کوشش یہ ہونی چاہیے کہ اس دائرے کے اندر رہتے ہوئے آٹھ سے دس منٹ میں اپنی تقریر کو مکمل فرمائیں تو مجھ پر احسان ہوگا۔ اس وقت میرے پاس جو فہرست ہے اس حوالے سے جو حضرات حاضر ہیں ان میں سے میں صاحبزادہ خالد جان صاحب کو فلور دیتا ہوں کہ وہ اپنے خیالات کا اظہار فرمائیں۔

سینیٹر صاحبزادہ خالد جان: جناب والا! شکریہ کہ آپ نے مجھے موجودہ بجٹ پر بولنے کا موقع دیا اور آج کی سینیٹ کی صدارت پر بھی آپ کو مبارکباد دیتا ہوں۔

جناب والا! سابقہ حکومت نے جتنے بجٹ پیش کیے ہیں موجودہ بجٹ اس سے بہتر ہے۔ اگرچہ اس بجٹ میں عوام کو زیادہ سے زیادہ ریلیف پہنچانے کی ضرورت ہے مگر اس وقت ہمارا ملک بیرونی اور اندرونی حالات کی وجہ سے متاثر ہے ۔ موجودہ حکومت سے تین مہینوں میں اس سے بہتر بجٹ پیش کرنے کی توقع نہیں ہوسکتی اور انشاء اللہ آئندہ سال اس سے بھی بہتر بجٹ پیش کیا جائے گا۔

جناب والا! ملازمین کی تنخواہ بیس فیصد بڑھانا اچھا اقدام ہے لیکن مہنگائی کے تناسب سے تنخواہ بڑھانی چاہیے اور تنخواہ پر ٹیکس ختم کیا جائے۔

جناب والا! ٹیوب ویلز کے لیے بجلی رات کی بجائے دن کو بارہ گھنٹے سے چودہ گھنٹے تک فراہم کی جائے کیونکہ رات کو ہمارے ملک کی خراب امن و امان حالت کی وجہ سے آب پاشی کرنا مشکل ہے۔

جناب والا! زراعت میں استعمال ہونے والی کھادوں پر سبسڈی دینے سے فصلوں کی پیداوار پر اچھے اثرات مرتب ہوں گے مگر حکومت کو غیرقدرتی کھادوں کی بجائے قدرتی کھادوں پر توجہ دینی چاہیے تاکہ زمینوں سے زیادہ سے زیادہ پیداوار حاصل ہو سکے۔

جناب والا! زراعت کے ریسرچ سینٹروں پر بہت رقم ضائع ہو رہی ہے مگر انہوں نے ابھی تک ایسے بیج پیدا نہیں کیے جن کی وجہ سے فی ایکڑ پیداوا میں اضافہ ہو سکے جس طرح 1960 کی دہائی میں صدر ایوب خان مرحوم نے میکسیکو سے گندم کا تخم میکسی پاک درآمد کیا تھا جس کی وجہ سے فی ایکڑ پیداوار آٹھ ' دس من کی بجائے 25 من سے چالیس من تک پہنچ گئی تھی۔ اس کے بعد ہمارے ریسرچ سٹیشنوں نے کوئی خاطرخواہ بیج پیدا نہ کیا کیونکہ آج کل ہماری پیداوار سو من فی ایکڑ ہونی چاہیے تھی۔

جناب والا! اسی طرح گنے کا تخم 310درآمد کیا گیا تھا جس کی فی ایکڑ پیداوار 8 من کی بجائے 200 من ہوگئی تھی بعد میں یہ تخم مرض لگنے کی وجہ سے ناکام رہا۔ ریسرچ سٹیشنوں نے ابھی تک اچھے اقسام کے تخم پیدا نہیں کیے۔

جناب والا! اس season میں صوبہ سرحد میں مخصوص طبقے نے کھیتوں میں گندم خرید کر سمگل کی ہے۔ گزشتہ ہفتے جس طرح ہمارے بھائی سینیٹر صالح شاہ صاحب نے وزیرستان

کے دورے کے اپنے واقعات سینیٹ میں بیان کیے کہ صوبہ سرحد سے گندم قبائلی علاقے کے اس پار جا کر اس پر سپرے کر کے ناکارہ بنا دیا جاتا ہے۔ اس کی تحقیقات ہونی چاہیے۔

جناب والا! شکر ہے کہ موجودہ بجٹ میں ایسا کوئی وعدہ نہیں کیا گیا جو گزشتہ حکومت نے کیا تھا کہ 2007 تک ملک کے ہر گھر کو بجلی گیس اور پینے کا صاف پہنچایا جائے گا مگر افسوس کہ اس پر عملدر آمد پانچ، چھ سالوں میں نہیں ہوا۔

جناب والا! مالاکنڈ میں تین عدد بجلی گھروں کے باوجود پچاس فیصد عوام کے پاس بجلی نہیں ہے۔ موجودہ حکومت سے میرا مطالبہ ہے کہ مالاکنڈ میں بجلی، گیس، پینے کے صاف پانی کی فراہمی کے لیے خصوصی فنڈ منظور کیا جائے کیونکہ بن خیلہ، مالاکنڈ اور دیگر یونین کونسلوں میں بجلی اور پینے کے صاف پانی کے لیے روزانہ جلوس نکالے جاتے ہیں۔

جناب والا! تعمیر وطن پروگرام اور تعمیر پاکستان پروگرام فنڈ میں 2003-2004, 2004-2005 کے بجٹوں میں جن کاموں کے لیے رقم فراہم کی گئی تھی تاحال ان کاموں کو کئی سال گزر جانے کے باوجود مکمل نہیں کیا گیا۔ اس کے لیے ممبران پارلیمنٹ کی ایک کمیٹی بنائی جائے کہ کیوں ان کاموں کو کئی سال گزرنے کے باوجود مکمل نہیں کیا گیا؟ حالانکہ عوام کو ان کی اشد ضرورت ہے۔ محکمہ جات کو پابند کیا جائے کہ بجٹ میں مختص شدہ رقم کو اسی سال کے اندر اندر پایہ تکمیل تک پہنچایا جائے۔ اس کا طریقۂ کار اتنا طویل ہے کہ سال بھر میں ان کا پی سی ون تیار نہیں ہوتا۔

جناب والا! مخصوص علاقوں کی ترقی کا پروگرام، آزاد کشمیر، شمالی علاقہ جات اور فاٹا جیسے مخصوص علاقوں کے ترقیاتی پروگراموں کے لیے مختص رقم 21.2 ملین سے بڑھا کر 26 ملین روپے کرنے کی تجویز ہے۔ ہم اس کا خیرمقدم کرتے ہیں۔ میری درخواست ہے مالاکنڈ، پاٹا کو بھی مخصوص علاقوں کے ترقی یافتہ علاقوں میں شامل کیا جائے۔ اس وقت مالاکنڈ پاٹا میں 8 قومی اسمبلی کے ممبران، چار سینیٹ ممبران اور صوبائی اسمبلی کے 22 ممبران ہیں، صوبائی اور قومی اسمبلی جو قانون بناتی ہے تو وہ مالاکنڈ پر لاگو نہیں ہوتا ہے جب تک کہ صدر یا گورنر حکم نہ کریں۔ ہم نہ پاٹا میں ہیں، نہ مخصوص علاقوں میں اور نہ settled علاقوں میں۔ میری درخواست ہے کہ مخصوص علاقوں میں مالاکنڈ کو بھی شامل کیا جائے

جناب والا! مالاکنڈ جبن بجلی گھر اکتوبر 2006 میں آگ لگنے کی وجہ سے جل گیا تھا۔ گزشتہ اور موجودہ بجٹ میں اس کے لیے رقم مختص کی گئی ہے مگر ابھی تک اس پر کام شروع نہیں کیا گیا۔

جناب والا! صوبہ سرحد میں ایم ایم اے کی حکومت نے 26 سمال ڈیمز کے لیے سروے اور پی سی ون تیار کیا ہے ۔ ہم مرکزی حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ اس کے لیے فنڈز دینے کے لیے احکامات صادر کرے تا کہ صوبہ سرحد کو غلے میں خود کفیل بنایا جائے۔

جناب والا! بے نظیر Income Support Programme کا ہم خیرمقدم کرتے ہیں۔ حکومت اس کا طریقہ کار آسان بنانے اور یہ حقداروں کو دیا جائے۔ ایسا نہ ہو کہ بیت المال اور زکٰوۃ کی طرح یہ بھی غریب کی بجائے امیر لوگوں کو دیا جائے۔ بیت المال کا طریقہ کار اتنا مشکل ہے کہ کہ مریض فوت ہو جاتا ہے اور رقم بعد میں مریض کے علاج کے لیے آتی ہے۔

جناب والا! میرا مطالبہ ہے کہ گزشتہ پانچ سالوں کے دوران زکٰوۃ اور بیت المال کی تحقیقات کی جائے کہ کن کن لوگوں کو یہ سہولت دی گئی ہے حق داروں کو بھی کچھ ملا ہے یا نہیں ملا ۔ شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : بہت بہت شکریہ۔ آپ نے وقت کے اندر اپنی بات مکمل کر لی۔ میں جناب محترم عبدالرحیم مندوخیل صاحب سے گزارش کروں گا کہ گفتگو کا آغاز فرمائیں۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل : جناب والا! میں نے درخواست کی تھی کہ مجھے اگر شام کو موقع ملے تو بہتر ہو گا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : اچھا ٹھیک ہے۔ میں قائد حزب اختلاف' جناب کامل علی آغا صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ اپنے خیالات کا اظہار فرمائیں۔

سینیٹر کامل علی آغا (قائد حزب اختلاف) : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب پریذائیڈنگ آفیسر! سب سے پہلے تو میں آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ ماشاء اللہ آپ ایک senior Parliamentarian ہیں اور یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ آج آپ Chair پر موجود ہیں

اور میں آپ کو خوش آمدید کہتا ہوں اس seat پر۔ جناب پریذائیڈنگ آفیسر! بجٹ چاہے گھر کا ہو یا کسی ادارے کا یا صوبے کا یا ملک کا' ایک اہم جزو ہوتا ہے پورے سال کے عمل کو چلانے کے لیے۔ مسائل کے مقابلے میں وسائل کی تقسیم یقیناً ایک مشکل فیصلہ ہوتا ہے لیکن یہ مشکل فیصلہ تب ہی کامیاب ہو سکتا ہے جب اس فیصلے کے لیے کچھ تردد کیا جائے' کچھ محنت کی جائے' دلچسپی کا اظہار کیا جائے' وقت نکالا جائے اور اسے یقینی طور پر ایک اہم عمل سمجھا جائے۔

آج ہم بجٹ 09-2008 پر بحث کے لیے اس ہاؤس میں موجود ہیں اور حکومتی دلچسپی کا یہ عالم ہے کہ آپ gallery میں دیکھ رہے ہیں' میں یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتا کہ محکمہ خزانہ کے officials میں سے کوئی ایک شخص بھی اس Upper House کی کارروائی اور بحث کے notes لینے کے لیے موجود ہو۔

(اس موقع پر سینیٹر حاجی عدیل صاحب نے official gallery میں ایک شخص کی طرف اشارہ کیا۔)

سینیٹر کامل علی آغا: میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں۔ اچھا جی اگر آپ موجود ہیں' میں اس بات پر بھی مطمئن ہوں کہ آپ موجود ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ اگر گزشتہ 90 ,80 دن کی دلچسپی کی طرف غور فرمائیں تو ان 90 دنوں میں آپ کو محسوس ہوگا کہ سوائے اس کے کہ کچھ خوش کن نعرے بازی کی گئی اور ایک programme دیا گیا جس کو 100 دن کا programme قرار دیا گیا۔ اس میں بھی کچھ خوش کن نعرے بازی تھی' وعدے تھے' یقین دہانیاں تھیں۔ ان میں سے جو چند قابل ذکر تھیں وہ تو پہلے دن ہی drop scene کی طرف چلی گئیں۔ اس کے بعد پھر حلف ہوئے' وزراء براجمان ہوئے اپنی نشستوں پر' انہوں نے اپنے دفاتر سنبھالے اور پھر ان میں سے کچھ وزراء' ہفتہ وار وزراء ثابت ہوئے اور وزارت خزانہ کا محکمہ بجٹ پیش کرنے تک ابہام کا شکار رہا اور میں سوچ رہا تھا گزشتہ پندرہ دن پہلے جبکہ بجٹ پیش ہونا تھا جو کہ حکومت کی اہم ترین ذمہ داری ہے' جس پر پورا سال depend کرتا ہے اور ساتھ ہی ساتھ نئی حکومت کا پہلا بجٹ میرے نزدیک اس کی پانچ سالہ کارکردگی اور کارکردگی کے لیے نیت اور پانچ سالہ منصوبہ بندی اور اس کے ساتھ ساتھ اقتصادی' معاشی' تعلیمی' صحت' دفاع اور دیگر

شعبوں میں اس کی پالیسیوں کی نشاندہی کرتا ہے لیکن جناب پریذائیڈنگ آفیسر صاحب! ہمیں بھی اور اس قوم کو بھی انتہائی مایوسی ہوئی کہ ایک عامیانہ سا، غیر دلچسپ بجٹ پیش کر دیا گیا اور اس پر بھی ایک خوشگوار نعرہ لگایا گیا کہ یہ عوام دوست بجٹ ہے، ہمیشہ کی طرح آپ نے دیکھا کہ اس بجٹ میں جس کو عوام دوست بجٹ کہا گیا، عوام کے اہم ترین مسئلے پر اور اہم ترین مسئلے کے لیے کوئی حل پیش نہیں کیا گیا اور وہ مسئلے کیا ہیں جناب! وہ مسئلہ ہے مہنگائی، وہ مسئلہ ہے بیروزگاری، وہ مسئلہ ہے رہائش۔ یہ وہی تین چیزیں میں نے پیش کی ہیں جن کی بنیاد پر آج کی حکمران پارٹی ہمیشہ برسراقتدار آتی رہی ہے اور وہ ایک خوشگوار نعرے کی شکل میں عوام کو دھوکہ دیتی رہی ہے اور وہ ہے روٹی، کپڑا اور مکان۔

جناب چیئرمین! کیا حل پیش کیا اس بجٹ میں، اتنا بڑا نعرہ لگانے والوں نے؟ آئیے ہم اس کا تھوڑا جائزہ لیتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ یہ عوام دوست بجٹ کیا کہہ رہا ہے وہ ہے روٹی کپڑا اور مکان - جناب چیئرمین! اتنا بڑا نعرہ لگانے والوں نے اس بجٹ کے اندر کیا حل پیش کیا۔ آئیے ہم اس کا تھوڑا جائزہ لیتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ یہ عوام دوست بجٹ کیا کہہ رہا ہے اور روٹی کپڑے اور مکان کے لیے اس بجٹ کے اندر کیا رکھا گیا ہے؟ سب سے پہلے اگر ہم مجموعی لحاظ سے دیکھیں تو اس بجٹ کے اندر ٹیکسوں کی بھرمار کر دی گئی ہے۔ جو کچھ پچھلی حکومت نے آج تک عوام کو دیا تھا۔ آج وہ لوگ بجٹ پیش کر رہے ہیں جو پچھلے پانچ سال واویلا کرتے رہے کہ عوام کو کچھ نہیں دیا گیا، حکومت مالی استحکام کی بات مفت میں کر رہی ہے۔ حکومت اقتصادی اور معاشی استحکام کی بات غلط کر رہی ہے۔ یہ لوگ آج جو پہلا بجٹ پیش کر رہے ہیں تو ایک طرف غریب عوام کے کپڑے اتار رہے ہیں اور دوسری طرف غریب عوام سے روزی چھین رہے ہیں۔ اول تو اشیائے ضرورت دستیاب نہیں ہیں۔ آج ہی کی خبر آپ دیکھ لیں، اخبارات پڑھیں تو صرف ایک کلو گھی کی قیمت ایک دن کے اندر گیارہ روپے فی کلو بڑھا دی گئی ہے۔ صرف ایک item آپ لیں۔

جناب والا! یہ وہ نعرے لگانے والے جو کل کہہ رہے تھے کہ غریب عوام سے چھینا جا رہا ہے، ان کو کچھ نہیں دیا جا رہا آج یہ غریب عوام کو سر بازار ننگا کر رہے ہیں، ان کی عزت نفس کو مجروح کر رہے ہیں۔ کس طریقے سے؟ جناب والا! یہ کہا کرتے تھے کہ ہم آئیں گے اور

جی ایس ٹی کو کم کر دیں گے بلکہ ان میں سے کچھ لوگ پندرہ فیصد سے ڈھائی فیصد پر لے جانے کی بات کرتے تھے۔ یہ باتیں ریکارڈ پر موجود ہیں۔ انہوں نے پہلے بجٹ کے اندر اس کو پندرہ فیصد سے بڑھا کر سولہ فیصد کر دیا۔ اگر سنٹرل ایکسائیز ڈیوٹی اس میں شامل کریں گے تو وہ سترہ فیصد کے حساب سے عام آدمی کی جیب پر بوجھ پڑے گا۔ جی ایس ٹی وہ نظام ہے جو پاکستان کے نوے فیصد عوام کو متاثر کرتا ہے۔

جناب والا! آپ دوسری طرف دیکھیں کہ اتنے بڑے ٹیکس لگانے کے باوجود کوئی قابل ذکر منصوبہ نہیں ہے۔ کیا کیا ٹیکس اس کے اندر شامل ہیں؟ with-holding tax بجلی کے بلوں پر، سوئی گیس کے بلوں پر، عام آدمی کی خریداری پر، پانی کے بل پر، ہر بل کے اوپر ایک جی ایس ٹی لاگو رہے گی اور اس کے ساتھ ساتھ with-holding tax لگا دیا گیا ہے۔ اگر آپ نے 42 ٹیلیفون کال کیں تو آپ کو دس فیصد with-holding tax ادا کرنا پڑے گا۔ میں واویلا کرتا رہا، میں نے adjournment motion بھی دی لیکن کسی نے اس پر کان نہیں دھرا کہ جناب یہ پی ٹی سی ایل والے اس قوم کے اوپر ظلم کر رہے ہیں۔ ہر منٹ کے بعد ایک نئی کال چارج کی جا رہی ہے۔ پچاس روپے والی کال پانچ روپے کی کر دی گئی ہے۔ جو بچے computer پر بیٹھ کر تعلیم کے لیے معلومات حاصل کرتے تھے، ان کی اس دلچسپی پر بھی ٹیکس لگا دیا گیا ہے۔ وہ اب simple کال ریٹ پر اس کو استعمال نہیں کرسکتے، ہر دس منٹ کے بعد ان کو پندرہ روپے ادا کرنے پڑیں گے، ان کو کیا ان کے والدین کو ادا کرنا پڑیں گے؟ میں نے اس ہاؤس کے اندر واویلا کیا، کسی نے کان نہیں دھرا۔ کسی وزیر نے اس ہاؤس کے اندر آ کر اس کا جواب دینے کی کوشش نہیں کی۔

جناب والا! اس عوام دوست بجٹ کو آگے دیکھتے ہیں۔ دیکھنا تو یہ ہے کہ اس بجٹ سے فلاح کتنی ہو رہی ہے۔ پاکستان کے غریب عوام کی آمدنی کتنی بڑھ رہی ہے؟ اگر یہ غریب عوام کے لیے پیش کیا گیا بجٹ ہوتا تو اس کے اندر یہ concept موجود ہوتا لیکن نہیں، چونکہ دلچسپی نہیں تھی، خالی نعرے بازی تھی اس لیے عوام سے ہر طریقے سے، ہر شعبے سے، کسی نہ کسی طریقے سے ان کا خون نچوڑا جانا مقصود تھا۔ اسلئے تلوں کی پچھلی حکومت پر بہت بات کی گئی۔ کل پروفیسر خورشید صاحب نے آپ کے سامنے اس کی نشاندہی کی کہ ایک tour جو مفت

تیل یا ادھار تیل حاصل کرنے کے لیے دوست ملک سعودی عرب کا کیا گیا اس کے اندر ایک خبر کے مطابق' ایک اطلاع کے مطابق 84 لوگ موجود تھے جن میں سے آدھے سے زیادہ تقریباً چار یا چھ دن وہاں پر قیام پذیر رہے۔ جہاز بھی وہیں پر رہا۔ مقصد صرف یہ تھا کہ تیل ادھار حاصل کیا جا سکے۔ کہا گیا کہ عوام کو سستا تیل فراہم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے لیکن اگر آپ حقائق کی طرف دیکھیں تو جناب پریذائیڈنگ آفیسر حقیقت یہ ہے کہ 112 ارب روپے کی subsidy جس میں سے تقریباً 48 بلین کی subsidy صرف تیل سے' پٹرول سے' ڈیزل سے' مٹی کے تیل سے withdraw کر لی گئی ہے۔ پچھلی حکومت جس پر یہ تنقید کرتے تھے اس کی غلطی یہ تھی کہ وہ مالی استحکام کے ساتھ ساتھ یہ کوشش کر رہی تھی پچھلی حکومت پر جس وقت یہ تنقید کرتے تھے' اس کی غلطی یہ تھی کہ وہ مالی استحکام کے ساتھ ساتھ یہ کوشش کر رہی تھی کہ وہ بوجھ جو بین الاقوامی سطح پر پٹرول کی قیمت بڑھنے کی وجہ سے آ رہا ہے وہ عوام کی طرف منتقل کیا جائے۔ جناب چیئرمین! اس عوام دوست حکومت نے ماشاء اللہ ایک تو چار پانچ مرتبہ پٹرول کی قیمت پہلے بڑھا لی اور عوام دوستی کا اظہار اور عملی ثبوت پیش کیا کہ غریب تو ملک میں رہنے ہی نہیں دیں گے۔ ملک کے اندر کوئی غریب نہیں رہنے دیں گے۔ یا تو وہ تنگ دستی سے خودکشی کر لیں گے یا بھوک سے مر جائیں گے۔ دونوں ہی صورتیں ہوں گی۔

Subsidy withdraw کر کے جناب آپ دیکھیں گے کہ اگلے دنوں میں بلکہ میں تو کہوں گا کہ اب ہفتہ وار mini-budget آئیں گے۔ بجلی سے 34 billion کی subsidy withdraw کی گئی ہے جناب۔ آج کی خبر ہے' آج اخبارات نے شہ سرخیوں سے لکھا ہے کہ ساڑھے سولہ فیصد اضافہ جولائی کے first week سے بجلی کے بلوں میں ہوگا۔ ٹیلیفون آپ استعمال نہیں کر سکتے' پابندی ہو گئی۔ کریں گے تو withholding tax' 42 کالیں آپ گن کے کر سکیں گے' لکھ لیں۔ 43 ویں کال نہیں کر سکتے نہیں تو دس پرسنٹ لگے گا۔ بجلی کے بل آپ کے سامنے آ جائیں گے۔ سوئی گیس کا پہلے ہی الحمدللہ انہوں نے اعلان کر دیا ہے کہ 31 فیصد اضافہ' عوام دوست' غریب عوام کے ساتھی' روٹی' کپڑا اور مکان سب دستیاب ہو جائے گا اس بجٹ کے لاگو ہونے سے۔ آپ اندازہ کریں اور آگے چلیں۔

یوں تو بڑے بڑے کام انہوں نے اس بجٹ کے اندر کیے ہیں' بڑے کام۔ جو

خوشحالی پروگرام تھا اس کا نام پیپلز ورکس پروگرام رکھ دیا ہے اور جو وزیر اعظم روزگار سکیم تھی اس کو بے نظیر کارڈ کا نام دے دیا ہے۔ جناب! یہ شعبدہ بازیاں ہیں۔ یہ آپ کو صرف کاغذی کام نظر آئیں گے اور اصل حقائق وہی سابقہ روپے' وہی روپے' فرق صرف اتنا ہے پہلے لونگ گواچا پروگرام ہوتا تھا اب لانگ مارچ پروگرام ہوتا ہے۔ پروگرام وہی ہیں' روپے وہی ہیں۔ کپڑے اتارنے والے روپے ہیں۔ اپنی جیبیں بھریں گے' عوام کی جیبیں خالی کریں گے۔ یہ پروگرام ہے اور یہی بجٹ ہے'یہی بجٹ ہے۔ اس کے اندر' اس بجٹ کے اندر کوئی پروگرام نہیں ہے' کوئی چیز اس کے اندر آپ کو نظر نہیں آئے گی۔ کس کس طریقے سے عوام کو' اور وہ پروگرام جس کا میں نے ذکر کیا ہے 34 billion روپے اس میں رکھے گئے ہیں ' بے نظیر support پروگرام اس کا نام رکھا گیا ہے جناب۔ اس میں کیا ہوگا۔ کل پروفیسر صاحب نے بھی بتایا۔ اگر یقینی طور وہ مستحق لوگوں کو دیا بھی گیا تو جناب وہ غربت اور غریب عوام کے ضمیر پر بوجھ لادنے کے ساتھ ساتھ صرف اس ملک کے دس فیصد غریبوں کی آٹے میں زیرے کے برابر مدد کر سکے گا۔ کوئی calculation نہیں کی گئی جناب' کوئی calculation نہیں کی گئی۔ اول تو مجھے اس بات پر شبہ ہے کہ اس کا سیاسی استعمال کیا جائے گا ہمیشہ کی طرح جیسے اس دفعہ بھی اس بجٹ کے اندر ایک لاکھ Lady Health Visitors کا چرچا کیا گیا ہے کہ ہم ان کو روزگار دیں گے اور نئی بھرتی کریں گے۔ آپ کو یاد ہوگا جناب پچھلی حکومتوں میں '.جی؟

جناب پریذائیڈنگ آفیسر،مردوں کے لیے کچھ نہیں رکھا؟

سینیٹر کامل علی آغا، مردوں کے لیے میں بتاتا ہوں جی۔تو پچھلی حکومتوں میں انہوں نے ان سکیموں کا سیاسی طور پر استعمال کیا اور اس کے نتیجے میں جو ان سکیموں کا حال ہوا وہ آپ کے سامنے ہے۔ وہ قابل ذکر بھی ہیں اورلوگوں کو یاد بھی ہیں' میں دہرانا نہیں چاہتا لیکن اللہ کرے کہ اس مرتبہ اس کا سیاسی استعمال نہ کریں۔ میرٹ پر یہ لوگوں کو روزگار دیں اور اس سکیم کو بھی جس کو انہوں نے شہید بے نظیر کے نام سے مشہور کیا ہے' میں سمجھتا ہوں کہ ان کی ذمہ داری بنتی ہے کہ اس شہید کے نام پر مستحق لوگوں کی امداد کی جائے اور مستحق لوگوں

کو ملازمتیں فراہم کی جائیں گو کہ ضرورت کے مقابلے میں یہ عشر عشیر بھی نہیں ہے۔ چلیں ایک اچھا کام ہے اور اچھا سلسلہ ہے لیکن اس کا استعمال وہ نہیں ہونا چاہیے جو ان کے سابقہ رویے تھے۔

انہوں نے ایک نیا ٹیکس لاگو کیا جبکہ پہلے ہی پراپرٹی ٹیکس موجود تھا اور ہم نے گزشتہ حکومت کے دوران پانچ مرلہ پر پراپرٹی ٹیکس کی معافی دی تھی اور میں اس کو معافی کا نام نہیں دوں گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ پانچ مرلہ کے مکان پر ٹیکس لاگو کرنا ہی زیادتی تھا اس لیے اس کو withdraw کیا تھا، چھوٹ دی گئی تھی لیکن انہوں نے ایک اور بوجھ ڈالا ہے کہ ڈھائی سو گز جو پانچ مرلہ بنتا ہے اس کی تعمیر پر developer سے ساڑھے بارہ ہزار روپے یہ ٹیکس وصول کریں گے جناب اور دس مرلہ پر پچیس ہزار روپیہ، وصول کریں گے۔ یہ سب غریب عوام کے لیے بندوبست کر رہے ہیں۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم نے سامان تعیش پر ٹیکس لگایا ہے، ہم نے امیروں پر ٹیکس لگایا ہے۔ ہر بات غلط ثابت ہوگی جناب۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے بڑی گاڑیوں پر ٹیکس لگایا ہے اور ساتھ ہی 1500cc سے کم جو پرانی گاڑیاں آپ لے کے آئیں گے اگر آپ غریب ہیں اور بڑی گاڑی نہیں رکھ سکتے اور آپ نئی گاڑی بھی نہیں رکھ سکتے تو اگر آپ پرانی گاڑی منگوائیں گے تو اس پر آپ کو پہلے سے دس فیصد زیادہ ٹیکس ادا کرنا پڑے گا، ڈیوٹی ادا کرنی پڑے گی۔ یہ بھی ساتھ لگا دیا ہے۔ وہ صرف نام کی بات ہے۔ ادھر کام کی بات یہ ہے کہ غریبوں کو ساتھ ساتھ دبائے رکھنا ہے۔ ان کو ابھرنے نہیں دینا۔ کہہ یہ دیا کہ ہم سامان تعیش پر ٹیکس لگا رہے ہیں اور پورے جہیز پر، غریب کے جہیز پر انہوں نے ٹیکس لگا دیا ہے، کس طریقے سے اور غریب کے جہیز کے اوپر انہوں نے کس طریقے سے ٹیکس لگا دیا ہے۔ 'جناب! ہر غریب کوشش کرتا ہے کہ اپنی بچی کو ایک فریج دے دے، ایک ڈیپ فریزر دے دیں ایک سلائی مشین دے دے کہ مشکل کے وقت میں اگر اس کو ضرورت پڑے تو وہ سلائی کڑھائی کے ذریعے اپنا روزگار چلا سکے۔ اس ملک کے اندر سلائی مشین صرف غریب استعمال کرتا ہے مجھے بتائیں کوئی امیر سلائی مشین استعمال کرتا ہے، کوئی ایک امیر آدمی مجھے بتا دیں کہ سلائی مشین استعمال کرتا ہو 'جناب! وہ ڈھائی، تین ہزار، چار ہزار روپے کا اوون اپنی بچی کو خوش کرنے

کے لیے جہیز میں دیتا تھا اس کے اوپر بھی ٹیکس لگا دیا ----

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: خان صاحب ۳۰ منٹ ہو گئے ہیں ۔آپ مزید کتنا وقت لینا چاہیں گے۔بالکل ظاہر ہے ' آپ اپوزیشن لیڈر ہیں تو آپ کی بات میں مداخلت نہیں کریں گے۔

سینیٹر کامل علی آغا: جناب ! میرا حق ہے---

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بالکل حق ہے۔

سینیٹر کامل علی آغا: حق ہے جو میں استعمال کروں گا-----

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: توجہ دلانے کا مقصد یہ تھا کہ آپ تھوڑا سا'---

سینیٹر کامل علی آغا: میں اپنی تقریر مکمل کروں گا ۔پارلیمنٹری لیڈر کے لیے پابندی ہے ۔اپوزیشن لیڈر اور قائد ایوان کے لیے کوئی پابندی نہیں ہے ۔آپ کی information غلط ہے اس لیے آپ کا اعتراض درست نہیں ہے ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر صاحب ! میں ٹیکسوں کی بات کر رہا تھا تو یہ کہا گیا کہ غریب پر ٹیکس نہیں' امیر پر اس بجٹ کے اندر ٹیکس لگایا گیا ہے۔ جناب چیئرمین ! میں نے پہلے تمام بلوں کے متعلق آپ سے وضاحت کر دی اور آپ کے سامنے پیش کر دیئے ہیں کہ تمام بل جو غریب ادا کرتے ہیں ان پر کس طریقے سے اضافہ کیا گیا ہے اور آئندہ ہفتہ وار پروگرام کے تحت جو سبسڈی 112 بلین تھی ' وہ withdraw کی گئی ہے اور اس کے ذریعے لگیں گے ۔ اس کے علاوہ غریب پر مزید بوجھ کی میں بات کر رہا تھا اور آپ نے مجھے دوسری طرف متوجہ کر دیا۔جناب ! اس بجٹ کے اندر مجھے بتائیں کہ غریب کے اوپر کون کون سے ٹیکس نہیں لگے ہیں ' غریبوں کا ایک شعبہ بتا دیں کہ جس کے اوپر ٹیکس نہیں لگا ہے ۔ پان تک پر تو ٹیکس لگا دیا ہے ۔غریب پان کھاتا تھا اس کے اوپر ۵۰ روپے کلو بڑھا دیئے ہیں ۔ پہلے ڈیڑھ سو تھا اب دو سو روپے ہے۔ وہ بیچارہ اگر کسی وقت پان کھا لیتا تھا تو وہ بھی اب اس کے لیے مشکل ہو گیا ہے ۔ جینا دوبھر کر رہے ہیں صرف ایک بجٹ کے ذریعے ' اگلے جو چار بجٹ آئیں گے ۔اللہ کرے اور ہم چاہتے ہیں کہ یہ پانچ سال پورے کریں ۔ویسے تو میاں نواز

شریف صاحب ان کی ٹانگ پکڑ کے ، زرداری صاحب کی ٹانگ پکڑ کر لٹکے ہوئے ہیں ، مجھے لگتا نہیں ہے کہ وہ ان کو چین سے بیٹھنے دیں ۔

غریب کے لیے ہر شعبے میں ٹیکس لگایا گیا ہے ۔ اگر وہ پانچ مرلے کا مکان بنانے کی کوشش کرے گا تو اس کے اوپر بھی انہوں نے ساڑھے بارہ ہزار روپے ٹیکس لگا دیا ہے جو پچھلی حکومت نے ختم کر دیا تھا ۔ادھر سے کان پکڑیں ، یا ادھر سے پکڑیں بات تو ایک ہی ہے ۔ پراپرٹی ٹیکس نہیں لگایا تو پھر اسکے مکان بنانے کے اوپر ٹیکس لگا دیا ہے کہ وہ ایک ہی دفعہ اگلے دس سالوں کے لیے ساڑھے بارہ ہزار روپے ٹیکس دے دیں یا ۲۰ سال کا ٹیکس دے دیں اور اگر دس مرلے کا بنانے کی جرات کرے تو ان کو ۲۵ ہزار روپے دے۔ دوسری طرف امیروں کے لیے کیا کیا سہولتیں فراہم کی جا رہی ہیں۔ جناب پہلے NRO آیا تھا وہ صرف ایک مخصوص خاندان کے لیے تھا ۔اب باقی جو ہیں ، کالے دھن والوں نے شور ڈالا کہ جی ! ہمیں بھی NRO کے تحت پیسے سفید کرنے کے لیے relief ملنا چاہیے ۔تو ان کے لیے انہوں نے ۲ فیصد ادا کر کے سارے کے سارا کالا چٹا کرنے کے لیے NRO پیش کر دیا ہے ۔جتنا مرضی کالا دھن ہے جتنا مرضی کالا آپ چٹا کرلیں۔ ۲ ہزار روپے دیں اور ایک لاکھ روپیہ چٹا کروالیں۔دو لاکھ دیں ایک کروڑ کروالیں ، دو کروڑ دیں ایک ارب روپے کروالیں ۔ویسے ان حالات کے اندر یہ اچھی بات ہے۔یہ بہت ساری غلطیاں کرچکے ہیں اور فنانس منسٹر نے شروع میں ایک پریس کانفرنس کر کے یہ کہہ دیا کہ Stock Exchange پر ہم گین ٹیکس لگائیں گے اور دوسرے ٹیکس transaction پر لگائیں گے ۔تو اس ذلت آمیز دعویٰ کے نتیجے میں ایک اندازے کے مطابق ۷ ارب ڈالر پاکستان سے دبئی چلے گئے یا دوسرے ملکوں میں چلے گئے ۔ایک نعرہ لگانے کے نتیجے میں اس ملک کے غریب عوام کا کتنا نقصان ہوا ۔جناب ! آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ ۶۰ روپے کا ڈالر 70/74 روپے تک اس ملک کے اندر بک گیا۔ انہوں نے کئی فائدے لیے ، وقت کے ساتھ ساتھ کافی کچھ سامنے آئے گا ۔بہت کچھ آئے گا لیکن بعد میں کیا کیا ؟ جناب ! بعد میں ایک طیارہ کراچی سے اڑا ، چارٹرڈ طیارہ اسلام آباد آیا اور بس پھر خفیہ باتیں ہیں ۔میرے خیال میں اس فلور پر نہ کریں تو بہتر ہے پھر وہ withdraw ہو گیا ۔اب دو سال کے لیے pending ہو گیا ۔ غریب کے لیے انہوں نے ایک ٹیکس بھی withdraw نہیں کیا ، کوئی بھی شعبہ نہیں ہے جس کو چھوڑا ہے

کہ جس کے اوپر ٹیکس نہ لگایا جائے۔ کیونکہ غریب کے پاس چارٹرڈ طیارے کے پیسے نہیں تھے، ان کے پاس وہ bargaining پوزیشن نہیں تھی اور اگر غریب نہ رہا تو پھر روٹی، کپڑا اور مکان کا نعرہ بھی نہیں رہے گا، پھر کس کو ہم ورغلائیں گے؟ اس ملک کے اندر غریب تو بنانے ہیں۔ اس ملک کے غریب عوام کا خون تو نچوڑنا ہے تاکہ پھر نعرہ لگائیں اور پھر غریب اس نعرے کے پیچھے چلیں اور ہمیں حکومت میں لے آئیں اور ہم پھر حکومت میں آ کر "لونگ گو اچا" مارچ کریں۔ دنیا کے اندر کوئی مثال نہیں ملتی کہ آپ حکومت میں بھی ہوں اور agitation بھی کر رہے ہوں۔ کل پرویز الہیٰ صاحب نے کہا کہ آدھے لانگ مارچ کر رہے ہیں اور آدھے ان کا استقبال کر رہے ہیں۔ یہ حکومت کر رہی ہے۔ بجٹ کیا پیش ہوگا، بجٹ تو یہی پیش ہونا تھا جو بیوروکریسی نے اپنا اختیار استعمال کر کے تیار کرنا تھا، ان کے علم میں نہیں ہے ان کی توجہ ہی نہیں ہے۔ کوئی permanent وزیر خزانہ ہی نہیں ہے، کوئی مستقل ذمہ داری ہوتی تو کوئی بجٹ بنایا جاتا۔ ضرورت نہیں تھی جتنی ضرورت تھی وہ پوری ہو گئی اور باقی ضرورت بھی پوری ہوتی جائے گی---

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: صاحب! تھکے ہارے لوگوں کو پانی پلانا تو بڑا ثواب ہے اور آپ ناراض ہو رہے ہیں۔

سینیٹر کامل علی آغا: جناب! بہت بڑا کام کیا ہم نے سو دن کے پروگرام میں، انرجی سیور جو ہیں ہم نے کہا کہ اتنے لاکھ انرجی سیور بجلی کا بحران ختم کرنے کے لیے ہم اس ملک کے اندر تقسیم کریں گے۔ کہاں ہے وہ انرجی سیور، جناب! شاید آپ کو پہنچے ہوں۔ مولانا فضل الرحمن صاحب کے ذریعے، ہمیں تو نہیں ملے نہ ہم نے کہیں تقسیم ہوتے دیکھے ہیں ----

(مداخلت)

سینیٹر کامل علی آغا: وہ حکومت میں ہیں۔ بیٹھ جائیں۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ: ان کا مطلب کیا ہے۔ نہیں، غلط بات کس لیے کرتے ہیں۔ یہ ان کا مطلب کیا ہے۔

(مداخلت)

سینیٹر کامران مرتضیٰ: نہیں، ان کا مطلب ---

سینیٹر کامل علی آغا: براہ راست ۔نہیں، ان کے ذریعے نہیں ، جی میں نے غلطی کی ، آپ کو براہ راست پہنچے ہیں یا نہیں ؟

(قہقہے)

سینیٹر کامران مرتضیٰ ، ایک آدمی ہاؤس میں بیٹھا ہی نہیں ہے ۔آپ اس کا نام کیوں لیں۔

(مداخلت)

چلیں ،براہ راست کی بات کر لیتے ہیں۔جناب ! یہ مسائل کا حل ہے کہ چلیں، "براہ راست" کا لفظ استعمال کر لیتے ہیں۔ جناب والا! یہ مسائل کا حل ہے کہ گھڑی کی سوئیاں آگے کر لیں، مسئلہ حل ہو جائے گا۔ Energy savour تقسیم کر دیں، مسئلہ حل ہو جائے گا۔ جناب، اصل حقائق دیکھیں کہ اصل حقائق کیا ہیں؟ کیا یہ بازار 8 بجے بند کر دیں گے تو بجلی کا بحران ختم ہو جائے گا؟ وزیر موصوف جو بجلی کے بحران کے ذمہ دار ہیں، وہ کہتے ہیں کہ جناب ،ہم نے کراچی کا بجلی کا مسئلہ حل کر دیا ہے۔ انہوں نے یہاں اس floor پر نعرہ لگایا کہ ہم نے 500 mega watt بجلی اپنی جادو کی چھڑی سے فراہم کر دی ہے اور اب کراچی کا مسئلہ حل ہو گیا ہے۔ جس دن سے انہوں نے نعرہ لگایا ہے، اس دن سے ہر روز وہاں بجلی کی وجہ سے کوئی نہ کوئی ہڑتال، کوئی نہ کوئی agitation اور کوئی نہ کوئی مصیبت پڑی ہوئی ہے۔ جناب والا! آج انہوں نے ایک اور حل نکالا ہے جو معلوم ہوا ہے، یہ ہے کہ KESC کو دوبارہ فروخت کر دیا ہے۔ اللہ کرے کہ اس میں سے کوئی scandal نہ نکلے کیونکہ مجھے پتا ہے کہ اس ملک میں جو سیاسی قائدین ہیں، ماشاء اللہ فضل الرحمان کی طرح بہت جلد پتا چلا لیتے ہیں کہ اصل معاملات کیا ہیں۔ کیا آپ اب خوش ہیں؟

جناب والا! میں عرض کر رہا تھا کہ مہنگائی کا کیا حل نکالا ہے ؟ جناب ایک LPG اور CNG رہ گئی تھی جسے غریب انسان جو پٹرول استعمال نہیں کر سکتے تھے، اپنی گاڑیوں میں استعمال کر لیتے تھے۔ لوگ load-shedding کے دنوں میں CNG پر generators چلا لیتے

تھے۔ کچھ industry بھی آج کل CNG پر چل رہی تھی۔ ایسی بسوں کی بھی duty free import کرنے کی بات کی گئی جو CNG پر چلتی ہوں لیکن اس کے ساتھ ہی CNG کے مافیا کو اپنی مرضی سے قیمتیں بڑھانے کا اختیار بھی دے دیا گیا۔ پھر جناب' اس پردے میں سے بھی ایک ٹیکس نکلے گا۔ آپ اسے ٹٹول کر دیکھ لیں۔ ایک ٹیکس اس میں سے بھی نکلے گا جو indirect ہوگا اور وہ بھی عوام سے لیا جائے گا۔ میں آپ کو بتا رہا ہوں کہ کوئی طریقہ نہیں چھوڑا کہ جس کی وجہ سے عوام سے ہر شعبے میں کسی نہ کسی ذریعے سے ٹیکس لیا جائے۔ جناب والا! آپ نے دیکھا کہ پہلے ہی سبزی' دال ' روٹی' آٹا' گھی' پٹرول' سوئی گیس یعنی ہر چیز کی قیمتیں آسمان کو چھو رہی ہیں۔ پتا نہیں کہ انہوں نے اس بجٹ میں اس پر کیوں توجہ نہیں دی۔ جو اصل مسئلہ تھا' اسے یہ حل کرتے۔ اس پورے بجٹ میں یہ کوئی ایک ایسا کام بتا دیں' کوئی ایک پروگرام بتا دیں جو انہوں نے اس مہنگائی کو control کرنے کے لیے پیش کیا ہو یا کوئی ترغیب دی ہو۔ جناب والا! اربوں روپے کے ٹیکس لگائے گئے ہیں لیکن ایک منصوبہ بھی پورے بجٹ میں مہنگائی کو control کرنے کے لیے نہیں ہے۔ بلوچستان میں مہنگائی کنٹرول کرنے کے لیے بھی کوئی پروگرام نہیں دیا ہے۔ جناب والا! بلوچستان کے جو عوام ہیں اور جو یہاں پر بیٹھے ہوئے مقتدر حضرات ہیں' جو بلوچستان کے لیے رقبہ کے لحاظ سے مطالبہ کرتے تھے کہ اسے رقبے کے لحاظ سے funds ملنے چاہئیں' اسے بجٹ میں حصہ ملنا چاہیے۔ یہ مطالبہ ہمارے یہاں بیٹھے ہوئے حضرات کرتے تھے لیکن آج یہ کیوں خاموش ہیں؟ جناب والا! ہماری حکومت نے بلوچستان کو آبادی کے لحاظ سے حصہ دینے کے بعد بڑے منصوبوں کے لیے اربوں روپے کا fund دیا تھا۔ الحمداللہ' کامیاب منصوبے آپ کے سامنے ہیں۔ سڑکوں کے جال بچھائے' ڈیم بنائے' گوادر پورٹ بنائی۔ ان منصوبوں کے لیے ہم نے اضافی funds دیے۔ میں آج اس ہاؤس میں مطالبہ کرتا ہوں کہ بلوچستان کو رقبے کے لحاظ سے اضافی funds فراہم کریں کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ بلوچستان ایک اہمیت رکھتا ہے۔ وہاں کے عوام کی فلاح ہونا' وہاں پر development ہونا صرف بلوچستان کی development نہیں' وہاں کے عوام کی development نہیں بلکہ وہ پاکستان کے عوام کی development کا ذریعہ بنے گی۔ اس لیے انہیں اس طرف توجہ دینی چاہیے۔

جناب والا! ایک اچھا قدم جو انہوں نے روایتی انداز میں اٹھایا ہے، وہ ملازمین کی taxable income کے متعلق ہے جسے ایک لاکھ پچاس ہزار سے بڑھا کر ایک لاکھ اسی ہزار کیا ہے۔ اگر آپ اسے پچھلے اضافے کے ساتھ ملا کر دیکھیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ناکافی ہے۔ جتنی قیمتیں بڑھی ہیں، اس کے حساب سے اگر سرکاری ملازمین کی تنخواہیں دیکھیں تو 20% تنخواہوں میں اضافہ GST کے ذریعے ہی نکل جائے گا۔ آپ بالکل یقین رکھیں۔ صرف ایک فیصد سے وہ 20 فیصد برابر ہو جائے گا۔ آپ حساب کر کے دیکھ لیں۔ اگر سرکاری ملازمین آرام سے بیٹھ کر دیکھیں گے اور اس سلسلے میں آج بھی اخبارات میں ہے کہ صرف GST ہی 20 فیصد اضافے کو برابر کر دے گا۔ اس کے بعد جو دوسرے taxes ہیں جیسے withholding tax ہے، فلاں tax ہے، فلاں tax ہے، وہ بھی برداشت کرنے پڑیں گے۔ اگر یہ پچھلے اضافے سے دیکھیں تو یہ دو لاکھ تیس ہزار کے قریب بنتا ہے۔ ان کو چاہیے کہ کم از کم اس ceiling کو ڈھائی لاکھ ضرور کریں۔ اس میں ضرور ترمیم کریں ورنہ میں سمجھتا ہوں کہ پھر سرکاری ملازمین تو اپنے بچے ہی فروخت کریں گے۔ آپ نے پچھلے تین ماہ میں یہ show دیکھا ہے کہ کچھ خواتین ملتان میں اپنے بچے فروخت کرنے کا بورڈ لگا رہی ہیں، کبھی لاہور میں لگا رہی ہیں اور کبھی کراچی میں لگا رہی ہیں۔ اس وقت بے انتہا خودکشیاں ہو رہی ہیں۔ اگر انہوں نے اس طرف توجہ نہ دی تو پھر وہ پروگرام جاری رہے گا۔ یہ ایک گنجائش نکل سکتی ہے کہ اگر اس سے دو چار ہزار کا فرق غریب سرکاری ملازم کو ملے تو اس سے مہنگائی کا مقابلہ کرنے کی کچھ قوت باقی رہ سکے گی۔

جناب والا! انہوں نے سامان تعیش کے چکر میں جو ایک بہت بڑی زیادتی کی ہے، وہ یہ کی ہے کہ ہر قسم کے موبائل فون پر 500 روپے ٹیکس لگا دیا ہے۔ جناب والا! اگر آپ لاہور میں ہال روڈ پر سے گزریں، مال روڈ سے گزر کر ہال روڈ آتا ہے، یہ موبائل فون کی مارکیٹ ہے، وہاں آپ کو banners لگے ہوئے ملیں گے، جنہیں آپ پڑھ کر حیران ہوں گے کہ 895 روپے میں with sim ٹیلیفون مل جاتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ 500/600 روپے کا چائنا کا ایک موبائل فون set ہے جس پر انہوں نے 500 روپے ٹیکس لگا دیا ہے کیونکہ ان کے پاس سوچنے کا time نہیں تھا۔ اگر غریب مرتا ہے تو مرے، کوئی بات نہیں۔ ان کا پروگرام تو یہی ہے۔ جناب والا! 40000 روپے اور 50000 روپے کے set پر بھی 500 روپے ٹیکس اور جو غریب 800/900

روپے میں مکمل set, sim سمیت لے رہا تھا' اس پر بھی 500 روپے ٹیکس لگا دیا گیا ہے۔ سوچنے کا وقت ہی نہیں ہے ۔ دیکھنے کا وقت ہی نہیں ہے 'ضرورت ہی نہیں ہے۔ بس کہہ دیا ہے۔ زبانی کہنے کی باتیں ہیں ۔ کہہ دیا کہ بجٹ عوام دوست ہے تو مان لیں ۔ آپ کو بھی ماننا پڑے گا' مجھے بھی ماننا پڑے گا ۔ سوچنے کی ضرورت نہیں ہے۔ غریب مرتا ہے تو مرے۔ تین سو luxury items جناب انہوں نے جو کہیں' تو میں نے آپ کو بتایا کہ اس میں پورے مکمل جہیز پر انہوں نے ٹیکس لگا دیا ہے اور غریب کی بیٹی کے ایک جہیز پر جو فرق پڑے گا' آپ estimate کرلیں' کم از کم ساٹھ ہزار روپے کا فرق اس غریب کو دینا پڑے گا۔ اگر وہ دو تین چیزیں اپنی بچی کو دینا چاہے' اگر اپنی بچی کو سلائی مشین دینا چاہے--- جناب بات کرتے ہیں۔ لوکل انڈسٹری کے لیے 'میں سوچ رہا تھا کہ شاید یہ کسی خاص آدمی کی انڈسٹری ہو گی جس کے لیے یہ سہولت دی گئی ہے۔ یہ concept کیا ہے جناب؛ جناب آپ کہتے ہیں کہ local industry کو پروان چڑھانے کے لیے ہم نے جناب پانچ فیصد سے تیس فیصد ٹیکس کر دیا ہے ۔ کیا فائدہ لے رہے ہیں آپ جناب ۔ اگر بیرونی ممالک سے اس ملک میں items نہیں آئیں گی اور وہ items نہیں آئیں گی' جو غریب آدمی کی زندگی کے لیے' زندگی گزارنے کے لیے انتہائی ضروری ہیں اور وہ اس کی آمدنی کا ذریعہ بن رہی ہیں' اس کی محنت کا صلہ ہے' وہ کام کرے گا' اس کی محنت' مزدوری کے صلے میں اس کے روزگار کے لیے کچھ رقم آئے گی ۔ اس کو بند کر دیا ۔ جناب دنیا میں مقابلہ ہوتا ہے۔ آپ اچھی سے اچھی چیز لا کر نمائش کرتے ہیں کہ یہ دیکھیں۔ اگر local industry پروان چڑھنا چاہتی ہے تو پھر مقابلہ کریں چائنہ کا' جاپان کا' جن کی سلائی مشینیں آج لوگ باہر جاتے ہیں تو وہاں سے اپنے ساتھ لے کر آتے ہیں۔ آپ ایرپورٹ پر کھڑے ہو جائیں' جتنے لوگ سعودیہ سے آئیں گے' آدھے لوگوں کے ہاتھوں میں جاپانی سلائی مشین ہو گی ۔ اس لیے کہ اس کی کوالٹی بہتر ہے ۔ اس کی کوالٹی کے لیے بات کریں ۔ پاکستان میں کوالٹی کیا ہے ؛ جناب ٹھک ٹھک والی مشین پاکستان میں بن رہی ہے اور اچھی مشین ' جس کے ذریعے پیکو' کڑھائی وغیرہ کچھ ہو سکتا ہے' مزدوری بن سکتی ہے' بند کر دی ہے جناب' تقریباً بند ہو گئی ہے۔ آنا مشکل ہو جائے گی ۔ اس کو لینے کی غریب کے پاس سکت ہی نہیں ہو گی۔ باقی چیزیں آپ کریں ۔ ٹھیک ہے بڑا اچھا کیا ہے جناب آپ نے cosmetics پر ٹیکس

لگایا، پرفیوم پر لگایا، آپ نے سگار پر لگا دیا، چاکلیٹ پر لگا دیا لیکن غریب کو کیوں تنگ کر رہے ہیں - اس پردے میں کہ چند چیزیں غریبوں کی اور اس کے ساتھ امیر کو دکھا کر غریب کو ذبح کرنے والی بات ہے - کیا بات ہے، یہ بجٹ ہے؟ کیا کر رہے ہیں آپ؟ اور دعویدار ہیں کہ ہم عوام دوست بجٹ پیش کر رہے ہیں اور غریب عوام کا بجٹ پیش کر رہے ہیں - آپ نے کوئی شعبہ نہیں چھوڑا - banking and insurance services میں آپ نے ٹیکس double کر دیئے - کیوں؟ کیا جواز تھا؟ آپ بتائیں۔ تھوڑا بہت لین دین کرنے والے جو کاروبار کرتے ہیں، چھوٹے کاروباری لوگ۔ آج law and order کی یہ position ہے کہ آپ ایک رپورٹ دیکھ لیں، جناب راولپنڈی کے D.P.O. نے یہ رپورٹ دی ہے کہ جناب راولپنڈی ڈسٹرکٹ میں ایک ماہ میں سرسٹھ کروڑ انہتر لاکھ روپے کی ڈکیتیاں ہوئی ہیں ۔لوگ بینکوں کے ذریعے کاروبار کرنے پر مجبور ہیں اور چھوٹے کاروباری لوگوں کا پیسے نقد لے کر بینکوں کے ذریعے کاروبار کرنا، ان کی مجبوری ہوتی ہے۔ آپ مجبور کر رہے ہیں - law and order کی یہ position ہے اور بینکوں میں آپ نے ٹیکس double کر دیا ہے - پہلے آپ اس floor of the House پر کھڑے ہو کر کہتے رہے ہیں کہ جناب یہ حکومت، یہ پچھلی حکومت کے لیے کہتے رہے ہیں، یہ بینکاروں کی حکومت ہے - بینک نفع میں جا رہے ہیں - بینک کا profit اتنے اتنے ارب روپیہ ہو گیا ہے - جناب! یہ کیا عمل ہے کہ آپ کہہ رہے ہیں بینک پہلے ہی اس ملک میں سب سے امیر محکمہ بن چکا ہے اور ساتھ ہی آپ ان کو مزید facilitate کر رہے ہیں، ان کو مزید powerful کر رہے ہیں اور آپ غریب عوام پر بوجھ ڈال رہے ہیں - یہ indirect tax نہیں ہے - میں سمجھتا ہوں کہ یہ بالکل direct ہے اور اس کا بوجھ سارے کا سارا بوجھ غریب آدمی پر پڑے گا - آپ نے سیمنٹ بلاوجہ مہنگا کر دیا۔ آپ کے آنے سے پہلے ہی سیمنٹ مہنگا ہو گیا تھا۔ آپ کی حکومت کی خوشبو آ گئی اور جناب سیمنٹ کی بوری دو سو روپے سے دو سوتیس روپے ہو گئی - آج پھر آپ نے اس پر مزید ٹیکس لگا کر غریب کے لیے ناممکن بنا دیا ہے کہ وہ اپنی چھت خود بنا سکے - پہلے کیا اس دور میں کم مشکل تھی۔ غریب کے لیے چھت بنانا پہلے ہی مشکل تھا۔ آپ اچھا غریب کا بجٹ پیش کر رہے ہیں کہ سیمنٹ پر بھی آپ ٹیکس لگا رہے ہیں - اچھا کام کیا آپ نے، ہمارا مطالبہ تھا کہ life saving drugs پر سے آپ taxes ختم کریں، ان کو duty

free کریں - انکم ٹیکس ختم کریں - آپ نے یہ اچھا اقدام کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ کسی بیوروکریٹ کو یہ مشکل پیش آئی ہو گی، جس کے احساس کے تحت یہ اچھا قدم بھی اس بجٹ میں آ گیا۔ فنانس منسٹر صاحب نے کہا کہ یہ زرعی بجٹ بھی ہے - پندرہ نومبر کو DAP کھاد کی بوری گیارہ سو روپے کی تھی، جو آج سینتیس سو روپے کی بک رہی ہے - اس میں سے اب ہزار روپیہ نکال دیں، ستائیس سو روپیہ رہ گیا جی، تو ہماری بری حکومت گیارہ سو پینتیس روپے میں سے چار سو ستر روپے سبسیڈی دے رہی تھی، یعنی تقریباً ساڑھے چھ سو روپے کی بوری کسان کو دے رہے تھے اور آج یہ ستائیس سو روپے کی بوری کسان کو فراہم کریں گے۔ میں نے پہلے بھی آپ سے گزارش کی کہ اس بجٹ میں کوئی ایسا منصوبہ ایسا ہونا چاہیے تھا کہ ایک دم مہنگائی کی جو قیامت لوگوں پر ٹوٹی ہے، اس کو واپس لانے کی یہ بات کرتے جو عوام کے ساتھ ان کا وعدہ تھا - اس وعدے پر انہوں نے ووٹ حاصل کیے کہ ہم بجلی سستی کریں گے، آٹا سستا فراہم کریں گے، ہم سوئی گیس سستی کریں گے، ہم چھت فراہم کریں گے، روٹی فراہم کریں گے، کپڑا فراہم کریں گے۔ جناب اس کے لیے انہوں نے کوئی منصوبہ بندی اس پورے کے پورے بجٹ میں نہیں کی اور کیوں نہیں کی؟ خدا جانتا ہے - اس کا منصوبہ کیا ہے اور پھر ٹیکسوں کے ذریعے مزید مہنگائی کی جو قیامت ٹوٹے گی، اس کا آپ اندازہ نہیں کر سکتے - اچھے کام کیے جا سکتے تھے۔ زراعت کو incentives دیے جا سکتے تھے - فلاور کلچر۔ آپ دیکھیں کہ ہالینڈ پوری دنیا سے اربوں روپے کما رہا ہے - اتنا سا، چھوٹا سا ملک ہے - آپ اگر کبھی ہالینڈ تشریف لے گئے ہوں، آپ دیکھیں کہ وہاں کا موسم بالکل غیر یقینی ہوتا ہے، وہ ملک دنیا میں اربوں ڈالر کما رہا ہے اور اس کی اکانومی فلاور پر base کر رہی ہے - اس میں کوئی incentive دیتے۔ کوئی سن فلاور کے لیے دیتے - میں سمجھتا ہوں انہوں نے زراعت کو کوئی initiative نہیں دیا۔ آپ دوسری طرف education کو دیکھیں، بجٹ میں تعلیم کے لیے 1.65% رکھے گئے ہیں۔ تعلیم جو ملک کی ریڑھ کی ہڈی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ دنیا تعلیم کے بغیر نہیں چل سکتی، غریب، امیر تمام اس سے مستفید ہوتے ہیں۔ انہوں نے اس بجٹ میں اربوں روپے کا ٹیکس لگا کر تعلیم کے شعبے میں 1.65% اضافہ کیا ہے۔ جناب! اگر آپ routine کے مطابق بھی کوئی اضافہ کریں تو وہ 10% سے کم نہیں ہوتا۔ یہ اصول کی بات ہے، اگر کسی شعبے میں ترقی کے لیے 10% اضافہ کیا جائے

تو جناب! وہ پچھلے سال کے برابر ہوتا ہے' اضافہ نہیں ہوتا۔ اس سے زائد اضافہ ہوتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ تعلیم کے بجٹ میں انہوں نے ساڑھے آٹھ فیصد کمی کر دی ہے۔ میں یہ بات on record کہہ رہا ہوں' انہوں نے تعلیم کے بجٹ میں پچھلے سال کے مقابلے میں ساڑھے آٹھ فیصد کمی کر دی ہے۔ ان کا دھیان سولہ سے انتیس جج کرنے کی طرف تھا' وہ انہوں نے کر دیا ہے۔ آج میاں صاحب نے کہہ دیا ہے کہ میں اس کے حق میں ووٹ نہیں دوں گا' اس کو کامیاب نہیں ہونے دوں گا۔ ججوں کی بحالی کے لیے میں ذاتی طور پر اور میری جماعت' ان کا پیکیج دیکھ کر حمایت کے لیے کسی حد تک تیار تھے کہ اگر یہ PCO والے سارے Judges کو بحال کرتے ہیں' پہلے PCO والے جنہوں نے دو' دو دفعہ' جناب! جو نکلے ہوئے ہیں' انہوں نے PCO کے تحت دو' دو دفعہ حلف لیے ہوئے ہیں اور جو موجودہ ہیں' انہوں نے ایک دفعہ لیا ہے' ہم تو تمام PCO Judges کے حق میں ہیں اور اِن کی طرح اُن کی حمایت کرتے ہیں۔ یہ بھی PCO Judges کی حمایت کرتے ہیں' ہم بھی PCO Judges کی حمایت کرتے ہیں۔ بہرحال مجھے نہیں لگتا کہ یہ اس میں کامیاب ہوں اور ان کا کوئی فارمولا کامیاب ہو۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ دونوں کے درمیان یہ قدرِ مشترک ہے۔

سینیٹر کامل علی آغا: ہاں یہ قدرِ مشترک ضرور ہے۔ انہوں نے جو کُل ٹیکس لگائے ہیں' تقریباً 71.3 billion کے نئے taxes لگائے ہیں۔ میں بار بار یہ کہتا ہوں کہ یہ اس بجٹ میں عوام کی فلاح کے لیے سات ارب روپے' سات کروڑ روپے کا کوئی ایک منصوبہ پیش نہیں کر سکے اور جناب! ان سارے ٹیکسوں کا انڈسٹری پر effect ہو گا' بجلی' سوئی گیس اور پٹرول جب مہنگے ہوں گے تو آپ اندازہ نہیں کر سکتے کہ یہ ساری انڈسٹری جو پہلے ہی کسی چیز کے بنانے پر جو cost آتی ہے' اس کا بین الاقوامی سطح پر مقابلہ نہیں کر سکتی۔ چائنہ بہت کم cost پر چیزیں بنا کر دنیا میں دے رہا ہے۔ انڈیا' آپ دیکھیں کہ انڈسٹری میں کس speed سے ترقی کر رہا ہے اور اگر آپ لاہور اور کراچی میں دیکھیں تو سارے بازار چائنہ اور انڈیا کی چیزوں سے بھرے پڑے ہیں' جناب! لدے ہوئے ہیں۔ آپ مقابلہ نہیں کر سکتے اور اگر تیل' بجلی کی قیمت اور پھر اس پر اتنے taxes لگائیں گے تو جناب! انڈسٹری تو مکمل تباہی کی طرف جائے

گی، بربادی کی طرف چلی جائے گی اور جن مزدوروں کو روزی فراہم ہو رہی تھی، وہ بے روزگار ہوں گے۔ اس ملک میں مزید بے روزگاری بڑھے گی۔

جو Finance Minister نے کہا کہ ہم next fiscal year میں non development expenditures کو ختم کریں گے اور اس پر پابندی لگائیں گے، یہ اچھی بات ہے لیکن اگر اس پر عمل ہو۔ حال تو آپ کے سامنے ہے، آپ نے دیکھ لیا ہے کہ ایک دورہ جو ادھار تیل مانگنے کے لیے تھا، اس پر اربوں یا کروڑوں روپے خرچ ہوئے، عمل تو یہ ہے لیکن اگر لفاظی نہ ہوئی اور واقعی sincerity ہوئی تو یہ ایک اچھا عمل ہو گا۔ انہوں نے جو عام مزدور کی تنخواہ چھ ہزار روپے کرنے کا اعلان کیا ہے، اقدام تو بہت اچھا ہے لیکن جناب! یہ ساری حکومتیں کرتی رہی ہیں۔ پچھلی حکومت نے بھی غالباً -/3000 سے -/4600 روپے کیا تھا، اس سے پہلے -/1500 روپے تھا، یہ سلسلہ جاری رہتا ہے لیکن عام مزدور کو جناب! اس کا فائدہ نہیں ہوتا۔ یہ صرف وہ industries اور وہ ادارے، جنہوں نے بنکوں سے قرض لیے ہوتے ہیں، جناب! وہ مزدور کو رجسٹر کرتے ہیں۔ قرض لینے والی industries اور اداروں کے حالات آپ دیکھ چکے ہیں، وہ تقریباً بند پڑے ہوئے ہیں یا واپس بنکوں کے پاس جا چکے ہیں۔ وہاں پر مزدور کی حالت پہلے ہی غیر یقینی ہے اور یا پھر مزدور ویسے ہی فارغ ہو چکے ہیں، اس لیے اس کا فائدہ عام مزدور، جو دکانوں پر، تھڑوں پر مزدوری کرتا ہے، جو چھوٹے کارخانہ داروں کے پاس مزدوری کرتا ہے، چھوٹی، گھریلو انڈسٹری میں مزدوری کرتا ہے، اس پر اس کا کوئی effect نہیں ہوتا۔ کوئی پروگرام ضرور دیا جانا چاہیے اور ان کو اسی بجٹ میں اس کا انتظام کرنا چاہیے کہ عام مزدور کو surety ملے کہ اس کی اجرت واقعی -/6000 روپے سے کم نہ ہو اور یہ خالی نعرہ نہ رہے، حقیقت بن جائے اور غریب مزدور کے فائدے میں جائے۔

اگر تقابل کیا جائے تو عام آدمی کے لیے اس بجٹ میں کوئی relief والی بات نہیں، تکلیف والی بات ہے اور دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم prosperous Pakistan دیں گے۔ انہوں نے ایک نعرہ لگایا تھا کہ ہم نیب کو ختم کریں گے۔ دو، تین چیزیں، FCR اور NAB کی بات کی تھی لیکن اس بجٹ میں انہوں نے اس کے کچھ فنڈز کم کیے ہیں، یہ اچھی بات ہے لیکن ان کو اپنا وعدہ پورا کرنا چاہیے اور اس محکمے کو واقعی ختم کرنا چاہیے۔ یہ اس کی بنیاد ڈالنے والے

ہیں، یہ اس کے موجد ہیں، اگر انہی کے ہاتھوں اس کا خاتمہ ہو تو بڑی خوش آئند بات ہو گی لیکن ثابت ہوا ہے کہ یہ بھی خالی ایک خوشگوار نعرہ تھا، جس کی طرف انہوں نے توجہ نہیں دی۔

انہوں نے اچھی بات کی ہے، میں تو اس کی تعریف کرتا ہوں کہ جو defence budget ہے، اس کو انہوں نے ملاحظے کے لیے، میں اس کو ملاحظہ کہوں گا، ملاحظے کے لیے پارلیمنٹ میں پیش کیا ہے۔ اگر اس پر debate بھی ہو تو میں سمجھتا ہوں کہ کوئی مضحکہ خیز بات نہیں ہے، یہ اچھی بات ہے کہ ہر شعبہ، جو ملک کا شعبہ ہے، سب سے ضروری دفاع کا شعبہ ہے، جو ملکی سلامتی کا شعبہ ہے، پارلیمنٹ کے معزز اراکین کو اس سلسلے میں اعتماد میں لیا جائے اور قومی سلامتی، ملک کے دفاع کے معاملے میں ان کا دخل ہو لیکن ہمیں بھی اپنے آپ کو اس بات، اس اختیار کے قابل ثابت کرنا ہو گا۔ ہمیں پارلیمنٹ کو استحکام دینا ہو گا۔ پارلیمنٹ کو ملکی امور میں ذمہ دار ٹھہرانے کے لیے ہمیں اپنے عمل کو درست کرنا ہو گا، یہ نہیں کہ ہم پارلیمنٹ میں تو آئے، الیکشن ہوئے، ہم نے الیکشن کروائے، ان کو منصفانہ قرار دیا، شفاف قرار دیا، اقتدار میں آئے اور مسائل کو سڑکوں پر لے کر جا رہے ہیں۔ Parliament میں نہیں لا رہے، ان کا حل Parliament میں نکالنے کی کوشش نہیں کر رہے۔ دعویٰ کر رہے ہیں کہ Defence Budget بھی Parliament میں آنا چاہیے، نعرہ لگا رہے ہیں کہ Defence Budget بھی Parliament میں آنا چاہیے اور عمل کیا ہے کہ مسائل کو خود سڑکوں پر لے جا رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اپنے قول و فعل کا تضاد ختم کرنا ہو گا، اپنے آپ کو بااعتماد ثابت کرنا ہو گا تاکہ ہم اس قابل ہوں، ہماری Parliament اتنی بااعتماد اور باوقار ہو کہ وہ Defence کا Budget بھی discuss کرے بلکہ اس کو تیار کرے۔ میں پہلے تو یہ کہوں گا کہ Parliament اپنے آپ کو اس قابل ثابت کرے کہ پاکستان کا Budget اس Parliament میں تیار ہو۔ جناب! یہ بجٹ Parliament کا بجٹ نہیں ہے، یہ bureaucracy کا بجٹ ہے، اگر یہ Parliament کا بجٹ ہوتا تو یقینی طور پر غریب عوام کے حق میں ہوتا، یہ bureaucracy کا بجٹ ہے، اس لیے یہ غریب عوام کش بجٹ ہے اور یہ عوام پر ظلم کا بجٹ ہے، عوام پر تشدد کا بجٹ ہے۔ یہ اگر عوام کی فلاح کا بجٹ ہوتا تو اس بجٹ میں law and order پر بھی توجہ دی جاتی، Health sector پر بھی توجہ دی جاتی۔ جناب! آپ غور سے دیکھیں، آپ پورا بجٹ ٹٹول لیں،

آپ کو عوام کی صحت کا کوئی ایک منصوبہ اس میں نظر نہیں آئے گا'اس پر یہ بالکل خاموش ہے۔ Agriculture کے لیے صرف ایک نعرے بازی کی گئی ہے' اس کو حقیقت میں کوئی فائدہ نہیں دیا گیا' انہوں نے machinery کے معاملے میں کوئی بات کی ہے۔ یہ Education کے لیے ساڑھے آٹھ فیصد پر واپس چلے گئے ہیں' میں نے آپ کے سامنے پیش کیا اور صحت کے معاملے میں یہ خاموش بجٹ ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جزاک اللہ۔

سینیٹر کامل علی آغا: جناب! انہوں نے اس بجٹ میں ایک اور نعرہ لگایا ہے' Human Resource Commission قائم کر دیا گیا ہے اور آپ کو پتا ہے کہ جہاں پر commission قائم ہو جائے' ماشاء اللہ ہمارے پاکستان کی تاریخ commission کے معاملے میں commission ہی ہے' جناب! دونوں قسم کی۔ میں اس بجٹ میں ان کی ایک بات کو سراہتا ہوں کہ ہم نے National Internship Programme شروع کیا تھا' الحمد للہ انہوں نے یہ جاری رکھا ہے اور اس programme سے اس ملک کے postgraduate نوجوان جو بےروزگار ہیں' انہیں فائدہ ہو۔ یہ ہماری حکومت کا ایک بہت اچھا کارنامہ ہے' میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے اس کو جاری رکھا ہے' میں اس کو appreciate کرتا ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آغا صاحب! کسی صفحہ پر صرف نظر بھی فرمایا کریں۔

سینیٹر کامل علی آغا: جی' جی میں کوشش کر رہا ہوں کہ اس سے آپ پر جو بوجھ پڑ رہا ہے' اسکو کم کرنے کی کوشش کروں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: میں ساتھ ساتھ شاباش بھی دے رہا ہوں۔

سینیٹر کامل علی آغا: جناب! انہوں نے پچھلے 90 دنوں کے اندر بہت اچھا عمل کیا' میں ایک' دو چیدہ' چیدہ بتا دیتا ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آغا صاحب! ابھی 90 دن پورے نہیں ہوئے ہیں۔

سینیٹر کامل علی آغا: میں نے ایک تو dollar کی قیمت کا بتایا تھا' کالا باغ ڈیم کا منصوبہ یقینی طور پر controversial ہے لیکن جناب! میں بڑی درد مندی سے یہ عرض کرنا

چاہتا ہوں کہ خدا کے لیے یہ وہ منصوبہ ہے جس پر پچھلے 37 ,33 سالوں سے اس پر بات ہو رہی ہے۔ اس کو کم از کم Parliament میں لائیں، اس Parliament کو بااعتماد سمجھیں، اس کو یہاں پر زیر غور لائیں، اس پر بحث کریں۔ سب سے پہلے یہ فیصلہ کریں کہ یہ کوئی سیاسی منصوبہ ہے، تکنیکی منصوبہ ہے، کیا منصوبہ ہے؟ اس پر یہ فیصلہ تو کریں۔ سوچ بچار کریں، کیا یہ واقعی عوام کے نقصان میں ہے؟ کیا واقعی یہ عوام کے فائدے میں ہے؟ پھر اس Parliament کو اعتماد میں لیں، اس کے بعد اس پر کوئی final فیصلہ دیں۔ اتنے بڑے منصوبے کو ایسے پھینک دینا جسکے متعلق اس ملک کے آدھے سے زیادہ عوام یہ کہتے ہیں کہ اس کے بغیر بجلی کا مسئلہ حل نہیں ہو گا اور پھر یقینی طور پر hydro electricity اس ملک کے مفاد میں ہے یا nuclear electricity اس ملک کے مفاد میں ہے جو سستی ہو گی۔ یہ IPPS سے مسئلہ حل نہیں ہو گا، IPPs نے جو گل کھلائے ہیں، اگر ہم اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھیں تو آپ کو پتا چلے گا، ہم آج بے شک جھوٹے دعوے کریں کہ اس پر یہ فائدہ ہوا، یہ فائدہ ہوا۔ دیکھیں اس ملک کی ساری بجلی ٹھیکے پر دے دی گئی، آپ نے ایک روپے دس پیسے والی بجلی ساڑھے آٹھ روپے میں اس ملک پر مسلط کر دی، یہ کیا فیصلہ تھا؟ آپ کس طریقے سے سر اٹھا کر یہ بات کرتے ہیں کہ اس ملک اور اس قوم کو IPPS سے فائدہ ہوا، اگر آپ اس وقت ان منصوبوں کی بجائے سستی بجلی فراہم کرنے کا کوئی فیصلہ کر لیتے تو آج 18 سال میں یہ ملک اس قابل ہو جاتا کہ آپ کے پاس وافر بجلی بھی ہوتی اور سستی بجلی بھی ہوتی۔ آپ آج بھی غلطی نہ کریں، سوچیں۔

دیکھیں، آپ ایک طرف کالے کو "چٹا" کرنے کی بات کر رہے ہیں تو اس کالے کو بھی "چٹا" کر کے، چٹا باغ ڈیم کر لیں، خدا کے لیے کم از کم بنا تو لیں۔ آپ کو کالے سے محبت ہے، آپ جب بھی آتے ہیں، آپ کالا دھن چٹا کرتے ہیں تو کالا باغ چٹا کر کے بنا لیں، اس کے مفاد میں ہو گا، غریب عوام کے بھی مفاد میں ہو گا۔ چند چیزیں میں سمجھتا ہوں کہ ان کو کرنی چاہئیں اور وہ بہت ضروری ہیں۔ جناب! جو بچت سکیمیں ہیں، انہوں نے ان پر دو فیصد منافع کا اعلان کیا ہے، میں گزارش کروں گا کہ یہ ضروری ہو گا کہ اس کو پانچ فیصد کر دیں۔ جناب! اس سے بہت سی بیواؤں، بہت سے retired ملازمین اور اس ملک کے بہت سے elders محتاجی سے بچیں گے، اس مہنگائی کا مقابلہ کرنے کی ان میں سکت آئے گی۔ میں سمجھتا

ہوں کہ ان کے چھوٹے بچے ہیں جو ابھی تعلیم حاصل کر رہے ہیں' وہ ان کے لیے ذریعہ بن سکیں گے تو یہ ضروری ہے کہ یہ اس بجٹ میں اس چیز کو رکھیں۔

صوبوں کے لیے NFC Award ہے' ان کو اس میں یقینی طور پر' یہ 47 والی بات چھوڑنی چاہیے' اب جو ضرورت ہے' ان کو اس میں پچاس فیصد حصہ صوبوں کے لیے کم از کم ضرور رکھنا چاہیے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ صوبوں کی فلاح' اصلاح اور development کی بات ہو گی جو انتہائی ضروری ہے۔ جناب! ایک بہت دردناک بات ہے جو چھوٹے قرضے ہیں' ہم نے ہمیشہ بڑے قرضوں کا واویلا کیا ہے کہ سیاست دانوں' جاگیرداروں اور بڑے بڑے صنعتکاروں نے اس ملک میں بڑے بڑے قرضے معاف کروائے ہیں۔ میں ایک بات دل سے کہہ رہا ہوں کہ یہ غریب عوام کے دعویدار حکمران ہیں' یہ ایک بات ہی کرتے ہیں تو میں اگلے دو مہینوں کے لیے ان پر تنقید نہیں کروں گا۔ جناب! وہ بات یہ ہے کہ جو چھوٹے قرضے ہیں' لاکھ' لاکھ' دو' دو لاکھ والے قرضے ہیں' چاہے وہ House Building Finance Corporation کا قرضہ ہے' چاہے وہ چھوٹے صنعتکار کا قرضہ ہے' جناب! چاہے وہ چھوٹے زمیندار کا قرضہ ہے۔ یہ اعلان کر دیں کہ دو لاکھ روپے تک کے تمام قرضے معاف کر دیے گئے۔ یہ اتنی رقم نہیں بنے گی جتنی کہ رقم انہوں نے یہاں پر پیش کی ہے اور یہ کہا ہے کہ پچھلی حکومت نے معاف کیے ہیں۔ اگر پچھلی حکومت نے امیروں کے قرضے معاف کیے ہیں تو یہ credit لیں کہ یہ غریبوں کے قرضے معاف کریں۔ غریبوں کے دعوے دار غریبوں کی گلوخلاصی کرائیں اور اس عذاب و مصیبت سے ان کی جان چھڑوا دیں۔ ان کے جو گھر نیلام ہوتے ہیں اور روز ایک واقع اس ہاؤس کے سامنے آتا ہے اس سے ان کو چھٹکارا ملے گا اور وہ آپ کو دعائیں دیں گے۔ بہت بہت شکریہ جناب' میں نے آپ کی سمع خراشی کی' آپ پر اتنی دیر بوجھ بنا رہا' بہت سی اور باتیں کرنے والی تھیں لیکن اب میں اپنے کسی دوسرے ساتھی کو موقع دوں گا کہ وہ بیان کریں۔ بہت مہربانی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ کا بہت بہت شکریہ۔ آپ نے بہت اچھی گفتگو فرمائی۔ جی محترمہ رخسانہ زبیری صاحبہ آپ بولیں' کوئی point of order ہے؟

سینیٹر انجینئر رخسانہ زبیری: جناب والا! ریکارڈ کی درستگی کے لیے میں کہنا چاہوں

گی کہ National Volunteer Scheme ذوالفقار علی بھٹو صاحب نے 1973 میں شروع کی تھی۔ دوسری بات یہ ہے کہ IPP کے جو rates بڑھائے گئے تھے وہ نہ محترمہ کی حکومت میں بڑھائے گئے تھے اور نہ نواز شریف صاحب کی حکومت میں بڑھائے گئے، یہ معین قریشی صاحب نے بڑھائے تھے۔ میں کامل علی آغا صاحب کو welcome کرتی ہوں، دو مہینے پہلے یہ March سے آئے ہیں، انہیں پتا نہیں کہ یہاں پر کیا ہو رہا تھا۔ شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جناب ساجد میر صاحب۔

سینیٹر ساجد میر: شکریہ، جناب چیئرمین! آپ کو جناب چیئرمین کہتے ہوئے مجھے دلی خوشی ہوئی ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: مہربانی۔

سینیٹر ساجد میر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! بجٹ ہر سال پیش ہوتا ہے، اس سال بھی پیش ہوا لیکن اس حوالے سے اس بجٹ کی ایک خصوصی اہمیت ہے کہ فروری 2008 کے الیکشن کے بعد یہ پہلا بجٹ ہے جو کہ پیش کیا جا رہا ہے۔ اس لیے اس بجٹ کو اس کے درست اور صحیح perspective میں دیکھنے کے لیے 2008 کے الیکشن کے نتائج اور وہ پس منظر جس میں کہ یہ نتائج سامنے آئے، اسے سامنے رکھنا ضروری ہے۔ ان elections میں عوام نے ایک واضح فیصلہ دیا، عوام اپنے فرض سے سبکدوش ہوئے لیکن یہ ماننا پڑے گا کہ حکومت اور سیاسی leaders ابھی تک اپنے اس فرض سے سبکدوش نہیں ہو سکے جو کہ عوام کے mandate نے ان پر عائد کیا ہے۔ الیکشن سے پہلے کا ماحول کیا تھا جس میں کہ یہ mandate آیا۔ آج جیتنے والی پارٹیاں اور سیاسی leadership اپنے اپنے انداز میں، اپنے اپنے طریقے سے mandate کی تشریح اور تعبیر کر رہی ہیں، کوئی کہتا ہے صرف روزمرہ کے مسائل حل کرنے کے لیے، روٹی روزگار کے لیے، امن کے لیے mandate ملا ہے اس میں پرویز مشرف اور ججوں کا کوئی تعلق نہیں ہے اور کوئی کہتا ہے کہ ملا ہی ان کے لیے ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ سارے مسائل الیکشن سے پہلے نہ صرف موجود تھے بلکہ عوام کے ذہن پر انتہائی طور پر اثر انداز بھی تھے۔ ہر سوچنے سمجھنے والا باشعور پاکستانی اور میں سمجھتا ہوں کہ پاکستانیوں میں ایسے افراد کی اکثریت

ہے کہ وہ جنرل پرویز مشرف کی آمریت کی گھٹن محسوس کر رہے تھے۔ وہ قوم جس نے انگریز کی غلامی سے ایک مسلسل جدوجہد کے نتیجے میں آزادی حاصل کی، اس کے لیے یہ بات کس طرح قابل قبول ہوسکتی ہے کہ انہی کا ایک ملازم، قوم کا ایک ملازم اٹھ کر اقتدار پر قابض ہو جائے اور عوام کو اپنا غلام سمجھنا شروع کر دے۔ وہ کس طرح یہ برداشت کر سکتے تھے کہ برطانیہ کی غلامی سے تو آزاد ہوئے ہیں لیکن ان کے پیارے عزیز ملک کو امریکہ کی غلامی میں دے دیا جائے، اس کی بالادستی اور dictation کو تسلیم کیا جائے۔ آمریت کا ماحول اور پھر اسی حوالے سے امریکی بالادستی اور dictation جس کے نتیجے میں بلوچستان میں ظلم اور زیادتی ہوئی، جس کے نتیجے میں قبائلی علاقے میں قتل و غارت ہوئی، جس کے نتیجے میں سوات خون میں نہلایا گیا، جس کے نتیجے میں لال مسجد کو خون سے لال کیا گیا۔ یہ ساری باتیں یقینی طور پر عوام کے ذہن پر اثر انداز تھیں۔

اس کے ساتھ ساتھ ان کے روزمرہ کے مسائل، مہنگائی، بدامنی، لوڈشیڈنگ، گیس کی عدم دستیابی، آٹا اور روزمرّہ استعمال کی اشیاء، یہ ساری چیزیں عوام کے ذہن میں موجود اور زندہ تھیں کہ جب انہوں نے فروری 2008 میں ایک فیصلہ دیا۔ اس فیصلے کے نتیجے میں pro-Musharraf پارٹیوں کی ایک ہول سیل اور total rejection سامنے آئی۔ میں بعض علاقوں مثلاً کراچی کی بات نہیں کرتا کیونکہ وہاں کے نتائج کسی اور انداز میں نکلتے ہیں اور ان کی وجوہ کچھ اور ہوتی ہیں۔

جناب چیئرمین! اس فیصلے کے بعد حال ہی میں صرف دو دن پہلے وکلاء نے، سول سوسائٹی نے، سیاسی جماعتوں نے اور عوام نے ایک جم غفیر کے ذریعے، ایک بہت بڑے تاریخی اجتماع کے ذریعے واضح طور پر اس mandate کو repeat کیا اور وہ تمام باتیں جن کے نتیجے میں 2008 کے الیکشن کا result آیا تھا ان کو اس اجتماع نے ایک دفعہ پھر highlight کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ کوئی عوامی اور جمہوری حکومت ایسی نہیں ہوتی کہ جو عوام کے فیصلے کو نظرانداز کرے یا سمجھ لے کہ عوام تو الیکشن میں اپنا result دے کر ایک طرف ہو گئے یا long march کر کے اور جم غفیر جمع کر کے بات ختم ہو گئی، آئے اور چلے گئے لیکن ایک عوامی اور جمہوری حکومت ان باتوں سے اثر لیتی ہے اور بہت اثر لیتی ہے، انہی کے مطابق اپنے فیصلے

کرتی ہے اور انہی کے مطابق اپنی پالیسی بناتی ہے۔ یہ آمرانہ سوچ ہوتی ہے کہ الیکشن ختم ہوگیا، آیا تھا چلا گیا اور long march آیا تھا اورختم ہو گیا۔ یہ جتنے بھی مسائل الیکشن سے پہلے تھے اور جن کے مطابق عوام نے فیصلہ دیا اور جن کو اب اس long march کے ذریعے repeat کیا ہے۔

میں کہوں گا کہ موجودہ بجٹ کے ذریعے حکومت نے کم از کم address کرنے کی یا یوں کہہ لیں کہ ان میں سے بعض مسائل کو address کرنے کی کوشش کی ہے۔ جہاں تک اس بجٹ میں ملک کے معاشی صورتحال کے تجزیے analysis کا تعلق ہے تو وہ بڑا حقیقت پسندانہ ہے، بڑا درست ہے اور خاص طور پر یہ بات جو اس میں کہی گئی، بتلائی گئی، highlight کی گئی کہ 9/11 کے بعد پاکستان پر اتفاقاً جو ہن برسنا شروع ہوا اور جو ملک کے باہر سے دولت آئی، افسوس کہ اس کا درست استعمال گزشتہ حکومت نہیں کر سکی۔ میں محترم جناب قائد حزب اختلاف کی لمبی، مفصل اور مدلل تقریر کے دوران سوچ رہا تھا کہ ایسی پوری کی پوری تقریر نہیں، آدھی بھی نہیں، چوتھائی بھی نہیں، پانچواں حصہ اگر وہ اپنے دور اقتدار میں کر لیتے یا جو انہوں قیمتی مشورے آج دیے ہیں وہ اس وقت دیتے تو آج ہماری یہ حالت نہ ہوتی جو کہ ہم دیکھ رہے ہیں۔

(Thumping of desks)

جناب چیئرمین! ہمالیہ سے بڑی غلطی تھی کہ اس اتفاقاً آنے والے پیسے کو درست طور پر استعمال نہیں کیا گیا۔ جنرل پرویز مشرف صاحب نے بار بار کہا خوشحالی دیکھو، موبائیل فون بڑھ گئے ہیں، موٹرسائیکلوں کی تعداد بڑھ گئی ہے ، کاروں کی تعداد بڑھ گئی ہے۔خوشحالی کو ناپا جا رہا تھا، Consumer goods کی بہتات سے ۔ infrastructure کی کوئی بات نہیں dams کی کوئی بات نہیں۔ میں محترم آغا صاحب سے اتفاق کروں گا کہ اس حکومت کو کالا باغ ڈیم کو اس طرح dump نہیں کرنا چاہیے تھا جس طرح کیا۔ساری باتیں پارلیمنٹ کے حوالے سے ہوتی ہیں اور پارلیمنٹ کو اس کا پتا بھی نہیں اور فیصلہ ہوگیا لیکن میں یہ ضرور کہوں گا اور میں آج نہیں کہہ رہا ، میں پہلے بھی کہتا تھا۔ جنرل پرویز مشرف کے دور میں کہ جنرل صاحب غلط طریقے سے آئے ، غاصبانہ طریقے سے آئے ، غلط ، ظالمانہ اور آمرانہ طریقے سے حکومت کر رہے ہیں لیکن ایک

کام اگر کر جائیں ڈنڈے کے زور پر انہوں نے افغانستان میں خون بہایا' ڈنڈے کے زور پر انہوں نے سوات اور قبائلی علاقے میں خون کی ندیاں بہائیں' ڈنڈے کے زور پر انہوں نے ججوں کو نکال کر پاکستان کے جمہوری اور عوامی ماتھے پر داغ لگایا اور بہت سے دوسرے اقدامات کیے تو ڈنڈے کے ذریعے کالاباغ ڈیم بھی بنا دیتے تو آج آغا صاحب کو یہ لمبی تقریر کرنے کی ضرورت پیش نہ آتی۔بات کو سمجھنے کی کوشش فرمائیں کہ جہاں دوسرے آمرانہ اقدامات انہوں نے کیے ہیں یہاں آ کر ان کے ہاتھ کیوں بندھ گئے ہیں۔ یہاں آ کر انہوں نے کیوں اپنی آمرانہ سوچ کو پورا نہیں کیا۔ صوبوں کو نظرانداز کیا ' صوبوں کے مطالبات کو نظر انداز کیا ' ہر چیز کو انہوں نے نظر انداز کیا اس حوالے سے میں بات کر رہا ہوں۔

جناب چیئرمین! بات یہ ہے کہ جہاں تک صورت حال کے تجزیے کا تعلق ہے تو اس بجٹ میں گزشتہ حکومت کی معاشی غلطیوں کا تعلق ہے اس سے اتفاق ہی کیا جاسکتا ہے اختلاف کرنے کی گنجائش بہت کم ہے۔ اس کے بعد جو short term and long term اقدامات بجٹ میں تجویز کیے گئے ہیں short-term اقدامات کے ذریعے تنخواہوں کا بڑھانا اور اس کے ذریعے فوری ریلیف دینے کی کوشش کی گئی ہے long-term اقدامات کا بھی ذکر موجود ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ عوام کے مسائل کی شدت کے لحاظ سے یہ دونوں قسم کے اقدامات کافی نہیں ہیں اور بہت کچھ کرنے کی ضرورت ہے۔

جناب چیئرمین! اشیائے خوردنی پر subsidy ختم کرنا کسی بھی حوالے سے ' کسی بھی لحاظ سے درست نہیں ہوگا۔ دستیاب وسائل جتنے بھی ہمارے پاس موجود ہیں میں سمجھتا ہوں ان کا بہترین مصرف یہی ہے کہ عوام کے روزمرہ استعمال کی چیزیں ' اشیائے خوردنی بالخصوص آٹا اور دوسری ضرورتیں ان پر حکومت ان دستیاب وسائل سے subsidy دے۔ ان کو حتی الامکان سستا کرے اور عوام کی دسترس میں لے کر آئے۔ اسی طرح بجلی پر subsidy withdraw نہیں کرنی چاہیے اس کو مزید مہنگا نہیں کرنا چاہیے۔ جناب چیئرمین! جہاں تک loadshedding کا تعلق ہے میں یہ گزارش کروں گا کہ عوام کے بلبوں اور پنکھوں پر loadshedding مسلط کرنے کی بجائے بڑے لوگوں اور بڑے افسروں کے Airconditioners پر loadshedding مسلط کریں اور ان کو کم کریں۔ اور اگر آپ واپڈا

کے بڑے بڑے مگر مچھوں ، بڑے بڑے لوگوں کا بجلی کا free allowance ختم کر دیں تو میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ آدھی load shedding ختم ہوسکتی ہے۔

(ڈیسک بجائے گئے)

جناب چیئرمین ! infrastructure کے حوالے سے گوادر پورٹ کی بات سامنے آتی ہے اس پر پاکستان کے عوام کے اربوں روپے خرچ ہوئے ہیں اور ہم شکر گزار ہیں کہ ہمارے عظیم ہمسائے، چین نے اس میں ہماری بڑی معاونت کی ہے لیکن یہ کیسی port ہے اور یہ کیسا infrastructure ہے کہ اس کے لیے کوئی road links , rail links نہیں ہیں کیا اسے ایک جزوی بندرگاہ کے طور پر استعمال کرنا مقصود ہے کیا اس سے صرف ہمسایہ ملکوں کو facilitate کرنا مقصود ہے اگر اس سے صحیح اور درست کام لینا ہے تو ضروری ہے کہ اس کے لیے آپ rail and road links بنائیں۔

جناب چیئرمین ! امن و امان کی بحالی کے حوالے سے وزیرستان اور قبائلی علاقے اور سوات کے لوگوں سے مذاکرات اور اس سلسلے میں صوبہ سرحد کی صوبائی حکومت کا کردار قابل تعریف ہے۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ اس سلسلے میں کسی غیر ملکی ، کسی امریکی دباؤ کی پروا ہ نہ کی جائے ۔ اس سے پہلے بھی مذاکرات ہوئے ، اس سے پہلے بھی معاہدے ہوئے لیکن ہم ان پر قائم نہیں رہ سکے۔ دباؤ آیا اور ہم ان سے پیچھے ہٹے اور وہ ساری چیزیں شروع ہوگئیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس افہام وتفہیم کو جو صوبائی حکومت کی کوشش سے اب ہوئی ہے اگر اب اس کو بروئے کار لایا جائے اور رکھا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ نہ صرف اس علاقے بلکہ پورے پاکستان کے امن و امان کے لیے یہ ایک بڑا مفید اقدام ہو گا۔

جناب چیئرمین ! روزمرہ کے مسائل کے علاوہ یہ بجٹ ہمیں یاد دلاتا ہے کہ کچھ دوسری چیزیں بھی ہیں جن کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ بائبل میں کہا گیا ، ساری باتیں بائبل کی غلط تو نہیں ہیں اس کی تبدیلی اور تحریف کے باوجود کہ Man does not live by bread alone سوچنے سمجھنے والے باشعور انسان کی جانوروں سے کچھ زیادہ ضرورتیں ہوتی ہیں اور آدمی صرف روٹی سے زندہ نہیں رہتا اس کی کوئی اور روحانی ، ذہنی ، فکری ضرورتیں ہوتی ہیں۔ اگر صرف مادی ضرورتوں کا پورا ہونا کافی ہوتا تو ہمیں انگریز سے آزادی حاصل کرنے کی ضرورت

نہیں تھی۔ بچپن میں یا میٹرک میں ہم ایک مضمون پڑھا کرتے تھے اور لکھا کرتے تھے، ہم سے لکھوایا جاتا تھا۔ " انگریزی راج کی برکتیں " اور اس میں یہی تھا کہ ریلوے کا نظام بنایا، نہری نظام بنایا، سڑکیں بنائیں ، ٹھگوں سے نجات دلائی ، امن و امان پیدا کیا اس کے باوجود ہم بے چین تھے کہ غیر ملکی تسلط سے آزادی حاصل کریں۔ انسان کے لیے شکم کی آزادی کافی نہیں ، دل کی آزادی بھی ضروری ہے، ذہن کی آزادی بھی ضروری ہے۔ جناب چیئرمین! اس حوالے سے جیسے میں نے کہا امریکی بالادستی اور dictation سے ملک کو آزاد کرانا اور اس کی ایک علامت کے طور پر ، آمریت کی علامت کے طور پر جو موجود ہیں جناب! محترم ایوان صدر کے اندر جو شخصیت موجود ہے ان سے ملک کو نجات دلانا یہ عوام کی آرزو ہے، یہ عوام کی خواہش ہے ، یہ عوام کا مطالبہ ہے، یہ عوام کی امنگ ہے جس کا فیصلہ انہوں نے بہت واضح طور پر الیکشن میں دیا اور اس کو repeat کیا جیسے میں نے کہا کہ اس لانگ مارچ میں۔ اور اسی طرح اور اسی حوالے سے ججوں کی بحالی۔ کہا جاتا ہے کہ وہ بھی پی سی او والے ، وہ بھی پی سی او والے۔ ابھی کہا گیا کہ کچھ ایسے ہیں جنہوں نے ایک مرتبہ پی سی او کے تحت حلف اٹھایا کچھ ایسے ہیں جنہوں نے دو مرتبہ حلف اٹھایا۔ مسئلہ یہ ہے کہ کون اپنے ناقابل فخر ماضی سے چمٹا ہوا ہے اور کون اپنے ناقابل فخر ماضی کو چھوڑ چکا ہے۔ جو چھوڑ چکا ہے اس کو آپ equate کرتے ہیں اس کو ان کے مساوی سمجھتے ہیں جو ابھی تک آمریت کے ساتھ چمٹے ہوئے ہیں ، جو ابھی تک پی سی او کے ساتھ چمٹے ہوئے ہیں، جن کے لیے وہ قصہ ماضی بن گیا ان کو ان کے برابر سمجھتے ہیں۔ جناب چیئرمین! یہاں مجھے یاد آتا ہے کہ قائداعظم محمد علی جناح ، پاکستان بننے سے پہلے انڈین کانگریس پر کسی حوالے سے تنقید کر رہے تھے۔ اخباری نمائندوں نے کہا کہ جناب! آپ بھی تو کانگریس میں رہے ہیں۔ قائداعظم نے حسب عادت برجستہ جواب دیا، ہاں میں پرائمری سکول میں بھی پڑھتا رہا ہوں۔ جناب چیئرمین! جو پی سی او زدہ جج ، پی سی او کو خیرباد کہہ چکے ہیں، انکار کی جرات مندانہ انکار کی، آمریت کے مقابلے میں ڈٹنے کی اور پوری قوم کو ڈٹنے پر آمادہ کرنے کی روایت قائم کر چکے ہیں ان کا آپ ان سے مقابلہ کرتے ہیں کہ وہ بھی پی سی او والے، وہ بھی پی سی او والے۔ جناب چیئرمین! زمین و آسمان کا فرق ہے ان دونوں میں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جزآک اللہ۔

سینیٹر ساجد میر: بہت بڑا جرم کیا افتخار محمد چوہدری نے' لاپتا افراد کا پتا لگانے کی کوشش کی اور ان میں سے کچھ کو رہا بھی کرایا۔ یہ بہت بڑا جرم ہے' جنرل صاحب کی نظر میں' امریکہ کی نظر میں' پتا نہیں کس کس کی نظر میں۔ اس کی سزا وہ مسلسل بھگت رہے ہیں۔ اور بہت سی باتیں ہیں' میں اب اس موضوع پر اس وقت تفصیل کے ساتھ نہیں جا رہا کہ ان کے اور کیا جرائم اور قصور ہیں لیکن بہر حال یہ ہمارے ماتھے پر ایک کلنک کا ٹیکہ ہے۔ جناب چیئرمین! ایک آمر اپنے فوجی اختیار کو' آرمی چیف ہونے کے اختیار کو استعمال کرتے ہوئے سپریم کورٹ کے ججوں کو نکال دیا' آپ کہتے ہیں کہ وہ بھی PCO والے ہیں' وہ بھی PCO والے ہیں' وہ ان کو نکال دیں اور ہم خاموشی سے بیٹھے رہیں اور کہیں کہ ہم ایک آزاد قوم ہیں' ایک جمہوری قوم ہیں' ہماری جمہوری روایات ہیں۔ یہ افسوس کی بات ہے' اتنا بڑا تضاد' اس کو برداشت کرنا' اس کو ہضم کرنا میں نہیں سمجھتا کہ کوئی جمہوری معدہ ان چیزوں کو ہضم کر سکتا ہے۔ جناب چیئرمین! میں ختم کرتا ہوں' آپ زیادہ پریشان نہ ہوں۔ Coalition حکومت یہ پیپلز پارٹی کی حکومت کہہ لیں' ان مسائل کو' عوام کے روز مرہ مسائل' مہنگائی اور بدامنی اور یہ ساری چیزیں load shedding اور جو بھی ہے' اور ان کے ساتھ ان مسائل کو جن کا تعلق پاکستان کی اور عوام کی اور آئین کی آزادی سے ہے' سربلندی سے ہے جو ہماری ذہنی' فکری اور روحانی غذا کے لیے ضروری ہیں' زندگی کے لیے ضروری ہیں اگر ان مسائل کو حل نہیں کرتی' ان میں مزید تاخیر روا رکھتی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ نہ صرف اٹھارہ فروری کے mandate سے غداری ہو گی بلکہ یہ اس حکومت کی عوامی حکومت ہونے کے دعوے کی نفی بھی ہو گی اور آئندہ الیکشن میں اسی طرح ان کو total rejection کا سامنا کرنا پڑے گا جس طرح پرویز مشرف کے حواریوں کو کرنا پڑا تھا اور وہ خدانخواستہ کوڑے دان کا حصہ بنیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: محترمہ سیمیں صدیقی صاحبہ۔

سینیٹر سیمیں صدیقی: جناب چیئرمین! میں اس بجٹ کی تقریر کے حوالے سے کہوں گی کہ میں نے بجٹ سنا بھی ہے اور اس کو پڑھا بھی ہے لیکن میں سمجھتی ہوں کہ اس

میں چند خامیاں رہ گئیں ہیں اور یہ ایک short term بجٹ ہے' اس میں vision کی کمی نظر آتی ہے۔ یہاں پرہمیں planning کرنے کی بہت ضرورت ہے اور future planning پر ہی سارا base کرتا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ ہمارے پاس ایک ادارہ پلاننگ کمیشن موجود ہے اور ہم اس کے تحت جو بھی planning اور projects plan کرتے ہیں اس کے لیے چاہیے کہ ہم اس کی monitoring, Planning Commission سے کروائیں۔ بے شک اس کی policies کو implement Ministry کرے۔ اس سلسلے میں' یہ کہوں گی کہ پالیسی بنانا ضروری ہوتا ہے اور کسی بھی پالیسی میں تجربہ کار لوگ اگر شامل ہو جائیں تو اس کے لیے مفید ہوتا ہے۔ ہمارے پاس talent کی کمی نہیں ہے اور ہمیں اپنے retired bureaucrats اور civil society کے لوگوں کو involve کرنا چاہیے اور ان سے بھی suggestions لینی چاہییں۔ Subsidies کے حوالے سے بھی اس بجٹ میں بات کی گئی۔ اگر subsidies کو کم نہ کیا گیا اور ہمارا رجحان subsidies کو جاری رکھنے کا ہو گا تو پھر آئندہ آنے والے سالوں میں بھی ہمارے بجٹ میں deficit ہو گا اور ہمیں اس کو fight کرنا چاہیے۔ اس کا ایک طریقہ یہ ہے کہ آپ اپنی production کو بڑھائیں اور subsidies کے لیے plan بنائیں کہ long term میں subsidies کو کم کیا جائے تاکہ آپ کا بجٹ deficit نہ ہو اور اپنی production اور کارکردگی کو بڑھائیں' inflation تو ویسے ہی سارے ملک میں موجود ہے اور سب جانتے ہیں کہ غریب اس چکی میں پسا ہوا ہے اور مہنگائی آسمان سے باتیں کر رہی ہے۔ روزمرہ کی اشیاء ایک غریب اور عام آدمی کی دسترس سے باہر ہو گئی ہیں۔ بجٹ speech میں ہمارے منسٹر صاحب نے کہا کہ کچھ projects ہیں جو probe کیے جائیں گے' یہ بہت بہتر ہوتا کہ کونسے ایسے projects ہیں جن کو probe کرنے کی ضرورت پڑ گئی ہے' اگر ان کو بھی بجٹ میں mention کر دیا جاتا تو بہتر ہوتا۔ کہتے ہیں کہ ہم ایک زرعی ملک ہیں لیکن سب سے neglected شعبہ زراعت ہے۔ اس میں بہتری لانی چاہیے' ہمیں mechanized farming کی طرف جانا چاہیے اور زراعت کے modern طریقے اپنانے چاہییں۔ زراعت میں پانی کا ایک بہت بڑا عمل دخل ہوتا ہے' پاور کا بہت بڑا دخل ہوتا ہے۔ ہمیں ایسے منصوبے بنانے چاہییں جس سے ہماری crop بھی اچھی ہو اور پانی بھی کم خرچ ہو' ہمیں زیادہ توجہ sprinkler اور drip

irrigation کی طرف دینی چاہیے' اس مقصد کے لیے ضروری نہیں ہے کہ آپ یہ چیزیں import کریں بلکہ ہمارے پاس ایک agency موجود ہے' وہ sprinklers وغیرہ کی mass production کر سکتی ہے اور ہمیں اپنی capabilities پر بھروسہ کرنا چاہیے۔ ہمیں HMC سے آگے چل کر turbines ہیں یا دوسری جو بھی زرعی مشینری ہے جو آج کل کے ماڈرن دور میں استعمال ہوتی ہے جس کی وجہ سے harvesting اور sowing میں بڑی مدد ملتی ہے' ہمیں اس کو یہاں اپنے ملک میں بنانا چاہیے اور اپنے farmers کو وہ مہیا کرنی چاہییں تاکہ وہ better crop اور better yield ہمیں دے سکیں۔ ہمیں اس سلسلے میں seeds کی طرف بھی توجہ دینی چاہیے' ہمیں high yielding seeds اپنے farmers کو provide کرنے چاہییں۔ اس میں یہ بھی کیا جا سکتا کہ ہم cooperative farming کی طرف اپنا رجحان کریں' اس سے farming کا خرچ بھی کم ہوتا ہے اور اس سے عام farmer کی حالت مزید بہتر بنائی جا سکتی ہے۔ ہمیں Subsidy across the board ہر ایک کو نہیں دینی چاہیے جیسے wheat کی subsidy ہم سارے farmers کو دیتے ہیں' اس طرح نہیں ہونا چاہیے۔ میری اپنی ذاتی رائے یہ ہے کہ ہمیں ان farmers کو زیادہ subsidy as a reward دینی چاہیے جو زیادہ پیداوار کریں with low consumption of water اس بجٹ میں جناب والا! یوں تو ہر چیز cover کی گئی لیکن اس حوالے سے کوئی ٹھوس پروگرام نہیں دیا گیا' نہ تعلیم کے بارے میں' نہ health کے بارے میں۔ Health تو ایک بہت اہم شعبہ ہے۔ اس کے بارے میں کوئی واضح plan نہیں ہے۔ انہوں نے صرف ایک consideration کی ہے کہ 100,000 Lady Health Workers کو یہ recruit کریں گے۔ جناب! recruitement کرنا یا کسی کو ملازمت دینا ایک اچھی بات ہے لیکن ہمیں اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ ہمیں اس کا outcome کیا آ رہا ہے؟ اس کا ہمیں benefit کیا آ رہا ہے؟ Lady Health Worker کا basically کام کیا ہے؟ فیملی پلاننگ اور اس طرح کی دیگر چیزیں ہیں۔ Population اس وقت ہماری بہت بڑھ رہی ہے اور یہ ایک بہت بڑا مسئلہ ہے۔ سارے economic مسائل کی وجہ increase in population بھی ہے۔ ان Lady Health Workers کو monitor کرنے کی بہت ضرورت ہے۔ اگر اس کے لیے کچھ fund رکھا جاتا تو وہ زیادہ بہتر تھا۔ بہت ساری Lady Health Workers صرف on

paper موجود ہیں یا وہ اپنا کام نہیں کرتیں اور گھر بیٹھے تنخواہ وصول کر رہی ہیں' اس سے بہتر یہ ہوتا کہ اگر آپ تھوڑی بہت education کی طرف توجہ دیتے۔ میں اس میں ایک اور بات add کروں گی کہ ہمیں صرف lady health workers کی نہیں بلکہ male health workers کی بھی بہت ضرورت ہے کیونکہ جہاں تک فیملی پلاننگ کا تعلق ہے تو مرد کو بھی اتنا ہی participate کرنا چاہیے جتنا کہ عورت کرتی ہے۔ مردوں میں خاص طور پر جو ہمارے بھائی دیہات وغیرہ میں رہتے ہیں ان کو اتنی awareness نہیں ہے تو ہمیں انہیں بھی awareness مہیا کرنی چاہیے۔ یہ ساری چیزیں long term ہوتی ہیں اور over night کوئی چیز نہیں ہوتی۔ آپ آج plan کریں گے تو اس کا پھل آپ کو پانچ' دس سال کے بعد ملے گا اور آپ population control کر پائیں گے۔ ایک اور بہتر تجویز میری نظر میں education کے حوالے سے یہ تھی کہ ہمیں کچھ fund formal education پر مختص کرنا چاہیے تھا۔ ہمارے بہت سارے street children ہیں' وہ پڑھتے ہی نہیں۔ آپ انہیں جگہ جگہ سڑکوں پر دیکھتے ہوں گے' کوئی glue سونگ رہا ہے یا کوئی کسی نشے کا عادی ہے یا اخبار بیچ رہا ہے یا پھول بیچ رہا ہے ان کا بھی حق ہے کہ وہ تعلیم حاصل کریں اور یہ گورنمنٹ کی ذمہ داری ہے اور گورنمنٹ کا فرض ہے کہ ایسے بچوں کو مجبور کیا جائے' وہ لاوارث بھی ہو سکتے ہیں اور ہو سکتا ہے ان کے والدین بھی موجود ہوں اور وہ بھی اسی پیشے سے منسلک ہوں یا وہ بھکاری ہوں۔ یہ گورنمنٹ کا فرض بنتا ہے کہ وہ ان کی دیکھ بھال کرے اور کم از کم informal schools تو ہونے چاہییں جیسا کہ پہلے ایک زمانے میں' نام تو میں نہیں لینا چاہوں گی' جھگی سکول کے نام سے schools چلے تھے اور اس سے بہت سے بچوں نے فائدہ اٹھایا تھا۔ اسی طرح کے informal schools ہونے چاہییں اور اس میں آپ teachers recruit کریں۔ Teachers کو employment بھی ملے گی اور بچے بھی تعلیم حاصل کریں گے۔ ویسے بھی ہمارا literacy rate بہت کم ہے اور کسی بھی ملک کو اگر ترقی کرنا ہو تو وہاں literacy rate high ہونا چاہیے اور بچوں کو تعلیم ضرور دلوانی چاہیے۔

غربت کے بارے میں بہت اچھا پروگرام آیا۔ اچھی بات ہے' مالی مدد ہر ایک کو کرنا چاہیے۔ جناب چیئرمین! میں نہیں سمجھتی کہ مہنگائی کے اس دور میں کسی کو ایک ہزار روپے سے

کوئی فرق پڑ سکتا ہے۔ اس سے بہتر یہ ہوتا کہ آپ کچھ incentives دیتے' کچھ programmes دیتے۔ میری نظر میں گرامین بنک جیسا کہ بنگلہ دیش میں ہے' اگر آپ اس طرح کی کوئی scheme introduce کرتے تو اس سے ایک تو غریب لوگوں کو فائدہ ہوتا' وہ اپنا کوئی کاروبار کرتے اور دوسرا ان کو اپنی self respect کا احساس ہوتا کہ یہ بھیک نہیں ہے۔ ہمیں قوم کو بھکاری نہیں بنانا ہے۔ ہمیں قوم کو وہ شعور دینا ہے کہ وہ اپنی محنت سے' اپنے پاؤں پر کھڑے ہوں اور عزت کی روٹی کمائیں۔ یہ کوئی solution نہیں ہے کہ آپ ہزار روپے پکڑا دیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس کی بجائے گرامین بنک کی طرز کا کوئی project آپ لائیں اور اس سے ان کی مدد کریں۔

اس بجٹ میں Tourism کا کوئی ذکر نہیں ہے جبکہ یہ ایک بہت بڑی industry کی شکل اختیار کرسکتا ہے۔ ہمیں tourism کو promote کرنا چاہیے' specially جو tourist groups آئیں' ہمیں انہیں airport سے لے کر resort تک اور جہاں بھی وہ جارہے ہیں' پوری security فراہم کرنی چاہیے۔ دوسرا آج کل ایک اور چیز بہت popular ہورہی ہے' وہ ہے medical tourism. جناب عالی! آپ جانتے ہوں گے کہ بہت سارے لوگ یہاں سے علاج کی غرض سے انڈیا' ملائیشیا وغیرہ جاتے ہیں اور وہاں پر وہ حکومتیں انہیں پوری سہولتیں فراہم کرتی ہیں۔ ہمیں بھی اسی طرز پر medical tourism کو promote کرنا چاہیے۔ اس سے ایک تو حکومت کو آمدنی حاصل ہوگی اور دوسرا ہمارے ملک کے بارے میں جو anti-propaganda ہے اس سے بھی نجات حاصل ہوگی اور لوگ خود اپنی نظروں سے آکر دیکھیں گے کہ یہاں پر کیا صورتحال ہے۔

Investment point of view سے بھی میں کہوں گی کہ investors کو facilitate کرنا چاہیے۔ ہمارے پاس مواقع اچھے ہیں' باہر کے لوگ invest کرسکتے ہیں لیکن یہاں پر کچھ ایسے irritants ہیں کہ وہ اپنا سرمایہ واپس لے کر چلے جاتے ہیں۔ یہاں پر Board of Investment ہے لیکن جناب والا! وہ چونکہ زیادہ effective نہیں ہے اس لیے وہ اپنا role صحیح طور پر play نہیں کرسکتا۔ وہ پہلے Ministry of Industries کے ماتحت تھا' میری تجویز ہے کہ اس کو دوبارہ Ministry of Industries کے ماتحت کردیا جائے۔ ہماری حکومت کو

چاہیے کہ وہ باہر کے ملکوں کی key personalities اور جو industrialists اور businessmen ہیں، انہیں invite کرے۔ انہیں airport پر facilitate کریں اور ان کو عزت دیں اور انہیں ترغیب دیں کہ وہ ہمارے ہاں آ کر سرمایہ کاری کریں۔

جناب والا! روٹی، کپڑا اور مکان ماضی کا ایک بہت خوبصورت نعرہ رہا ہے، بہت پرکشش نعرہ تھا، میں اس سے اختلاف نہیں کرتی۔ بے شک قوم کا حق ہے کہ اس کو روٹی، کپڑا اور مکان ملے۔ یہاں میرا مقصد کسی پر طنز کرنا بھی نہیں ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ construction industry gives an impetus to many other industries تو ہمیں یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیے کہ اس کے ساتھ بہت ساری industries linked ہیں۔ انہوں نے جو tax اس industry پر لگایا ہے، میں سمجھتی ہوں it's an irrational act. اس پر کوئی tax نہیں لگنا چاہیے تھا۔ جو انہوں نے 50 روپے فی مربع فٹ اور 100 روپے فی مربع گز tax لگایا ہے، اس کا direct اثر عوام پر پڑے گا۔ جو آدمی ایک property ہزار مربع فٹ کی خریدے گا، آپ کو پتا ہے کتنی جگہ ہوتی ہے hardly اس میں دو کمرے، چھوٹا سا کچن اور چھوٹا سا ایک lounge ہوتا ہے، اگر وہ اس کو پہلے پانچ لاکھ میں مل رہی تھی تو اب اسے اس پر پچاس ہزار روپے زیادہ دینے پڑیں گے۔ ظاہر ہے ہزار مربع فٹ کے apartment میں ایک غریب یا lower middle class کا آدمی رہائش اختیار کر سکتا ہے، کوئی بڑا آدمی تو نہیں کرے گا۔ اسی طرح اگر 100 گز کا پلاٹ لیں تو اس پر بھی انہوں نے ایک لاکھ روپے بڑھا دیے ہیں تو وہ بھی ایک غریب آدمی ہی لیتا ہے، کوئی امیر تو وہاں رہتا نہیں۔ اس لیے حکومت کو یہ چیز across the board نہیں کرنی چاہیے تھی بلکہ اس میں categories مقرر کرنی چاہییں اور اس حساب سے tax لگایا جانا چاہیے تھا۔ اس کا direct impact غریب آدمی پر پڑے گا۔

جناب والا! جہاں تک tax کی بات ہے تو tax should be broad-based یعنی آپ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو tax net میں لے کر آئیں تاکہ زیادہ وصولی ہو بجائے اس کے کہ آپ tax increase کریں اور اسے بڑھاتے جائیں۔ یہ کوئی solution نہیں ہے income generate کرنے کا۔ آپ کو چاہیے کہ آپ tax net کو broad-based کر دیں اور زیادہ لوگوں کو اس میں لائیں۔ Tax payers کی proper documentation کی طرف پوری توجہ دی جائی

چاہیے۔

تعلیم سے متعلق میں ایک چیز کہنا چاہوں گی کہ ہمیں چاہیے کہ ہم والدین کو incentives دیں کہ وہ اپنے بچوں کو زیادہ سے زیادہ تعلیمی اداروں میں بھیجیں۔ نہ بھیجنے کی وجوہات میں معاشی مسائل ہیں، معاشی کمزوریاں ہیں، دیہاتوں میں وہ کھیتوں میں کام کرواتے ہیں، شہروں میں وہ گھروں میں ملازمت دلوادیتے ہیں یا چھوٹے موٹے workshops میں کام کرنے کے لیے اپنے بچوں کو لگا دیتے ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ parents کو incentives دیں۔ جب سومرو صاحب صوبہ سندھ کے گورنر تھے تو انہوں نے جیکب آباد کے علاقے میں parents کو incentive دیا تھا۔ اس سے تین لاکھ بچے مستفید ہوئے تھے، یہ بات on record ہے۔ اسی چیز کو follow کیا اور continue کیا حکومت پنجاب نے۔ اس میں تعلیم کے لیے کوئی ٹھوس package نہیں ہے۔ ہمیں چاہیے تھا کہ ہم کچھ education کی مد میں بھی رکھتے اور literacy کے لیے کوئی چیز add کرتے۔

جناب والا! health کے بارے میں ایک بات میں کہہ نہ سکی کہ سابقہ وزیر صحت نے اعلان کیا تھا کہ hepatitis کے injections مفت فراہم کیے جائیں گے۔ حکومت کو اس پر غور کرنا چاہیے اور hepatitis کی vaccine ضرورت مندوں کو free distribute کرنا چاہیے۔ دوسری چیز یہ ہے کہ پولیو نے دوبارہ سر اٹھایا ہے اور صوبہ سندھ میں اس کے کچھ cases detect ہوئے ہیں۔ اس لیے پولیو کی طرف بھی توجہ دی جائے اور اس کو وہیں پر روک دیا جائے تاکہ وہ زیادہ نہ بڑھنے پائے۔

آخر میں جناب والا میں کہوں گی کہ بجٹ میں ایک دو باتیں اچھی بھی ہیں اور میں سمجھتی ہوں کہ کسی بھی اچھی چیز کو appreciate کرنا چاہیے۔ میں اس حکومت کی شکر گزار ہوں، وزیر خزانہ کی شکرگزار ہوں کہ انہوں نے کچھ schemes جو پچھلی حکومت میں شروع ہوئی تھیں، جاری رکھی ہیں۔ میں ان کا نام لے لیتی ہوں جیسا کہ clean drinking water and filtration plants, white revolution, 10% job quota for women، بچت کارڈ سکیم، this was proposed by the last government but introduced by the interim government, self-employment scheme and national internship programme.

نیشنل انٹرن شپ پروگرام کی تو یہاں سے وضاحت آئی ہے لیکن پھر بھی اس کو continue کیا گیا اور .self-employment scheme تو یہ وہ schemes اور programmes ہیں جو پچھلی حکومت نے جاری کیے تھے اور الحمد للہ اس حکومت نے بھی ان کو عوامی مفاد میں اہم سمجھا اور جاری رکھا۔

جناب والا! ہم بہت بڑے economic crisis میں ہیں' long march ہمارا حل نہیں ہے۔ نہ long march سے کسی غریب کا پیٹ بھرے گا' نہ آٹا سستا ہوگا' نہ چینی سستی ہوگی' نہ دالیں سستی ہوں گی۔ پورے ملک میں ایک قسم کی confusion ہے۔ Economic stability, long march سے نہیں آئے گی' economic stability تب آئے گی جب آپ پورے دل و جان سے اس قوم کی خدمت کریں گے اور اس کا جذبہ رکھیں گے۔ آپ نے جو وعدے الیکشن سے پہلے کیے ہیں' آپ نے جو manifesto دیا ہے' اس پر آپ سنجیدگی سے عمل کریں گے اور مسائل کی طرف توجہ دیں گے تو غریب کا بھی پیٹ بھرے گا اور ملکی مسائل حل ہوں گے۔ اس سے ملک کی معاشی صورتحال میں بہتری آئے گی ورنہ ہم ابتری کی طرف جائیں گے۔ Long march is not the solution to the problems. We should address the problems as they are. جناب والا! اس کے ساتھ میں آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا۔

جناب پریذائیڈنگ افسر : بہت بہت شکریہ۔ آپ نے بہت اچھی گفتگو فرمائی اور بہت اچھی تجاویز دی ہیں۔ میں اب محترمہ سبینہ رؤف صاحبہ کو فلور دیتا ہوں۔ سبینہ رؤف صاحبہ۔

سینیٹر سبینہ رؤف : جناب چیئرمین! آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے بجٹ کے اس موقع پر اظہار خیال کرنے کا موقع دیا ہے۔ وزیراعظم صاحب نے بچت کی مہم شروع کرنے اور جن اقدامات کا اعلان کیا ہے' وہ بڑے خوش آئند ہیں۔ انہیں اب مستقل طور پر اپنایا جانا چاہیے۔ قائداعظم نے کہا تھا کہ فیصلہ کرنے سے پہلے سو مرتبہ سوچ لینا چاہیے' جب فیصلہ کر لیا جائے تو چٹان کی طرح ڈٹ جانا چاہیے۔ جناب والا! اب وعدوں کا زمانہ گزر گیا' خلق خدا اب عمل کی شہادت چاہتی ہے۔ اس سلسلے میں' میں بجٹ کے حوالے سے چند تجاویز پیش کرنا

چاہتی ہوں۔

جناب چیئرمین! پاکستان کو جن مسائل کا سامنا ہے انہیں حل کرنے کے لئے طویل مدتی لیکن قابل عمل پالیسیوں کی ضرورت ہے۔ پاکستان ایک زرعی ملک ہے' اس کی معیشت کا زیادہ تر انحصار زرعی شعبے پر ہے۔ زرعی شعبے میں پائی جانے والی خامیوں کو دور کرنے کے لئے فوری اقدامات اور ٹھوس منصوبہ بندی کی جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہمیں اپنی درآمدات اور برآمدات کی پالیسی پر بھی نظر ثانی کرنی چاہیے۔ صرف وہی اشیاء درآمد کرنی چاہییں جن کی یہاں اشد ضرورت ہے۔ جو اشیاء یہاں پیدا ہوسکتی ہیں' ان کو درآمد کرنے سے ملکی خزانے کو مالی مسائل میں الجھانے کے مترادف ہے۔ اسی طرح صرف وہ اشیاء برآمد کی جائیں' وہی اجناس برآمد کئے جائیں جو surplus ہوں۔ وہ اشیاء جن کی یہاں زیادہ ضرورت نہیں ہے ان کو برآمد نہ کیا جائے تاکہ قلت پیدا ہو جانے پر وہ اشیاء پھر مہنگے داموں درآمد نہ کرنی پڑیں کہ اس کا خمیازہ پوری قوم کو بھگتنا پڑے۔

جناب چیئرمین! انسان تعلیم حاصل کرے تو اس کی سوچ کے دریچے کھل جاتے ہیں۔ اس کے لئے بچوں کی تعلیم کے ساتھ اساتذہ کی تربیت اور ان کی فکر کی پختگی کی بھی ضرورت ہے۔ وسیع مصلحتوں سے بالاتر ہو کر مستقبل کے لئے پالیسیاں تشکیل دی جائیں۔ دور دراز علاقوں میں جانے والی خواتین اساتذہ کی رہائش اور تحفظ کا بندوبست کیا جائے۔ خواتین میں تعلیم کی شرح بڑھانے کے لئے ٹرانسپورٹ کا بندوبست کیا جائے۔ ہر گاؤں' ہر علاقے میں پانی مہیا کیا جائے تاکہ خواتین کو دور دراز سے پانی نہ لانا پڑے۔

جناب چیئرمین! پانی اور بجلی کا بحران' دہشت گردی کے بحران سے کسی طرح بھی کم نہیں ہے۔ پورے ملک میں بجلی کی لوڈ شیڈنگ جاری ہے۔ صوبہ بلوچستان میں بجلی کی لوڈشیڈنگ کی وجہ سے زمینداروں کو اربوں روپے کا نقصان ہوا ہے' جس پر زمیندار احتجاج بھی کرتے رہے ہیں۔ صوبے میں ایک دو اضلاع کے علاوہ کہیں بھی نہری system نہیں ہے۔ زراعت کے لئے ٹیوب ویل واحد ذریعہ ہیں' لیکن پانی اور بجلی کا سنگین مسئلہ اور water level کی گرتی ہوئی صورتحال کی وجہ سے زمینداروں کی سالہا سال کی محنت ضائع ہو رہی ہے۔ بجلی کی کمی کو دور کرنے کے لئے صوبے میں نئے power plants لگائے جائیں اور پرانے power

plants کی مرمت کر کے ان کو کام میں لایا جائے۔ علاقے میں بارانی پانی ذخیرہ کرنے کے لئے چھوٹے چھوٹے ڈیمز بنائے جائیں۔ کوئٹہ زرعی کالج کو upgrade کر کے یونیورسٹی کا درجہ دیا جائے۔

جناب چیئرمین! عالمی منڈی میں تیار شدہ ملکی مصنوعات کی کھپت کے لئے امکانات تلاش کئے جائیں۔ ان مصنوعات کا معیار بہتر بنایا جائے تاکہ عالمی منڈی میں ترقی یافتہ ممالک کی مصنوعات کا مقابلہ کرسکیں۔ اس طرف توجہ دینے کی زیادہ ضرورت ہے۔ Gadoon Amazai industrial estate کو دوبارہ آباد کیا جائے۔ جناب چیئرمین! Hepatitis, T.B اور دیگر موذی امراض جن کے علاج و معالجے کے لئے عام لوگ بڑے بڑے شہروں کا رخ نہیں کر سکتے، ان کے یہ مصائب ان کے علاقوں میں حل کئے جائیں۔ جناب چیئرمین! یہ اچھی بات ہے کہ بجٹ میں تنخواہوں اور pensions میں اضافہ کیا گیا ہے، لیکن میں تجویز دیتی ہوں کہ pensioners اور ملازمین کی آمدنی کو مہنگائی کے ساتھ compare and review کر کے تنخواہوں اور pension میں مزید اضافہ کیا جائے، تاکہ pensioners اور ملازمین کی آمدن اور مہنگائی میں یکسانیت ہو۔ جناب چیئرمین! آپ کا بہت شکریہ۔

(اس موقع پر ڈیسک بجائے گئے)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: اب میں ڈاکٹر کوثر صاحبہ کو floor دیتا ہوں۔

سینیٹر ڈاکٹر کوثر فردوس: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب والا! بجٹ اور اس بجٹ کے اندر جتنی ہمارے پاس آمدن ہے اس کا تخمینہ کہ اس کو کس طرح سے مسائل حل کرنے کے لئے عوام کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے استعمال کیا جائے گا۔ میری سمجھ کے مطابق جو مسئلہ سب سے زیادہ اہم ہے اور جس کو سب سے پہلے address کیا جانا چاہیے تھا وہ مہنگائی اور بے روزگاری کا مسئلہ ہے۔ اب اس مسئلے کا حل اس بجٹ میں کیا پیش کیا گیا ہے، میں زیادہ اپنی بات اس عنوان پر کروں گی۔ اس کا علاج subsidy دے دی جائے، سستے قرضے دے دیے جائیں، کچھ تنخواہ بڑھا دی جائے، pension بڑھا دی جائے۔ جناب والا! میں سمجھتی ہوں کہ یہ اس مسئلے کا دیرپا حل نہیں ہے۔ آپ میں سے بہت سارے لوگ اس بات سے آگاہ ہوں گے

کہ طب ہو، یا حکمت ہو، علاج کا جو بھی طریقہ ہو، اس میں علاج دو طرح سے ہوتا ہے۔ ایک تو ظاہری علامات کا علاج کیا جاتا ہے اور ایک حقیقی مرض کی شناخت کر کے اس کا علاج کیا جاتا ہے۔ مثلاً جناب اگر کسی کو بخار ہو جائے تو اس کو aspirin, disprin or paracetamol دے دیں، بخار اتر جائے گا، ظاہری علامت ٹھیک ہو جائے گی، لیکن اگر اس کے اندر کوئی فاسد مادہ infection کی صورت میں پیپ جمع ہو چکی ہے، جب تک آپ نشتر سے اس کو زخم کر کے پیپ نکالتے نہیں ہیں اور پھر دوائیاں، جن کا نام میڈیکل کی اصطلاح میں antibiotic ہوتا ہے اس کا course نہیں دیتے تب تک اس مرض کی جو بنیادی وجہ ہے وہ دور نہیں ہوتی، تو یہ ظاہری علامت علاج کرنے کے باوجود آتی اور جاتی رہے گی، آپ مریض کو مطمئن کر لیں گے کہ بخار اتر گیا ہے، مگر چند دنوں بعد وہ پھر چڑھ جائے گا۔

جناب! میں کہنا یہ چاہتی ہوں کہ یہ علاج جو کیا جا رہا ہے یہ علامتی علاج ہے، ظاہری علاج ہے، یہ دیرپا علاج نہیں ہے۔ اس مرض کی حقیقی وجہ تلاش کرنے کی ضرورت ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ اصل جو وجہ ہے وہ دولت کی تقسیم کا نظام ہے جس کے دنیا نے بڑے تجربے کئے ہیں۔ اس سے پہلے بھی دنیا نے socialism کا ایک نعرہ لگایا تھا اور اس کا تجربہ کیا تھا، پھر ہم نے دیکھا کہ وہ روس جس نے ساری ریاست میں سب کو برابری پر لے کر آیا، مکان، تنخواہ اور سب کچھ پورا ایک concept دیا گیا تھا، اس پر عمل کیا گیا، مگر وہ خود ہماری آنکھوں کے سامنے ہی وہ سفید ہاتھی، جس ریاست کو ہم کہتے تھے، اس کے دس، بارہ ٹکڑے ہوئے اور وہ اپنے پورے اس hypothesis کے ساتھ اس نے ایک نظریہ پیش کیا تھا وہ خود فیل ہوا۔

جناب! اس کے بعد سرمایہ دارانہ نظام ہے، اس وقت ہم سب بھی جس کے جال کے اندر پھنسے ہوئے ہیں اور جو اس وقت کا عالمی نظام ہے، اس نے ہم کو جو تحفے دیے ہیں وہ بھی عالمی ہیں، وہ قرضہ جاتی نظام ہے، WTO اور طرح طرح کی دوسری اصطلاحات ہیں جو اس کو مروج کرنے کے لئے استعمال کی گئیں۔ میں کہتی ہوں اس کی برکات سے ہم ہی مستفید نہیں ہو رہے ہیں، وہاں کے مکین بھی مستفید ہو رہے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ جو خریداری ہم تین چار سال پہلے سو ڈالر میں کر لیا کرتے تھے، اب ہم وہ خریداری ہزار ڈالر میں کرتے ہیں۔ خود ہماری reports بھی یہی بتا رہی ہیں۔ میں آپ کی توجہ اس report کی طرف دلوانا چاہوں گی یہ

Governor State Bank نے report دی ہے کہ پچھلے چھ مہینوں میں بینکوں میں طویل مدتی deposits میں 72 billion کا اضافہ ہوا ہے' اس کے ساتھ جو ایک اورتفصیل پیش کی ہے وہ یہ کہ جون 2004 میں ایک کروڑ اور اس سے زائد مالیت کے accounts کی تعداد 9900 تھی۔ جناب والا! یہ تعداد جون 2007 میں 24592 تک' یعنی ساڑے چوبیس ہزار ہو چکی تھی اور اس کے ساتھ یعنی ایک کروڑ سے اوپر جو کھاتہ دار ہیں ان کی تعداد گزشتہ تین سالوں میں ڈھائی گنا بڑھی ہے۔ جناب! اگر بات اتنی ہوتی تو شاید اتنے غم کی بات نہیں تھی لیکن اس کے ساتھ جو اس تجزیے کا دوسرا حصہ ہے وہ بڑا پریشان کن ہے کہ جون 2004 میں دس ہزار تک کے جو account holders تھے ان کی تعداد ساڑے تریسٹھ لاکھ' یعنی 13,65,000 تھی اور جون 2007 میں وہ تعداد 34,89,192 یعنی پینتیس لاکھ تک رہ گئی' تقریباً نصف ہو گئی۔ یہ figures خود بول بول کر مجھے اور آپ کو یہ بتا رہے ہیں کہ غریب اس ملک کا غریب ہوتا جا رہا ہے اور امیر' امیر ہوتا جا رہا ہے۔ دولت کی تقسیم کا نظام غیرمنصفانہ ہے اور اسی چیز کو اس بجٹ تقریر میں بھی تحریر کیا گیا ہے۔ چودہ اپریل ۱۹۷۲ء میں قومی اسمبلی کے اجلاس جس میں آئین کی تشکیل ہونا تھی' ذوالفقار علی بھٹو صاحب نے کہا کہ انسان اور خطوں کے درمیان انصاف اور برابری کی ضرورت ہے۔ ضرورت کے علاوہ ہماری حکمت عملی میں ایک بنیادی نظریہ کارفرما ہے۔ صرف منصفانہ معاشی اور سماجی نظام کی بدولت ہی ہماری قومی یکجہتی اور اقتصادی طاقت میں اضافہ ہو سکتا ہے۔

جناب! میں سمجھتی ہوں کہ کبھی کبھی انسان پہنچا تو ہے اس نکتے کی طرف' مگر پھر وہ پلٹ گیااور پھر اس نے کچھ اور چیزوں پر توجہ دے دی۔ جناب! ایک اور اہم چیز جو میری نظر سے گزری۔ یہ "ڈان" میں ایک رپورٹ "واشنگٹن میں مقیم پاکستانیوں کی رائے" شائع ہوئی ہے۔' یہ بھی جنوری ۲۰۰۸ء کے اخبار کا میرے پاس تراشہ ہے۔ اس میں World Public Opinion for the Government Funded US Institute for Peace یہ اس کی رپورٹ ہے۔ اس میں کہا یہ گیا ہے۔ جو سوال کیا گیا تھا وہ یہ تھا۔

How important is it for you to live in a country that is governed according to Islamic principles?

جناب! 61% وہ ہمارے لوگ جو امریکہ میں رہ رہے ہیں' جو ہمارے خیال میں انہوں

نے بہت ساری دنیا دیکھی ہے اور انہوں نے کئی نظاموں کو برتا ہے۔ ان کی رائے یہ ہے کہ ہمیں کیا چاہیے .Want Shariah to play a larger role

جناب! یہ میرے جیسا ' آپ تو کہیں گے کہ تم تو بڑی قدامت پسند یا backward ہو۔ میں نہیں کہہ رہی آپ کے وہ لوگ جو وہاں بیٹھے ہوئے ہیں ان کی رائے بھی یہ ہے اور یہ بالکل latest survey ہے کہ دنیا خود اس کی متلاشی ہے کہ ہم اس نظام کی طرف آئیں جو دولت کی منصفانہ تقسیم کا نظام ہو اور جناب! میں اور آپ تو وہ الہامی کتاب رکھتے ہیں ' وہ دین رکھتے ہیں، جس کے اندر انسانوں کے پیدا کرنے والے اور پالنے والے اور ان کو رہنمائی کا نظام دینے والے نے ہمیں وہ اصول بتا دیئے اور وہ نظام دے دیا کہ تم کس طرح سے اپنی معاشی پالیسی کو ترتیب دو گے۔ تو دنیا اور انسانوں کے اندر اس تفریق کو ختم کرو گے اور ان کے غموں کا مداوا کرو گے۔

جناب! اسلام سے تھوڑی بہت واقفیت رکھنے والے ہم سارے مسلمان بھی یہ بات quote کرتے ہیں اور جانتے بھی ہیں کہ جس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دیا ہوا یہ نظام نافذ کیا گیا۔ یہ میں پھر کوئی مفروضہ نہیں بیان کر رہی جناب! میں اس نظام کی بات کر رہی ہوں جو برت کر دیکھا گیا ' جس پر عمل کیا گیا کہ اس وقت کے نظام میں لوگ زکوٰۃ لے کر پھرتے تھے کوئی زکوٰۃ لینے والا نہیں تھا۔

تو جناب! میں یہ سمجھتی ہوں کہ جو اصل مرض ہے وہ یہ کہ ہم نے اسلام کے معاشی نظام کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ ضرورت یہ ہے کہ ہم اس نظام کی طرف پلٹیں، زکوٰۃ ' اس کے اندر صدقہ ہے' خیرات ہے ' فطرانہ ہے ' اس کے اندر وراثت کی تقسیم ہے جو معاشرے میں ارتکاز دولت کو روکتی ہے اور جناب اس کے ساتھ ہی وہ قناعت ' سادگی اور دیانتداری کی تعلیم ہے جو اس نظام کو stable بناتی ہے اور اس کے اندر سب سے بنیادی چیز جو قرآن پاک میں بالکل واضح انداز میں کہہ دی گئی وہ سودی نظام کا خاتمہ ہے۔

جناب! خیر کا نکتہ آغاز یہ ہے اور اگر یہ اخلاص کے ساتھ کیا جائے تو مجھے بہت امید ہے کہ ہمارے یہ غم کم ہوں گے اور یہ مہنگائی' غربت' بیروزگاری اور کرپشن جس کی وجہ سے ہمارا معاشرہ پریشان ہے۔ اس مسئلے کا حل نکلے گا۔ جناب! میں یہ بھی یاد دلا دوں کہ ہم سب اتنے

احساس کمتری کے مارے ہوئے ہیں کہ امریکہ اور مغرب ہمیں تجربہ کر کے جب بتائے گا کہ اسلام کا غیرسودی نظام بہتر نظام ہے تب تو ہم دوڑ کر لے لیں گے لیکن ہم خود اس کا ماڈل دنیا کے سامنے پیش کرنے کی اخلاقی جرات نہیں رکھتے تو میں حوصلے کے لیے کہہ رہی ہوں کہ مغرب اس کے بڑے تجربے کر رہا ہے اور وہ کامیاب ہو رہے ہیں اس لیے ہم بھی حوصلہ کریں اور ہم بھی آگے بڑھیں اور اس نظام کو برتنے والے بنیں۔ جناب! میں اس کے ساتھ یہ بھی توجہ دلانا چاہتی ہوں کہ یہ کوئی میں نے قرون اولیٰ کے دور کی مثال نہیں دے دی کہ آج آپ اس کو یہ کہہ کر شانے جھٹک دیں کہ آج یہ بات قابل عمل نہیں ہے - جناب یہ ۱۹۴۷ء میں آپ نے پاکستان بنایا تھا اور یہ ۱۹۴۸ء کے ہی دو چار واقعات میں آپ کے سامنے رکھنا چاہتی ہوں کہ کابینہ کا اجلاس تھا اور ADC نے پوچھا sir, اجلاس میں چائے serve کی جائے گی یا کافی - چونک کر سر اٹھایا اور سخت لہجے میں فرمایا "لوگ گھروں سے چائے کافی پی کر نہیں آتے"؟ ADC نے گھبرا کر کہا۔ آپ نے بات جاری رکھی جس وزیر نے چائے پینی ہو وہ گھر سے پی کر آئے یا پھر واپس گھر جا کر پیئے - قوم کا پیسہ قوم کے لیے ہے وزیروں کے لیے نہیں - جناب ! یہ میں نہیں کہہ رہی یہ میں قائد اعظم کی بات آپ کو سنا رہی ہوں۔ جن کی بہت بڑی تصویر ہم نے اوپر لگا رکھی ہے -ان کی کچھ تو باتوں کو ہمیں اپنی عملی زندگی میں لانا چاہیے - کچھ تو role model ان کو ہمیں بنانا چاہیے - جناب ! دوسرا واقعہ کرنل الٰہی بخش نے نئے موزے پیش کر دیئے دیکھے تو بہت پسند فرمائے rate پوچھا تو بتایا دو روپے - گھبرا کر فرمایا" کرنل یہ تو بہت مہنگے ہیں"- عرض کیا sir, یہ آپ کے account سے خریدے گئے ہیں- فرمایا "میرا account بھی قوم کی امانت ہے غریب ملک کے سربراہ کو اتنا عیاش نہیں ہونا چاہیے "- اور جناب تیسرا واقعہ جو میں آپ کے سامنے رکھنا چاہوں گی - جب قائد اعظم گورنر جنرل ہاؤس سے نکلتے تو ان کے ساتھ پولیس کی صرف ایک گاڑی ہوتی تھی - اس گاڑی میں صرف ایک انسپکٹر ہوتا تھا اور وہ بھی غیرمسلم -کہنے والے کہہ سکتے ہیں کہ آج بڑے خطرات ہیں - جناب یہ وہ وقت تھا جب گاندھی قتل ہو چکے تھے اور قائد اعظم کی جان کو سخت خطرہ تھا - قائداعظم اس خطرے کے باوجود سیکورٹی کے بغیر روز کھلی ہوا میں سیر کرتے تھے -جناب! لکھنے والے نے لکھا ہے کہ کوئی ہے جو ہم سے آج کی یہ خوشحالی ' یہ ترقی اور یہ عروج لے لے

اور ہمیں ہمارا پسماندہ ' غریب اور غیر ترقی یافتہ پاکستان واپس کر دے جو ہمیں قائداعظم کا پاکستان واپس کرے اور اس ملک کے سولہ کروڑ عوام کو جو ۱۹۴۷ء اور ۱۹۴۸ء کا دور واپس لا دے جب ۲۰ پیسے کلو اور ڈھائی روپے کلو کی ہم باتیں کرتے تھے کہ آٹا اتنے میں اور چینی اتنے میں اور گوشت اتنے میں۔

جناب! جو اقدام بجٹ میں تحریر کئے گئے ہیں وہ تین ہیں۔ ان کی تفصیل یہ ہے کہ تعلیم،صحت اور پینے کا صاف پانی۔ اس پر کل رقم جو مختص کی گئی ہے وہ 45.8 ارب روپے۔ اس میں سے چوبیس تعلیم کے لیے' انیس صحت کے لیے ' اور 2.2 پینے کے پانی کے لیے ہیں۔ جناب! مجھے تو اس میں کوئی بہت روشن مستقبل نظر نہیں آتا کہ غربت کا خاتمہ کچھ اس رقم سے ہو سکے گا۔ میں یہ کہنا چاہوں گی کہ کم از کم آنسو پونچھنے کے لیے بھی اس رقم کو سو ارب تو کردیں اور جناب میں یہ بھی کہنا چاہتی ہوں کہ عام آدمی کو بھی راہنمائی اورسبق ہو ۔ اس کو نصاب کے ذریعے اور میڈیا کے ذریعے یہ بتایا جائے کہ بنیادی ضروریات سب کے لیے ہیں اور حکومت اس کو مہیا کرے ۔ سہولیات کی بھی اجازت ہو مگر تعیشات کو voluntarily اپنی زندگی سے نکالنے کی تعلیم دی جائے اور ہم جو دوسروں کے لیے نمونہ ہیں اور جو بڑی بڑی پوسٹوں پر بیٹھے ہوئے لوگ ہیں وہ اس کو خود اپنانے والے بنیں ۔ جناب اس حوالے سے کچھ تعیشات پر جو ڈیوٹی لگائی گئی ہے میں اس کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں۔

جناب! دوسرا جو عنوان دیا گیا ہے انسانی ترقی اور غربت میں کمی' اس میں میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ ایک ہے Benazir Support Programme یہ ہزار روپے ماہانہ امداد فی گھرانہ ہے۔ دوسرا ہے بے نظیر کارڈ کے حامل شہریوں کو روزگار اور میڈیکل انشورنس اور سبسڈی فوڈ میں دی جائے گی۔ یہ کارڈ کن کارکنان کو جاری کیا جائے گا اس کی کوئی وضاحت نہیں ہے۔ گزشتہ تجربے سے اور اغلب تو یہی ہے کہ پارٹی کارکن ہوں گے یا اپنے رشتہ دار ہوں گے یا کوئی اور سفارشی ہوں گے' عام طور پر کوئی معیار تو نہیں ہوتا جس کے تحت یہ چیزیں انصاف سے تقسیم ہوں۔

تیسری چیز جس کی میں بات کر رہی تھی وہ پیپلز ورکس پروگرام ہے۔ یہ روزگار کے خاطرخواہ مواقع پیدا کرنے کے لیے ہے۔ چوتھا پیپلز روزگار پروگرام ہے' یہ بھی روزگار کی ایک

سکیم ہے۔ جناب والا! میں نے یہ ذکر اس لیے کیا کہ میں یہ کہنا چاہتی تھی کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان ہمارے ملک کا نام ہے اس کی ایک مجلس مشاورت ہے جس کو مجلس شوریٰ کہتے ہیں۔ اس نام کو ہم یہاں کبھی بولتے نہیں۔ ہم اپوزیشن اور حکومت بولتے ہیں۔ ہم treasury benches اور opposition benches بولتے ہیں۔ ہمیں بٹھایا بھی اس طرح جاتا ہے کہ ہم نے ان پر تنقید کرنی ہےاور انہوں نے اپنی چیزوں کی توصیف کرنی ہے۔ یہ ایک عجیب چیز ہے اور میں چھ سالوں میں نہیں سمجھ سکی اس تقسیم کو کہ یہاں والے ماتم کیوں کرتے رہتے ہیں اور وہاں والے صرف توصیف کیوں کرتے رہتے ہیں چیزوں کی۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ مشاورت کے ذریعے جو بات ہم میں سے جس کو غلط لگتی ہےہم وہ کریں اور جو بات صحیح ہے اخلاص اور دیانتداری کے ساتھ ' اپنے ملک کے ساتھ مخلص ہوتے ہوئے وہ بات کریں اور ان چیزوں کو مشترکہ طور پر یہاں بحث کے بعد improve کریں اور ان پالیسیوں کو لے کر چلیں؟ جناب والا! اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ پروگراموں میں تسلسل ہوگا یہ ضرورت نہیں ہوگی کہ چار پروگرام' بےنظیر ورکس پروگرام ہوں اور پھر شیخ رشید ایکسپریس ہو اور پھر نواز لیگ کا یہ پروگرام ہو اور پھرمشرف لیگ کا یہ پروگرام ہو۔ جناب والا! پتا ہے اس سے ہوتا کیا ہے؟ جب ایک جاتا ہے' دوسرا آتا ہے تو وہ ایک خط نسخ اس کے اوپر پھیرتا ہے بغیر اس بات کا غم کیے کہ کتنے وسائل اس کے اندر invest ہو چکے ہیں ' وہ وہیں کے وہیں dump ہو جاتے ہیں اور اس کے اوپر یا تختی لگائی جاتی ہے یا اس کی ہیئت وشکل بدل کر اس کو دوبارہ جاری کیا جاتا ہے ۔ میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ جو اس طرح کے ملکی منصوبے ہیں ان کو کچھ ناموں کے ساتھ مخصوص نہ کیا جائے تو بہتر ہے' وہ کام' وہ پالیسیاں تسلسل کے ساتھ جاری رہیں اور اس طرح سے ان وسائل کا زیاں نہ ہو جو قوم کے ہیں۔

جناب والا! اس کے ساتھ میں تحسین کرنا چاہتی ہوں کہ وزیر اعظم سیکریٹریٹ' قومی اسمبلی اور سینیٹ کے بجٹ میں کٹوتی ہوئی ہے اور دفاتر کے لیے اثاثہ جات کی خریداری پر پابندی لگائی گئی۔ Non-salary اخراجات کو منجمد کیا گیا۔ NAB کے بجٹ میں کٹوتی کی گئی اور دفاعی بجٹ پر بحث اور نظرثانی بذریعہ پارلیمنٹ اور مالیاتی نظم و ضبط کی بحالی کے لیے جو اقدامات کیے گئے ہیں' میں سمجھتی ہوں کہ یہ مستحسن اقدامات ہیں۔

جناب والا! ایک اور بات جس کا میں ذرا سا ذکر کرنا چاہتی ہوں وہ یہ ہے کہ ترقی نسواں کا بھی ایک عنوان باندھا گیا ہے اور اس میں تین باتوں کا ذکر کیا گیا ہے ۔ پہلی یہ ہے کہ سرکاری محکموں میں خواتین کا کوٹہ دس فیصد کر دیا جائے گا۔ دوسرا ہے کہ Women Bank کو مدد جاری رکھیں گے، تیسرا ہے خوشحالی بنک اور زرعی ترقیاتی بنک سے قرضہ فراہم کرنے کی حوصلہ افزائی کی جائے گی۔ جناب والا! میں نے اس پر تھوڑا سا سوچا کہ اس سے نسواں کی کتنی ترقی ہو سکے گی۔ جناب والا! مجھے لگا کہ لفظ تو ضرور ہیں مگر حقیقت میں شاید اس کا اتنا فائدہ نہیں ہوگا اور تجزیے میں، میں نے یہ سوچا کہ آپ کی بارہ کروڑ کی آبادی میں سے اگر چار، ساڑھے چار کروڑ عورتیں ہم سمجھ لیں اور جو ہمارے ملک کی شرح خواندگی ہے اس لحاظ سے سرکاری محکموں میں کتنی عورتیں ملازمت میں ہیں، شاید ہزار لوگوں کو فائدہ پہنچ جائے گا، شاید ہزار عورتیں اس کوٹے سے فائدہ اٹھا لیں گی تو مجھے لگا کہ عورتوں کی ستر فیصد آبادی جو دیہی علاقوں میں ہے اور وہاں پر غربت اور بے روزگاری بھی ہے اس عورت کو اس سے کچھ فائدہ نہیں پہنچے گا اور جو قرضے آپ دیں گے اس سے بھی وہ زیادہ مستفید نہیں ہو سکے گی۔ جناب والا! میں سمجھتی ہوں کہ ملک کی معاشی ترقی میں گھروں کے اندر اور گھر کے نظام کی دیکھ بھال کرنا اور بچوں کی پیدائش اور تربیت یہ بھی ملک کی معیشت پر مثبت اثرات ڈالنے والے عوامل ہیں۔ ان کو acknowledge کیا جانا چاہیے کہ جو عورتیں اس کام میں قوم کی مدد کر رہی ہیں وہ بھی معاشی ترقی میں حصہ دار ہیں۔

جناب والا! دوسری بات یہ ہے کہ وراثت کے ذریعے عورت کو economically empower کرنے کی طرف عملاً پیش رفت ہونی چاہیے اور تیسری بات میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ عورتوں کے لیے employment کی کوئی سکیم شروع کی جائے مگر اپنے کلچر اور روایات میں رہتے ہوئے جیسا کہ ہماری زیادہ تر آبادی سلائی کر سکتی ہے، کڑھائی کر سکتی ہے، اچھا کھانا پکا سکتی ہے، روٹی پکا سکتی ہے، کچھ اور اس طرح کے کام ہیں جو ساری عورتیں ہی کر سکتی ہیں جو ڈگریاں نہیں رکھتیں وہ یہ کام کر سکتی ہیں۔ کچھ Small Industrial Estate قسم کا منصوبہ، cottage industry کو ترقی دینے کے لیے کہ عورتیں ان چیزوں کے لیے گھروں میں بیٹھ کر ہی یہ کام کریں، اپنے ماحول میں کام کریں اور حکومت اس کی marketing کا انتظام کرے اور

نہ صرف ملک کے اندر بلکہ اس کو international سطح پر لے کر جائے ۔مجھے لگتا ہے کہ یہ شاید عورتوں کے روزگار اور ان کو ترقی کے عمل میں شامل کرنے کا اچھا منصوبہ ہو سکتا ہے۔

اس کے ساتھ جو قرضہ جات کی سکیم ہے میں اس میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ خدا را! قرضہ دیں مگر قرض حسنہ دیں اگر دینا ہے۔ جس نے ایک بار سودی قرضہ لیا وہ ایسا پھنستا ہے کہ اس سے کبھی نکل نہیں سکتا اور یہ concept بھی موجود ہے اور لوگ ان قرضوں کو avail نہیں کرتے۔ اور اس کے ساتھ یہ کہ جو خاتون بیوہ ہے' بےسہارا ہے اس کو حکومت کی طرف سے گزارہ الاؤنس دیں' اس کے لیے بیت المال سے کوئی وظیفہ مقرر کریں۔ یہ ترقی نسواں میں ایک حصہ ہو سکتا ہے۔

جناب والا! ایک اور بات یہ ہے کہ خواتین کو مخلوط اداروں کے اندر کام کرنے پر پابند کرنے کی بجائے میری تجویز یہ ہے کہ ان کے پورے کے پورے الگ ادارے بنائے جائیں جن میں تمام پوسٹیں ان کی اپنی ہو ں اور job place کی harassment سے مامون رہتے ہوئے بے خوف ہو کر اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لا سکیں۔ اور عورتیں بڑا اچھا کام کر سکتی ہیں۔ بنگلہ دیش میں Micro Credit Scheme کا تجربہ کیا گیا ہے اس میں سو فیصد عورتوں نے لیا ہوا قرضہ واپس کیا ہے۔ وہ reliable ہیں آپ ایسے ادارے ان کے سپرد کریں اور پوری طرح ان کے سپرد کریں۔ میں سمجھتی ہوں کہ وہ بہت اچھی طرح سے excel کریں گی۔

جناب والا! اسی میں ایک مسئلہ جو میں پہلے رکھتی ہوں یہ ہے کہ آپ ایک لیڈی ڈاکٹر بنانے میں اس پر کوئی پچاس لاکھ روپیہ invest کرتے ہیں لیکن ہمارے ہاں اس لیڈی ڈاکٹر سے خدمات لینے کا کوئی ملازمتی ڈھانچہ نہیں ہے ۔ اپنے سروس سٹرکچر میں جب بچے' گھر' سسرال اور ان ساری مصروفیات میں پڑتی ہے تو وہ job چھوڑ دیتی ہے تو کوئی ایسا part time ڈھانچہ بنایا جائے کہ اگر وہ آٹھ گھنٹے کی نوکری نہیں کر سکتی تو بجائے اس کے کہ وہ بالکل ہی نکل جائے ' اگر چار گھنٹے کی کر سکتی ہے اور relaxation کے ساتھ کر سکتی ہے یعنی اگر وہ صبح آٹھ بجے نہیں آ سکتی تو وہ رات کو آٹھ بجے آ جائے جب اس کا شوہر گھر میں آ کر بچوں کو دیکھ لیتا ہے یا چار بجے آئے لیکن اپنا جو human resource ہے اس کو استعمال کرنے کا کوئی منصوبہ ضرور بننا چاہیے۔

جناب والا! آخری بات میں مواصلاتی رابطے کے متعلق کہنا چاہتی ہوں ۔ اس میں بڑی گاڑیوں پر ڈیوٹی لگائی گئی ہے۔ اٹھارہ سو سی سی والے انجن کی گاڑیوں پر بھی کچھ taxes عائد کیے گئے ہیں۔ میرا خیال ہے آپ سب کو بھی face کرنے ہوں گے اسلام آباد ہائی وے پر جاتے ہوئے ' حالانکہ یہ دو رویہ چھوڑ کر چار رویہ اور اب چھ رویہ سڑک بن گئی ہے' مگر ان موٹر گاڑیوں کا ایک اژدہام ہے تو کیا اس ٹیکس کے ذریعے ان موٹر کاروں کی تعداد کچھ کم ہو سکے گی؟ میرا خیال ہے شاید نہیں۔ ایک ایک گھر میں چار' چار' پانچ ' پانچ گاڑیاں ہیں' ہر فرد کے لیے الگ گاڑی ہے' اس کا کوئی انتظام ہو سکے گا' میرا خیال ہے شاید نہیں ہو سکے گا۔ جب سڑکوں اور گاڑیوں کے درمیان میں کوئی matching نہیں ہے۔ آپ سڑکیں بناتے رہیں' ادھر سے گاڑیاں آتی رہیں' میرا خیال ہے منصوبہ کچھ اس طرح کا ہونا چاہیے تھا کہ ایک بچہ جو ایک گاڑی میں سکول جا رہا ہے اور ایک فرد ایک گاڑی میں بیٹھ کر travel کر رہا ہے اور اس سڑک پر چھ بچے جاتے ہیں تو چھ گاڑیاں سکول چھوڑنے جاتی ہیں یا جن لوگوں نے دفتر پہنچنا ہوتا ہے ان کا بھی یہی حساب ہے۔ تو کوئی ایسی trains یا اس طرح کی سروس شروع کی جاتی۔ جو تھوڑے بہت پیسے اس میں رکھے گئے ہیں ۳۷ ارب وہ سڑکوں پر بھی لگائے جائیں مگر اس منصوبے پر بھی لگائے جائیں کہ یہ مواصلات اور ٹرانسپورٹ کا سسٹم کچھ بہتر ہو سکے۔

جناب! بجلی کی لوڈ شیڈنگ کا جو مسئلہ ہے اس پر پہلے بھی بات ہوئی ہے۔ اس میں ۶ ۶ ارب روپے رکھے گئے ہیں اور کہا یہ گیا ہے اور امید یہ ہے کہ ایک سال کے بعد بس مسئلہ حل ہو جائے گا۔ جناب! ایک سال تو جینا ہے سب نے اور ایک سال میں جہاں آپ کی پوری انڈسٹری جا کر بیٹھے گی اس کو کون اٹھائے گا؟ میں سمجھتی ہوں اس کو بھی ترجیح اول دے کر اس پر کام کرنے کی ضرورت ہے۔ مجھے بہت زیادہ معلوم نہیں ہے کہ UPS اور جنریٹر کا سلسلہ اب ہر گھر میں شروع ہوا ہے جو afford کر سکتے ہیں۔ غالباً UPS دو گنا بجلی سٹور کرتا ہے اور ایک گنا دوبارہ آپ اس سے لے سکتے ہیں۔ جناب! میں سمجھتی ہوں کہ یہ بھی بجلی کا بہت بڑا ضیاع ہے اس لئے کہ اب ہم نے یہ بھی face کرنا شروع کیا کہ لوڈ شیڈنگ کے بعد جب بجلی آتی ہے تو پنکھا اس رفتار سے چلتا ہے کہ مچھر نہیں اڑتا۔ فریج اس طرح سے چلتا ہے کہ اس کے اندر ٹھنڈک نہیں ہوتی تو وہ جو low voltage کی نئی مصیبت آ رہی ہے اس سے نمٹنے کا بھی

میں سمجھتی ہوں حکومت کو کوئی فوری انتظام کرنا ہوگا ورنہ اس طرح سے گزارہ نہیں ہو سکتا۔

جناب! صحت میں جو آنسو پونچھے گئے ہیں، میں سمجھتی ہوں وہ رقم بہت تھوڑی ہے اس کو بڑھانے کی ضرورت ہے۔ NFC Award جو آپ کے صوبوں اور وفاق کے تعلقات کی شکل اس وقت بنی ہوئی ہے اس کے لحاظ سے انتہائی ضروری تھا کہ اس کے اوپر کوئی فیصلہ ہو جاتا اور اعلان ہو جاتا۔ اگر نہیں ہو سکا تو میری یہ سفارش ہے کہ at the most تین مہینے میں یہ کمیٹی بن جائے، اراکین آ جائیں، میٹنگ ہو جائے اور فیصلہ ہو جائے لیکن جو بقایا جات ہیں صوبہ سرحد کے بجلی کی مد میں کم از کم وہ تو جناب ادا کر دیے جائیں۔

(اس موقع پر ڈیسک بجائے گئے)

اور جو انہوں نے ۱۸ فیصد سود پر قرضہ لیا ہوا ہے وہ واپس کرنا چاہتے ہیں مگر حکومت اس کی اجازت نہیں دیتی۔ میں سمجھتی ہوں کہ نئی حکومت تو دل بڑا کرکے اس کی اجازت دے دے گی جو عقلی لحاظ سے بالکل جائز چیزیں ہیں اور جن کو اس طرف بیٹھ کر یہ سب کہتے بھی رہے ہیں، اس کی اجازت مل جانی چاہیے۔ بہت شکریہ جناب۔

سینیٹر سیمیں یوسف صدیقی، جناب! میری معلومات انتہائی ناقص ہیں۔ میری honourable ساتھی سینیٹر نے ایک نئی پارٹی کا نام لیا ہے۔ عوامی مسلم لیگ کا نام سنا تھا کہ شیخ رشید نے بنائی ہے۔ انہوں نے مشرف لیگ کا نام لیا ہے کہیں ان کا اشارہ PPP کی طرف تو نہیں ہے یا اس نے نام تو تبدیل نہیں کر لیا ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر کوثر فردوس، شاید ان کو سننے میں غلطی لگی ہے۔ میں نے کسی پارٹی کا نام نہیں لیا تھا۔ میں نے monument اور چیزوں اور پروگراموں کو افراد کے نام پر رکھنے کی نفی کی تھی کہ شیخ رشید ایکسپریس نہ ہو اور بے نظیر پروگرام نہ ہو۔ یہ میرا مطلب تھا۔ شاید میرے سمجھنے میں غلطی لگی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، ڈاکٹر صاحبہ نے بڑی مثبت اور بڑی اچھی گفتگو فرمائی اور اچھی تجاویز بھی دی ہیں۔ جو خاص طور پر مفاہمت اور مذاکرات کے حوالے سے، اپوزیشن اور حکومت کے حوالے سے بڑی اچھی رہی ہیں۔ اب درخواستیں ہیں رخصت کی اور اس کے بعد

اجلاس ملتوی کرتے ہیں۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ: جناب! یہ applications اگر پہلے لینا چاہتے ہیں تو پہلے لے لیجیے۔ یہ چند روز پہلے واقعہ ہوا تھا وزیرستان میں جس میں ۴۰،۴۵ لوگ شہید کر دیے گئے تھے۔

(مداخلت)

سینیٹر کامران مرتضیٰ: جی ایک منٹ، اس میں آپ کو بہت problem ہوتا ہے۔ ایک منٹ کے لئے۔ ۴۰،۴۵ لوگ شہید کر دیے گئے تھے۔ اب کل رات سے دوبارہ وہاں پر پروازیں شروع ہیں۔ جناب یہ قومی اہمیت کا معاملہ ہے اور قومی اہمیت کے معاملات میں ان کو یہ problem ہوتا ہے۔ یہ خواہ مخواہ بیچ میں مداخلت کرتے ہیں مشرف لیگ والے۔ ان کے پیٹ میں پتا نہیں کوئی درد شروع ہو جاتا ہے جب ہم قومی اہمیت کی بات کرتے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: چونکہ بجٹ سیشن ہے۔ اس میں point of order بنتا ہی نہیں ہے۔ آپ تحریک التواء کے ذریعہ پیش کر سکتے ہیں۔

(اس موقع پر ظہر کی اذان کی آواز سنائی دی)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: اجلاس 3.15 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے اور سوا تین بجے اجلاس دوبارہ شروع ہو گا اس میں آپ مزید اپنا نقطہ نظر رکھیں گے۔

[The House was then adjourned to meet again at 3.15 p.m. on 15th June, 2008]

The House reassembled after the interval with Mr. Chairman(Mr. Mohammadmian Soomro) in the Chair.

Mr. Chairman: Mashhadi Sahib, would you like to take the floor. Col. Tahir Hussain Mashhadi.

Senator Col. (Retd.) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Mr. Chairman, thank you very much. Mr. Chairman, the great misfortune of

this country is that 98% of the poor people are held hostage by the 2% elite. Now those 2%, comprise of the feudals, the generals, the senior bureaucrats, the business tycoons along- with the land and money barons and they formed the so-called establishment which rules this country and has been doing so since its creation. This means that this 2% ruling elite naturally looks after its own interests. Their sons, their daughters, their fathers or their uncles come to the assemblies and they look after their own vested interests and the interest of the ruling elite. The poor, the meek and humble people of Pakistan are therefore, ignored and neglected and this is why they are living a pitiable life of hunger, squalor, misery, disease and nothing really has been done for those poor people in the country. All budgets that come in this county are therefore, made in the interest of these ruling elite and they make sure that the status quo is maintained and their interests are looked after by each successive government whichever comes in power. The people of Pakistan had great expectations, they had great hopes. They thought that deliverance had at last come. They have great faith in a very great and democratic party, the Pakistan Peoples Party whichever political party or whatever thought that you may subscribe to, one thing is understood and accepted. Every one has the deepest respect for this party and his its leaders and especially for the sacrifices made by Shaheed Benazir Bhutto Sahiba. But I think her *shahadit* has gone in vain and the poor people of Pakistan, who were her favourite and for whom she launched a relentless struggle have once again been left out in the cold.

Going through the budget I find nothing whatsoever for the poor, the meek and for the humble. I find no relief whatsoever for the hard working lower cadres in the bureaucracy or for the labourers or for the peasants or for the poorest of the poor who constitute the great populous of this great nation of ours. The strategic design of the budget seems to maintain the convenience status-quo of the feudals. In order to ensure its implementation adequate funds on paper at least and resources have been earmarked but they will be needing the necessary infrastructure to translate these proposals on the ground and I see no effort whatsoever has been made to provide them.

Mr. Chairman! this is a time of restlessness. This is the time of hardship. This is the time of misery. This is a time of great concern and large segments of the Pakistani people, the long sufferings, the long neglected, the oppressed and the suppressed people of Pakistan are looking at a very bleak future. They had great hopes that something would be done for them. That some sort of relief would be provided but the relief is not visible on the horizon and there seems to be no light at the end of the tunnel. Add to this miserable plight of the people, the high prices of food stuff, the spiral of prices of the food has made life of the poor people of Pakistan absolutely unbearable and yet nobody seems to care for that.

We in three months have seen, almost in three months. We have seen everybody taken for a ride. Everybody concentrating on non-issues, our attention being diverted, the attention of the poor being diverted,

promises being made and not fulfilled and the people going hungry, the children starving and the starvation level in Pakistan rising, the unemployment rising. The factories are closing down, the investment is fast escaping from this land, that the rich are taking out their money from the banks and they are closing their businesses and going to greener pastures. They are deserting, what they think, is a sinking ship and the time has come that some sort of steps should have been taken and yet we are left with what has been presented.

Mr. Chairman! this is a time of change. This is an age of electronic marvel. The independent electronic media and the print media with their dedicated people have awakened the people of Pakistan. They have done a great service to this nation of Pakistan. They have awakened those who never thought they had any right. Those who never thought they had any tongue or any power to speak. And now they are wiser. It used to be said that you could fool all of the people all of the time but now you cannot fool any of the people any of the time any more. The rising prices of food stuff is a matter of grave concern and yet no attenion whatsoever has been paid to this aspect in this budget. I have gone through the budget word by word and I see nothing. No indication that anybody has even tried to address this most important point which is causing the greatest concern to the people of Pakistan. Nothing has been provided to the support of 98% people of Pakistan but of course the 2% ruling elite do not have to worry. They are the richest, they own almost 98% of the wealth of the country. But the poor, have nothing,

they have no food on their table. When they asked for food we give them stones. This is the prevailing state of affairs and it is known to everyone, everyone is alive to the situation. The poor have been forced to sell their children to make both ends meet to keep their body and soul together. So that they can have a morsel of bread to give to their children in night just for one meal a day. They are committing suicide because they are unable to face the prices of food stuffs and yet no effort whatsoever has been made in this respect. Hoarding, smuggling, blackmarketing is the order of the day. Our food stuffs Mr. Chairman, we live in the heart land. We live in the bread basket of India. In the British Indian times this portion which now constitutes this beautiful state of Pakistan was the bread basket of the British Empire. It was the bread basket of whole of India. The food is available but there seems to be no governance to get it to the poor people. There seems no desire to give it to the poor people. There seems to be no political will to give it to the poor people. Smuggling, hoarding and blackmarketing is the order of the day.

Mr. Chairman! I challenge anyone in the whole of Pakistan to smuggle even one ounce out of Pakistan or to hoard even one ounce of food stuff or to blackmarket one item in Pakistan without the full support of the law enforcing agencies. Without the full connivance of the government functionaries and the political leaders and the backing of political will behind them. The politicians, support and patronize this type of thing and it is being supported all over Pakistan and therefore smuggling is going on openly. While our people are starving, our grain is

being eaten by our neighbours at half the price of whatever is being sold in their own country.

I urge the government to become pro-active to punish the guilty irrespective of their position or status in society, irrespective of the political clout that they have. Unless this is done unless our food is properly saved and channelized for the poor, the poor are going to get poorer while the rich get richer and the poor, the meek get more wretched and disgusted with their lives. This is the state of affairs which is prevailing. The menace of ever-rising prices cannot be curbed by edicts alone. The prices are controlled by one of economics basic principle that of supply and demand. If the supply falls below the demand the prices rise, so that what is required is that the supply to market as need. They will only remain stable if the produce is taken to the market but no effort whatsoever is seen in this aspect. The prices of petroleum products is a matter of grave concern to all. Everybody talks about the rising prices of petroleum on the world market but that may be a fact. But the wealth of the nation and we are a very wealthy nation even if we forget for a moment or if we overlook the fact that 60% of our national wealth is looted by our leaders, in the past, so whatever has happened in all the budgets of the past is that only 30 to 40% has been spent on the people of Pakistan the rest has been gone into the pockets of the rich and the mighty whether they be bureaucrats, whether they be politicians or whether they be feudals.

If even that 40% is spent we are still a very rich nation and the

wealth of the nation should go or is supposed to be spent on the welfare of the nation. Therefore the petroleum prices can be kept down 43% of the price of petroleum is in the form of taxes direct or indirect and on duty specially on diesel. If the government makes a little effort and reduces the amount of taxes on the petroleum products they can be brought down to some reasonable level which will afford some relief to the poor masses. The basic problem with Pakistan's economy has been in the past is that macro projects and all sort of macro economics come into play and the people are be-fooled to believe that they are going to get the benefits from it. But the trickle down effect does not come to benefit the people. The fact remains that trickle down effect does not come down to the people and all the government. Whichever government that comes to power, is only interested that the presentations should be beautiful. There should be big words used and 'all is well' report should be given to the rulers. The 'all is well' report misguides the rulers and they do not even bother to look out of their windows to see the suffering masses of Pakistan.

It is becoming more and more impossible for the salaried class to live a meagre existence. Now this is one poor, humble segment of the population that is most neglected. The salaried class has to make both ends meet within their salaries. Either they indulge in corruption or they make both ends meet on their salaries. It has literally become impossible for them to feed their children, to clothe their children or to educate their children. So, a great deal was expected from this government, that

something would be done for them but nothing was done. Education deserves the maximum attention. Education is the most important thing, education is the most important single thing that can make or break nations. Our coming generations require to be educated so that they can take their place in the comity of nations. So that our educated youth are able to get the jobs they require. So, they can earn their livelihood and feed their children in coming generations and yet no effort has been made to give education its due share. We are still around two points something per cent of our GDP for education. By this time we should be having at least 4% of the budget to educate our children. Unless we educate our children, we have no hope for the future. Health is another sector which is suffering even more. We earmark around 1.89% of our GDP for health. A healthy nation is a strong nation. A healthy nation is a happy nation. We must spend on the health of our poor. The poor are dying in the hospitals without medicines on without treatment because the government has not bothered to raise their allocation.

Teachers, some sort of special incentives has to be given for the teachers of Pakistan. The teachers of Pakistan are a pathetic lot. Mr. Chairman, it is a matter of great disgrace for a nation that our teachers are paid less than what we pay to our domestic servants. You look at the pay of our domestic servants, of our drivers and of our cooks and you look at the pay of teachers, they are getting less. A nation which does not respect its teachers, a nation that does not give dignity and honour to its teachers is doomed. We must give it a special consideration. We

must raise their standard of living. We must bring up their dignity and their status in society so they can play their vital role.

Utility Stores are over rated, every time on television, we see that the Utility Stores and the people of Pakistan are getting foods. Mr. Chairman, they are far too few to make any real difference. They are a good publicity stunt and nothing more. The food stuff available in the Utility Stores is far below the standard and it is hardly edible at all. Mr. Chairman, ,these are prevailing situations which exist emerge out of this daily neglect in governance. These are certain things which have been promised to the people of Pakistan. Certain things which are vital for the development of Pakistan. There are certain things without which this great nation of ours will not move forward and the first is the announcement and the abolition of the Concurrent List. This has been promised by the Prime Minister in his 100 days speech. 100 days are almost over and we see no action taken in this regard. This Concurrent List has to be abolished and it has to be abolished now and yet in this budget no proposal whatsoever has been made for the allocation of those subjects which are in the concurrent list. How that amount is going to go to the provinces, I fail to understand unless it comes in the Finance Bill. The date of the grant of provincial autonomy, full provincial autonomy Mr. Chairman, fiscal, administrative and political. Only with provincial autonomy are all the provinces are going to play their vital role in establishing a strong and healthy Pakistan. A Pakistan, where all the provinces and all those wonderful nationalities which live in those

provinces can play their role, can play a part in the governance of this country. They must be granted their rights. They must be granted their full political rights, administrative rights and fiscal rights and this provincial autonomy is again a promised item. There is no doubt in it, the ruling party, the coalition partners, we all are agreed that provincial autonomy has to be granted. The Constitution of Pakistan orders that it should be granted and yet no step is being taken. Even in the charter of democracy, it was promised and yet no steps are visible that this is coming true.

The strangle-hold of the feudal and ruling elite must be broken. They must be eliminated so that 98% Pakistanis who are held as political, social and economic hostages are freed from them. Action against all those who have taken loans and had them written-off, must be taken. They must be arrested and the property and the money confiscated and the money realized from them must be spent on the welfare of the poor people. Mr. Chairman, the National Finance Commission Award needs to be legalised in accordance with Article 160 of the Constitution, so that it is equitable and acceptable to the smaller provinces of Pakistan. Cultural centers need to be established abroad to create a better image of the country in all the countries of the world. More and concerted efforts have to be made to the development of agriculture and the agro based industries which again this budget has failed to address. Almost all relief provided in this budget and the preference has been given to the rich enabling them to get richer. This policy must change, the elite ruling

class must progressively start the pass on relief to the poor which constitute 98% of the people. So that tendencey of poor getting poorer and the rich getting richer stops.

Mr. Chairman: Keep time in mind please;

Senator Col. (Retd.) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Mr. Chairman, sorry.

Mr. Chairman: Keep the timing in mind.

Senator Col. (Retd.) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Yes sir, of course. Then I will come straight down to my proposals. I would love to speak further but time constraint... So, I will just read out the proposals quickly. My proposals after having going through this budget are;

1. That the increase in the pay and pensions of the government servants, civilians and military from the proposed 20% must be raised to 30% off set the rise in prices, otherwise they are going to have no effect whatsoever and in this respect another very important point must be considered.

In pay scale-1, the relief has been given is about 400 rupees and in the basic pay scale of 23 grade, will be getting about 10000 rupees. My proposal is that the lower cadres should be given more. Sir, let us say minimum of 1000/= raise for them and the higher cadres should be given less so that the low paid people get some sort of relief. We must improve the Local Bodies System and this can be done by empowering them with

magistrarial powers like the district magistrates of old. We must have reduction in price of petroleum products. The 2% value tax should be included on residential and agricultural property measuring more than 10 kanals to remove discrimination. Fixed tax should be imposed on income from all agricultural holdings so that the ruling rich also pay to help, feed the poor. Agricultural income must be included in the tax net. The salary of teachers throughout the country should be enhanced substantially to give some honour and dignity to our teachers. Limit of the death grant under the Workers Welfare Fund Ordinance, 1971 should be increased from 200000/= to 500000/=. The minimum pension of workers must be increased to 3000/ = from the proposed 2000/=. Minimum wages of unskilled labours be raised from proposed 6000 to at least 10000 so that they can make both ends meet. We must enhance the raise of the profit on all national saving certificates and schemes from proposed 2% to 3% for normal schemes and 4% for pensioners and Behbood certificates.

Subsidy payable on electric charges for tube wells of 25% must be increased to 50% for small farmers, this must not be permitted to large holdings. The allocation of 168.924 billion for Sindh is far short of his right, full share and needs to be increased, the grant of Sindh share, due share in the National Commission Award be ensured to bring an end to this injustice prevailing amongst the people of Sindh. The Budget allocation for the education needs to be raised from proposed 24.6 billion to at-least 40 billion. The proposed 18 billion allocation for development of health needs to be seriously reviewed and it should be at least 30

billion. The allocation of 2.2 billion for provision of clean drinking water, needs to be increased to at least 3.5 billion. There is no justification for increasing budgetary allocation for the Presidencv, it should be decreased by 25% because expenditures automatically diminish during Parliamentary democratic rule. The proposed 10% quota for women across the board in all Government departments be increased to 25% as no nation can progress by ignoring half of its population. Women must be encouraged and facilitated so they can play their rightful role in contributing to the economic growth and well being of the country. Government must ensure policies and efforts to strive to increase the out reach of micro finance services to at least 10 million borrowers by 2010 instead of proposed 3 million, as micro finance plays a vital role in the life of the poor. The cash grants of rupees 1000/= per month for each qualifying house of the Benazir Income Support Programme is too meagre to provide much relief to the poorest of the poor, it should be increased to at least 3000/= per month, the provision of 34 billion intially to be increased 60 billion to make the programme a success and it must be ensured that this money goes to most deserving and not only to their respective party workers.

Customs duty on luxury items of 1800cc engines and above be increased from 100% to 150%, GST on edible items, on everyday use like Atta, Ghee, pulses be reduced to 0%, this can be off set by increasing to 20%, in case of luxury items such as perfumes. cosmetics, crockery, bath room fittings, supporting arm and domestic appliances which are used by

the rich and the famous. To provide more relief to hard pressed salary class basic essential of salary tax payers be raised from 180000/= to 200000/=. The withholding tax on property income be raised from proposed progressive withholding tax for higher income group. The Prime Minister's promise in his 100 days programme for providing 1 million houses for low income group is not yet visible, the proposed allocation of 2 billion as a rolling fund be increased to 4 billion to make it more successful. The dreaded National Accountability Bureau (NAB) is being wound up. The proposed cut off 30% of his budget be increased to a cut of 60%. The wealth of the nation is for the people. The subsidies about 110 billion which they are saving from subsidies on POL, on electricity and wheat, this should be reinvested for the poor this should be reinvested in provision of food stuff for the poor and for the middle classes. The increase in annual profit rates of National Saving Certificates is not automatically available to all pensioners and senior citizens i.e. Behbood Saving Certificates or old age pensioners benefit cerfiticate, it be announced that the increase is across the board and applicable to all existing and new cases. The proposal to increase import duties are about 300 non-essential and luxury items from 15% to 20% into revised slabs of import.....

Mr. Chairman: Please, try to conclude now.

Senator Col. (Retrd.) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Sir, the last point only. It be increased from 35% to 50%. The qualification

increment to Federal Government servants ceased in 2001 should be restored for improving the capacity of the Federal Government servants. Mr. Chairman, this is for the lower staff members who when they have F. A and they got their jobs but they go through the education system and they attain higher degrees of B.A, M.A and they were given increments in the past, these increments have been ceased, they should be brought back. Sir, I thank you for the time and I will just finish my speech by saying that a budget is supposed to be for the poor people, this has to be the consideration, for the poor, for the meek and the humble people who have no other voice but the Parliament to bring out their grievances. We have been shouting ourselves hoarse and yet nobody seems to be listening. Are we doomed to eternal debt, poverty, hunger or are we going to have a governance of the people for the people instead of a government by the rich, of the rich, for the rich. Thank you Mr. Chairman.

Mr. Chairman: Thank you. I will request for members cooperation observing time constraint, we still have many speakers, many of our colleagues, they have to speak yet. Mr. Haroon Khan.

Senator Haroon Khan: Thank you Mr. Chairman. Mr. Chairman, economics is a very complexed subject as we all know, it's an abstract sign with too many figures. The budget document is even more complicated and I believe that no valuable analysis of the Budget and the state of the country's economy can be made without the use of the

figures. Reluctantly, I will be using some figures, my speech may look complexed in the beginning but I will try to make more general after a few minutes. Mr. Chairman, we have been hearing in the last one month a lot of things about the economy. So, I have planned to split my speech into three major parts.

The first part would be the five years economic performance of PML(Q), this will be very brief because a lot of things have already been said and because there is time constraint then I would like to arrive at certain reasons of how we ended up with this current economic crisis and finally, I would like to discuss the Budget of the coalition Government. Mr. Chairman, I believe that there are five to six major indicators, economics performance is measured by indicators. There are number of indicators but I would really go through some of the very basic and I would think that there are about 5 or 6 and this I will start with the performance of the PML(Q) government. Let's start with GDP, as we know the GDP is the market value of all final goods and services in the country, everything that we make, all the market value of anything final goods that we make and the services and this is a very good measure of how a country is doing. In the last five years PML(Q) government averaged a GDP growth of 7% and in one year it went up to 9%. Now, let's see what does it comprise of, it is three major sectors, the service sector, the manufacturing and industry and agriculture. In our GDP, the service sector was around 53% and the manufacturing and agriculture were 20% each. Now lot of peoples are saying that jobs were not created

becuase our economy was dominated or our growth was led by the service sector, that's true but lets find out what does the service sector mainly comprised of, its transportation and communication, that's about 10% of the GDP. Retail and wholesale trade, there is a lot of percentage of the population that is covered by that, that's 17% of the GDP, where as the financial sector, the banks, the insurance companies. So, together these sectors did very well in the last five years and job were created, and there was prosperity as a result of job creation in these sectors.

The second major sector was manufacturing and the industry. We did fairly well in the beginning, where the interest rate had gone down to 4% to 5%. Over 5 billion dollar of investment was made in plant and machinery, large scale manufacturing grew @ about 19% in one year but as monetary tightening took place and as interest rates started increasing, the growth in this sector started diminishing. And I think, that is one place where our government should have focused more because this is a labour intensive sector and by focusing on this we could have created more jobs.

The third major portion of GDP is the agriculture. Although a lot of effort was made in constructing dams and conservation of water like the bricks lining in cannals and a lot of other things, but the bottom line remains, that the yield of major crops and the total cultivable area remains static. Growth in the agriculture sector in the last five years was very volatile, like the ended up with 1.5% this year and in 2004-5 it was 6.5%. So, this is another sector that lacks focus.

Lets come down to another measure, which a lot of people talk about, exports, imports and trade deficit. Very briefly, our experts did well, they went up for 9 billion dollars to 20 billion dollars, but at the same time the imports increased at a much higher rate, they went from 12 billion dollars to 30 billion dollars. Now that is the problem, the rate of growth of exports was far surpassed by the rate of growth of imports. As a result of that we had an increasing trade deficit.

We will be surprised to know that in 2002-03, our trade deficit was only one billion dollar and this year it is expected to go up to 17 billion dollars. So, that's another area in which we faulted.

Lets look at another measure, the third measure. Current account deficit, in lay man terms its really a foreign currency account of the government, dollars are coming in, dollar are going out, import-dollars are going out, export-dollar are coming in, foreign remittances, dollars are coming in. So, bottom line is that in 2002-03, the current account deficit was a surplus of 3.8% and we ended up with 5.1% in 2006-07. That the reason the government did not pay too much attention on that, if there were able to finance this current account deficit through increasing foreign remittances, the foreign remittances were increasing at a very high rate. They were financing it by increasing foreign direct and foreign portfolio investments, as they were financing it through foreign proceeds generated from privatization. So, the government really did not pay much attention, I think about two years back, they should have started focussing on this area because as a result of that lack of focus today we

ended up with the current account deficit this year 8.3%.

Very quickly another factor, inflation, *Afrat-e-zar*, where number of indexes to measure inflation, there is the sensitive price index, there is the wholesale price index and there is the consumer price index, but by and large if you have to look at one specific index that is the consumer price index.

Now, lots of things happened during the five years of our government. Petrol prices went up 35 dollars to 85 dollars, the price of palm oil, use in making ghee, almost trippled. GDP was growing at 7% at an average and that is inflationary in itself. Foreign remittances were increasing and they were also pushing demand, 6 billion dollars coming in and people buy things from here, that's pushing demand. But inspite of all these things, I think our government did well and they managed to contain inflation and the rate of CPI was 3% in 2002-03, it went up to 9%, in 2004-05 but last year it ended up at 8% in 2006-07.

One of the last important factors is fiscal deficit, *Budget Ka Khasara*. Very simple revenue coming in, expenditure going out, deficit being created. Now, we did well in revenue collection, we started with rupees 300 billion, I think around 1999 and last year we have completed one trillion rupees, that's one thousand billion rupees, I think we did fairly well in revenue collection. Expenditure, I think a lot more could have been done, the last four years the non developmental expenditure doubled and that is where we faulted again and the deficit went on going up. 3.7% deficit of the GDP in 2002-03, it went up to 4.3% and the

problem here was that our government's ratings were pretty good, Standard rating and Moody's ratings were good and we had no problem borrowing money, we borrowed from commercial banks, we borrowed through global depository receipts, that's selling shares of public companies in foreign markets, we borrowed through Pakistan investment bonds and we had privatization proceeds coming in and we borrowed from State Bank of Pakistan.

So, the policy of the government was that they did not want to tamper with growth and they let this deficit accumulates. I think the final measurement is the poverty reduction and this is the very controversial figure, a lot has been said about it, let government maintains that the poverty index was 33% people living blow the poverty line in 2002-03 and it went down to 23% in 2006-07. But because of high fuel prices and high food prices its started going up. The bottom line is, I don't know whether these figures are correct or not, poverty index did come down for a while but that started going up because of fuel price increases and food price increases.

Now my second part what happened after PML(Q) government left. How did we end up the current economic mess, PML(Q) government left on November 15th, 2007. State Bank of Pakistan first quarterly report, the quarter ending September 30th, 2007, noted that there were no major changes in any economic indicators, there was no major change in any targets for 2008 and there were no alarm bells ringing. November 15th, 2007, the new caretaker government takes over, the next four and a half

months until the end of March 2008, the caretaker government was in power. Now what has changed since November 15th, 2007, we have to realise that also. Oil prices from November 15th, 2007, till today have gone up from 85 dollar a barrel to almost 139 then down to 135 but that's the peak they have touched. The world stared to face major food shortages in this period, specially in staples like wheat, rice, maize, palm oil and there crisis went astronomically high.

Now, I believe that caretaker government is there to fill in that gap, they have no mandate, they have much support and they cannot takemajor policy decisions and similarly this Caretaker Government left all major policy decisions for the new elected government to take. It was upto the coalition governments which took oath towards the end of March, 2008, to act swiftly and to take major policy decisions to handle the food shortages and the increasing oil prices which resulted in the increase in food prices. They should have realised that rapidly rising petrol prices and food shortages were a global phenomenon and had nothing to do with the previous government. Instead of facing the challenges of handling the new world energy and food order, the coalition government kept on floundring. On top of this, irresponsible statements made by Government's Ministers about the state of Pakistan's economy shattered investors' confidence, resulting in a capital fly of ten billion dollars from the Stock Market. The Stock Market crashed and the rupee goes down. The fall of the rupee, it has contributed to the already increasing inflation. The bottom line is, I think the following three factors

led us to the current economic mess.

First, the four and half months of PML(Q) government which was going into elections and could not take unpopular decisions. Secondly, the four and half months of the Caretaker government which could not take major policy decisions as they lacked the mandate and the support to take tough decisions and thirdly, a coalition government which failed to realise the urgency of the situation and did not take the required decisions at the right time.

Where do we stand now? The rising fiscal deficit. As a result of subsidies given on account of diesel, WAPDA, wheat etc. has reached 7% of GDP and this was targetted at only 4.3%.

550 billion rupees of the deficit was financed by borrowing from State Bank of Pakistan. This figure was only 45 billion last year. This compounded the increase in inflation, as it defeated State Bank of Pakistan's monitary tightening policy. Sensitive price index which really represents the buying power of the poor for the week ended June 12, 2008 is up 26% which was only 7.5% in same period last year. Consumer price index for the month of April, 2008 increased 17.2% over April, 2007 and 19.2% in May, 2008 these figures were around 7% same period last year.

So, I have an "Economist", the latest "Economist", June 7, June 13 and there is a table there. In a comparison with different countries, the consumer price index percentage change in April, 2008 over April, 2007. Out of fifty countries, we are almost the worst. As I said RCPI rose 17.

2% in April. There is only one country behind us and that is Venizuela 29% and we know the South American countries are very high inflation countries. But look at certain countries like us, India its figure is only 7.9%. Indonesia 9%, China 8.5%, they went up but by at nominal amount. Malaysia 3%. So this shows that the crisis is there. It is global but there is something wrong in our handling of this global energy and food crisis.

Mr. Chairman, there are other negative factors that are affecting the economy or will affect the economy. Removal of the wheat and power subsidy will further aggravate inflation. Removal of petrol, diesel subsidies will further fuel inflation and may stunt the growth. A person who was making ten thousand rupees per month same time last year, his purchasing power is down to seven thousand five hundred rupees. The country is facing major power shortages. Water this year so far through the Canal network is around 30% less. The world food commodities prices that have gone up substantially are expected to remain high and the petrol prices are expected to remain at the level higher than 125 Dollars.

Now this is, where we stand today and let us come to the third part, the government announced by the coalition parties. Again there are too many figures, so, I am going just so briefly over that and then I will go into the general content.

The GDP projection for 2008-2009 is 5.5%. Now GDP depends on service sector, manufacturing and Agriculture. Mr. Chairman, as I told you the service sector, the transportation, the major sector in the

services sector. Now this sector is going to be affected because of high diesel prices and the facts that subsidies on diesel may be withdrawn. This sector is going to be badly hit. The other sector under this threat is banks. Under the squeezed monitary policy and a number of other tightening measures announced by the State Bank of Pakistan, I think banks are not going to perform as well as they did in the past.

The third major sector is the retail and the wholsale trade and because of loss of purchasing power which I just indicated, this sector is also going to be affected. So I believe that the service sector is not going to contribute to the 5.5% GDP growth.

Next comes the manufacturing and the industrial sector. Rates are very high. They just went up to about 2 to 3%. There are no development financial institutions in this country. There are no long-term financing available. LC margins are high. There is massive loadshedding. There is not much investment that I saw in the budget on human capital. Pakistan seriously lacks skilled manpower and they have no substantial, major, serious incentives for new industries. So, I doubt whether the manufacturing sector is going to help in that GDP growth.

Mr. Chairman, finally, the agriculture sector, a very important sector in today's time. No major steps have been taken to increase the crop yield. As I mentioned earlier, there is 30% less water in the canals so far. Inspite of increasing the subsidy on the fertilizer, it was a good step by the government and removing sales tax on UREA and DAP, I think the input cost is still high. There is another good step taken by the

government , National Commercial Seed Production Programme , that yet has to be launched, we don't know whether it is going to be succesful or not? I did not see any steps taken in the budget for effective pesticides distribution to ensure pesticides that reach the farmer are not adultrated. I believe there should be more emphasis given on crop insurance to remove farmers worries about crops failures due to floods , frost and natural calamities. I did not see any thing on water conservation like the sprinkle system, drip irrigation. I did not see any policy to revamp the research institution to make them vibrant, they have played a dismal role in the past. I have not seen any thing to make agri extension services more effective.

Mr. Chairman, you will be surprised to know that we lose about 15 to 20% of our crops, post harvest whereas the world's average is 5%. I did not see any measures to control that. The government has established or announced a cold chain but this effort is only to help the export. The only positive thing for agriculture this year is going to be that the international prices are high for most food commodities but I believe that because of the shortage of water and the shortage of cultivable land, farmers will move from more paying crops to less paying crops rather than increasing their yields.

Another substantial portion that comes under this head is livestock. It engages 35 million people; it contributes 10% to the GDP like crops yields in our country, live stock yields are very low. This is because of poor quality feed, because there is limited animal health

coverage because we have wide spread breeding of genetically inferior livestock and there is shortage of trained manpower The government has come up with an allocation of rupees 1 . 5 billion in the PSDP for this sector and I think this is a joke.

So, I guess that inspite of the low base of the agriculture growth this year which was 1 . 5% inspite of that I think we will not be able to meet the 3.5% target. So, all and all I think GDP will remain much short of the target. Let us look at the inflation. We are going to end up with 12% for this year, the budget announced 11% but that was only for ten months. We have projected 12% for the next year. Now inflation comprises of three type of things the food inflation, the energy inflation and the non food, non energy which is called cold inflation. When we are going to remove subsidies on wheat, when palm oil prices are going up, when maize prices internationally are going up because a lot of maize is being used in ethanol. I think, food inflation is going to be on the higher side. Energy inflation because of petrol prices, gas prices, LPG prices, power tarrif they are all going to go up. I don't know how they are going to keep it within 12%. It is going to be much more than 12%.

Now core inflation, they are the good steps taken by the Government. They have announced that the borrowing from State Bank of Pakistan will be minimized, that was much required and that is going to help contain part of the inflation. State Bank has also announced a tight monetary policy, that is also a good step but the wage and the salary increases that are going to be announced, or being announced, it is the

second phase of inflation and that is going to add onto the inflation. One per cent additional sales tax that is also going to be inflationary and the fact that the CPI is going up 17.2% in April, 19 per cent in May, the increasing trend, so in order to average 12% this year, this has to come down from 19 to 12% by December this year and then go down from 12 July about 7% by June next year. Is it possible? When inflation target is not going to be met.

Mr. Chairman: Please keep the timing in mind.

Senator Haroon Khan: Sir, I will try to finish it in a few minutes. About export, import targets I am not going to go into details; I think the export target will be met because the rupee has been depreciated a lot and this is going to help the export and going to discourage the import and I think, they are going to meet the trade deficit.

The current account deficit, without going into the detail, I think, my problem is only the funding of the current account deficit here. For funding, you need a good foreign direct investment, foreign portfolio investment and the ability of the Government to raise money through GDRs and Pakistan Investment Bond and this depends on the factors like political stability, law and order and Pakistan's raising in an international market and all these three are doubtful at this point.

Fiscal deficit; I think, the target for revenue is too aggressive. I think, the Government is basically depending on high inflation because out of the 250 billion additional collection, they think that half of it is

going to come through inflation but when the GDP growth is going to be down the trades are going to increase, interest rates are going to increase, this will all turn to growth. There is no checks on capital gain and there is no check on agricultural income. I think, it will be very difficult to meet the revenue target.

The expenses, they have done and taken good steps, reduction in the Prime Minister's Secretariat expenses, National Assembly, Senate and freezing of non-development expenses on the Government, that is a good step.

Poverty reduction; again very good step in the budget, 34 billion has been targetted for the poorest. It is good provided it reaches the right people that is my concern. Human Development Committee studied the state of the unemployment. I mean that has been announced I hope, it works and it is implemented.

Peoples' *Roz-gar* Programme for self employment that has been announced and I hope that will work. But Mr. Chairman the major focus should have been on jobs creation. Jobs in the manufacturing sectors, jobs in the agricultural sector, I don't see that. There is no major incentive in the industries or in the manufacturing sector.

Cash handouts to targetted sectors are adhoc steps. They have to be handled by tested institutions otherwise a substantial portion will be pilfered. What most of the countries in the world do because Mr. Chairman, all over the world there is a need for social security schemes as the lowest tier of the population cannot catch up with a rapidly

enemies out of our one time friends, the Mujahideen. While the has successfully driven terrorism out of their borders, we are prou bringing terrorism inside of our border. While our religion pro peace we are proud of misinterpreting the message of Islam, financing self proclaimed Jehad by killing each other, Muslims against Musl While Islam promotes patience, tolerance and forgiveness, we are p of burning robbers to death as the crowd cheers while the human t burns. We feel proud of having incompetent and incapable pe around us for fear of competition because we love sycophants because we hate to hear the truth.

Mr. Chairman, we feel proud of abusing the West from where have received billions of dollars in aid, from where we import life sav drugs, from where we import machinery that runs the wheels of industry, from where we import wheat and sugar when we run short them and where we send our children for higher education. But we proud to love those brotherly countries which have made trillions dollars in the oil boom and yet not come for our help.

Mr. Chairman, I would like to wrap up my speech now. I a waiting for the day when Pakistan will build aeroplanes, bullet trains an high-tech computers. I am waiting for the day when we will build th world's tallest sky-scrappers and the world's longest bridges. I an waiting for the day when we will have motorways and expressways going from Karachi and Gwadar to Khyber. I am waiting for the day when my country will have job for everybody. I am waiting for the day when all

making potato chips , while the world makes space shuttles , planes , computers and hightech machinery , we are proud of just mbling imported parts to make motorcycles and cars . Mr . Chairman , le economies of a number of countries in the world depend primarily tourism , we have kept tourists away from our country as we are proud ighting and killing each other and scaring foreigners away.

Mr . Chairman, we are proud to have our personal cooks, waiters, nen , peons , maids , drivers , body guards to satisfy our ego while the of the world uses this precious manpower to work in factories and cultural lands to boost their countries GDP . Mr . Chairman , while the ld tries to approach 100% literacy , we take pride in having 75% ılation illiterate . While the world universities are centres of llence in education and research , our universities are centres of petty ics and fighting . While the West has produced thousands of ntists and hundreds of the nobel laureates , we are proud of producing nobel laureate Abdus Salam whom we did not welcome in Pakistan use of his religious belief . While the developed countries give ical coverage to 100% of its population we are proud to provide basic th units in our rural areas with obsolete equipments and no doctor.

Mr . Chairman , while the world gives justice to a common man we proud of our leaders who are trying to pick and choose a judiciary of liking . Mr . Chairman , we are proud of taking hasty and impulsive sions by deciding to fight a war that we can never win . We are proud fighting against somebody else's enemy and in the process making

lacks. The case of Pakistan I think, Mr. Chairman is not one of the states which a lot of people love to say, for it is one of the leaderships. Mr. Chairman, we need leaders like Lee Quan Yu who around an island plagued with the malaria into a model financial and one of the most prosperous countries in the world Singap Somebody wants to ask him after his retirement as he lived in a s apartment, as to why he did not make any money for himself while turned his country into one of the richest countries of the world. paused for a while and then said, "yes, the thought did occur to me b had only two options: I could either make my country rich or could myself rich, I decided to make my country rich" That is the leadership need Mr. Chairman.

Mr. Chairman: Please try to conclude now.

Senator Haroon Khan: Sir, I will just take five minutes mo Let us sit back and see where we stand in this fast changing, rapi progressing competitive world. Where we are heading? Where we did around? Are we on the right track? Where will our country be in t years? Where will our country be in 25 years with the population of 3 million. Would we have enough food and water for everybod Unfortunately, we don't plan ahead and so are left behind. We don't ha the courage to accept our mistakes and correct them as we have inflate egos.

Mr. Chairman, while the world makes micro chips, we are prou

ving economy. This is not new for our country and they have

grammes like free medical insurance for the poor, unemployment

rance for the poor, monetary pension plans in the private and public

or and something which can be very good for us like the employment

antee schemes on the lines of the India, Indian Maharashtra

loyment Guarantee Model. I think, we must have and should have

ied that.

Another thing which our Governments don't really pay attention

a little spending on health care to handle curable diseases like

rcoloses, malaria, heart diseases, child health and hepatitis, this

d go a long way to have a healthy and energetic work force and could

billions to the GDP. A bottom line on this budget, I think, it took a

, one year to create this economic mess and if we try to rectify it in

year, will create a bigger economic mess. I think this rectification

ld have taken place over a period of two to three years. I think, this

classic case of treating the symptom without treating the disease. I

, it is run of the mill budget, it is based on very optimistic

nptions and I believe unfortunately that like this year most of the

r targets will be missed.

Mr. Chairman, no matter, how many bankers and economists they

in budget making. Pakistan needs a visionary to bring about an

mic revolution. Destiny of country is changed by Leaders who have

ion and the will to make their vision a reality. Our job as politicians

provide that vision and that leadership which our country painfully

citizens in my country will pay their due share of taxes to the very state that we all demand so much from. I am waiting for the day when our crop yields will be the highest in the world. I am waiting for the day when we will make our universities the Harvards, the Standfords and the Oxfords of the East.

Mr. Chairman, I am waiting for the day when Pakistan will lead the world in research and finding cures for dreadful diseases like Cancer and AIDS. Mr. Chairman, I am waiting for the day when we will not have to live in constant fear of losing a loved one in a bomb blast or a suicide attack. I am waiting for the day when young girls in our country will not be forced to marry men twice their age against their wishes. I am waiting for the day when *laddoos* will be distributed in my country when girls are born, the same way they are distributed when boys are born. I am waiting for the day when acid will not be thrown on young girls, disfiguring their faces while some male chauvinist ego is satisfied. I am waiting for the day when young married women's noses will not be slashed to protect some male's honour. I am waiting for the day when young married girls will not be murdered under the garb of the accidental death due to oil stove's blast.

Mr. Chairman, I am waiting for the day when women will work shoulder to shoulder with men in the work force to take Pakistan out of the shackles of poverty. Mr. Chairman, finally I am waiting for the day when my cook's son will sit next to my son and get the same education that my son gets. I am waiting for the day when my driver's son will get

the same medical treatment in this country as my son gets. I am waiting for the day when a man in the street will have the same rights as you and I have. Mr. Chairman, I am waiting for the day when a common man in Pakistan will get the same justice that you and I get.

Mr. Chairman, I am waiting for the day when Pakistan will be peaceful, prosperous and equitable. We may not see this day in our lifetime. These may be my dreams but these are dreams I am prepared to die for. Thank you.

Mr. Chairman: Thank you. I will again seek the members' cooperation in being within their allocated timeframe so that more and more people can speak. Mr. Talha Mehmood.

سینیٹر محمد طلحہ محمود آریان ، اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ جناب چیئرمین! میں آپ کا بے حد شکرگزار ہوں کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا۔ اس بجٹ کے حوالے سے مین آپ کو ایک شعر سنانا چاہتا ہوں

وہ حوادث کہ زمانے کو ہلا دیتے ہیں
بھوک اور بھوک کی شدت کے سوا کچھ بھی نہیں.
وقت کرتا ہے پرورش برسوں
حادثہ یک لخت نہیں ہوتا

جناب چیئرمین! آج کا موضوع بڑا اہم موضوع ہے بجٹ کے حوالے سے۔ یہ ایک انتہائی اہم issue ہے۔ بجٹ کا مطلب یہ ہے کہ اس کو ایک parameter میں رکھنا۔ اس ساٹھ سالہ تاریخ میں کیا ہم نے اپنے ملک کو ان parameters میں رکھا؟ یہ ایک سوالیہ نشان ہے۔ جناب چیئرمین! یہ بجٹ جو مالی سال 2008-09 کے لیے دیا گیا ہے' یہ بھی up to the mark نہیں ہے۔ یہ معاملہ پیچھے سے چلتا ہوا آرہا ہے۔ ہم اپنے ملک کو ترقی کی راہ پر گامزن کیوں نہیں کرسکتے؟

یہ ایک بہت بڑا سوالیہ نشان ہے۔ جب بجٹ آتا ہے تو عوام کو معلوم ہوتا ہے کہ ایک مہنگائی کا طوفان اپنے ساتھ لے کر آئے گا اور لوگ بجٹ کا سن کر پریشان ہوجاتے ہیں۔

جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ کسی بھی ملک کی ترقی کے لیے سب سے اہم issue, law and order کی situation ہے‘ security ہے۔ انسان کے لیے سب سے زیادہ اہم اس کی جان کی حفاظت ہے‘ اس کے مال کی حفاظت ہے‘ اس کے اپنوں کی حفاظت ہے۔ کیا ہم اپنے ملک کے عوام کو وہ security, وہ حفاظت دے رہے ہیں؟ اگر ہمارے ہاں law and order کی situation صحیح نہیں ہوگی تو ہمارے ملک میں کاروبار کیسے ہوں گے‘ business کیسے ہوگا‘ معاملات کیسے بڑھیں گے؟ ہمارے ملک میں اس وقت بے روزگاری کی انتہا ہے اور بے روزگاری crime کو جنم دیتی ہے۔ یہی ایک اہم مسئلہ ہے جس کی طرف ہمیں بہت زیادہ توجہ دینے کی ضرورت تھی‘ کیا ہم نے اس بجٹ میں وہ measures لیے جو ہم law and order کو بہتر کرنے کے لیے لے سکتے تھے؟

میں پچھلے دنوں ایک میٹنگ میں بیٹھا تھا‘ مجھے بڑا افسوس ہوا‘ figures تو میرے پاس اور بھی ہیں کہ کچھ actions جو پچھلے سال لیے گئے‘ ان کے لیے باقاعدہ جو رقوم مختص کی گئیں‘ اگر وہ رقوم عوام کی خوشحالی کے لیے استعمال ہوتیں یا عوام کی بہتری کے لیے استعمال ہوتیں تو میرا خیال ہے کہ جو قتل و غارت سوات میں اور دوسرے علاقوں میں ہوئی ہے‘ اس کے بجائے اگر وہ 25 ارب روپیہ ان علاقوں کی خوشحالی کے لیے استعمال کیا جاتا تو زیادہ بہتر ہوتا۔ آج ہم نے عوام کے لیے یہ جو ایک پروگرام بنایا ہے بے نظیر کے حوالے سے‘ ایک ہزار روپے ماہانہ دینے کا‘ جس میں 34 ارب روپے پورے ملک کے لیے مختص کیے گئے ہیں۔ 25 ارب روپے صرف ایک علاقے کو capture کرنے کے لیے رکھے گئے۔ اگر اس کا پانچواں حصہ بھی وہاں کی خوشحالی کے لیے‘ وہاں کے لوگوں کو boost up کرنے کے لیے خرچ کیا جاتا تو میرے خیال میں وہ بہتر تھا۔

یہ جو مہنگائی ہے‘ اس مہنگائی کو کیا ہم control کرسکتے ہیں؟ اگر آپ مجھ سے پوچھیں گے تو میرا جواب no ہوگا۔ ہم اس مہنگائی کو control نہیں کرسکتے تو ہم کیا کریں۔ جناب چیئرمین! میرا جواب یہ ہوگا کہ ہمیں اپنے resources بڑھانے چاہییں اور اپنی عوام کی قوت

خرید کو بڑھانے کی ضرورت ہے۔ اسے بڑھانے کے لیے ہمیں وہ measures لینے پڑیں گے جن سے اس مہنگائی کی صورتحال میں ہم ان کو support کرسکیں۔ مہنگائی کی صحیح assessment کرکے نوکری پیشہ لوگوں کی چاہے وہ سرکاری ملازمین ہیں یا private ملازمین ہیں، ان کی تنخواہوں میں اسی ratio کے حساب سے اضافہ ہونا چاہیے۔ ابھی میں ایک سروے رپورٹ پڑھ رہا تھا کہ تقریباً 30% تو ابھی بڑھی ہے، آگے جو چھ مہینے پڑے ہیں یا پورا سال جو ہمارا گزرے گا، اس میں بھی تو مزید مہنگائی بڑھنی ہے۔ کیا ہم نے اس کی projection کرکے اپنے ملازمین کی تنخواہوں میں اسی ratio کے حساب سے اضافہ کیا ہے؟ آپ بہتر سمجھتے ہیں اور سب لوگ اس بات کو سمجھتے ہیں کہ ہمارے resources بھی نہیں ہیں۔ ہمیں اس سلسلے میں کچھ نہ کچھ steps لینے کی ضرورت ہے۔ ہمیں مواصلات کا نظام ٹھیک کرنے کی ضرورت ہے۔ تعلیم کو عام کرنے کی ضرورت ہے۔ صحت کے سلسلے میں کام کرنے کی ضرورت ہے۔ بجلی کی کمی کو دور کرنے کے لئے بڑے چھوٹے ہرقسم کے ڈیمز بنانے کی ضرورت ہے۔ میں ابھی ایک report پڑھ رہا تھا کہ ہمارا ملک چوتھے نمبر پر آتا ہے کہ جس میں کوئلے کے ذخائر موجود ہیں جو تقریباً 187 billion ton کے لگ بھگ ہیں۔ اگر اتنی تعداد میں کوئلہ ہمارے ملک میں موجود ہے تو ہم اپنی توانائی حاصل کرنے کے لئے اس کی مدد کیوں نہیں لیتے؟ بے روزگاری دور کرنے کے لئے business community کے ساتھ آپ کو اپنے رابطوں کو close کرنا ہو گا۔ حکومت کو چاہیے کہ وہ اپنا trust develop کرے جو وہ lose کر چکی ہے۔

جناب چیئرمین! سنگاپور نے 1965ء میں آزادی حاصل کی، تقریباً پاکستان کی آزادی کے اٹھارہ سال بعد اس نے آزادی حاصل کی۔ اس وقت اس کی total trade US $ 432 billion ہے، جس میں US $ 208 billion import and export US $ 224 ہیں، یعنی ratio کا تناسب دیکھیں تو ان کی export زیادہ ہے۔ ملائشیا کی مثال ہمارے سامنے ہے، جس نے 1957ء میں آزادی حاصل کی۔ اس کی آبادی تقریباً 27 million ہے اور شرح خواندگی کا تناسب تقریباً نوے فیصد ہے، یعنی غربت کی لکیر سے 5% نیچے۔ 50% لوگ service sector میں، 37% industry میں، 13% زراعت میں، GDP per capita US $ 8800. پچھلے تیس سال میں ملائشیا نے جو ترقی کی وہ ہم سب کے سامنے ہے۔ چین جس کی آبادی 1.3 بلین

ہے۔ اس کا GDP per capita US $ 4700 ہے۔ ہم اپنے ملک کو agricultural country کہتے ہیں۔ ہمارے ملک کا نہری نظام اس وقت دنیا کا سب سے بہتر نہری نظام ہے۔ پاکستان کی 65.9% آبادی دیہاتوں میں رہتی ہے اور 28.10% غریب دیہاتوں میں تقریباً 50% آبادی زراعت سے منسلک ہے۔ زراعت کی ترقی سے فی کس آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے، لیکن اتنی اہمیت ہونے کے باوجود farmers کو بہت زیادہ مسائل کا سامنا ہے۔ Nitrogen, phosphate, fertilizer کی قیمتوں میں جو تیزی آ رہی ہے، مہنگائی ہو رہی ہے، ہمارے agriculture sector پر اس کا اثر پڑتا ہے۔ اس بجٹ میں کھادوں کی قیمت میں کمی ایک بڑا اچھا اقدام ہے۔ گندم کی صورتحال انتہائی مایوس کن ہے۔ Rs.80 to Rs.100 billion جو ہم نے کمانے تھے، وہ ہمیں گندم خریدنے پر خرچ کرنے پڑ رہے ہیں۔ صحت کے حوالے سے میرے پاس جو رپورٹ ہے اس کے مطابق اس وقت ملک میں صحت کے بنیادی مراکز کی تعداد 4872 ہے، جو کہ نہ صرف آبادی کے لحاظ سے کم ہے بلکہ اس کی ضروریات کو بھی میرے خیال سے پورا نہیں کیا جاسکتا۔ ملک میں جہاں ادویات کی انتہائی قلت ہے وہاں لوگوں کو بنیادی صحت کے مسائل کا بھی سامنا ہے۔ ان کو سہولیات میسر نہیں ہیں۔ Economic Survey of 2007-2008 کے مطابق ملک میں 1225 افراد کے لئے ایک ڈاکٹر، 19121 افراد کے لئے ایک Dentist موجود ہے۔ Ministry of Health کی ایک website کے facts کے مطابق پاکستان میں تقریباً 965 Hospitals ہیں اور آبادی سولہ کروڑ کے قریب ہے۔ Basic Health Units کی تعداد 4872 ہے۔ جب اس کی ratio نکالیں تو یہ 33 ہزار انسانوں پر ایک Basic Health Unit بنتا ہے۔ انسان کی زندگی میں صحت ایک بنیادی جزو ہے۔

جناب چیئرمین! یہ دیکھ کر پریشانی میں اضافہ ہوتا ہے کہ Ministry of Health کے figures کے مطابق اس وقت صرف 595 Rural Health Centres ہیں، جب کہ ہماری تقریباً 70% کے قریب آبادی rural areas میں رہتی ہے اور یہ figures تو نہ ہونے کے برابر ہیں۔ صحت کے لئے اس دفعہ تقریباً Rs. 19 billion رقم رکھی گئی ہے، میرے خیال سے یہ بہت کم ہے۔ تعلیم کے شعبے میں پاکستان کے GDP کا 2.42% خرچ کیا گیا ہے، یہ Rs. 75.9 billion ہے جو کہ 2006-2007 میں بڑھ کر Rs.211.1 billion کر دیا گیا تھا۔ Private

Sector GDP میں 1.5% contribute کر سکتا ہے جو کہ 2010ء میں متوقع ہے۔ ہمارے آس پاس کے جو ممالک ہیں، جن میں سری لنکا، نیپال، انڈیا، primary level کی education ہے اس میں ہماری کارکردگی، ہمارے پڑوسی ممالک کے comparison کے حوالے سے بہت خراب ہے۔ میں نے اس کا ایک comparison کیا ہے کہ دوسرے ممالک کا پاکستان کے مقابلے میں

adult literacy rate, Sri Lanka 90.7%, Iran 82.4%, Indonesia 90.4%,

Vietnam 90.3%, یہ comparison میں دوسرے ملکوں کا بھی لے رہا ہوں، Egypt 71.4%,

India 61%, Singapore 93.7%, تو ہم کہاں کھڑے ہیں؟ جو ملک آج سے کچھ سال پہلے ہم سے سیکھنے آتے تھے، آج وہ ہم سے بہت آگے ہیں، کوریا اور ملائشیا کی مثالیں ہمارے سامنے ہیں۔

دفاع کے لئے انہوں نے 2008-2009 میں Rs. 227 billion مختص کئے ہیں۔ تعلیم اور صحت کے حوالے سے بہت کم رقم ہے۔ اس وقت ہمارا سب سے بڑا بحران بجلی کا ہے۔ بھاشا ڈیم سے 3300 megawatt بجلی مل سکتی ہے۔ کالاباغ ڈیم صوبوں اور وفاق کی چپقلش کی نذر ہو گیا۔ کالاباغ ڈیم سے 3600 megawatt بجلی مل سکتی تھی جو کہ سب سے سستی بجلی ہے۔ یہ منصوبہ 1953-54 میں شروع ہوا، اس پر اربوں روپیہ لگا اور آج situation یہ ہے کہ اس کو ختم کرنے کی position پر لے آئے ہیں۔

تاریخ کے اوراق نے ایسے بھی ادوار دیکھے
لمحوں نے خطا کی صدیوں نے سزا پائی

بے نظیر income support scheme ایک اچھا اقدام ہے، لیکن ایک ہزار روپیہ کچھ بھی نہیں ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ کم سے کم اس کی رقم فی کس تین ہزار روپیہ ضرور ہونی چاہیے۔ ایک ہزار روپے کی آج کل کیا حیثیت ہے؟ پچھلے سال سے اگر comparison کرتے ہیں تو 407 billion کی subsidies دی گئیں، جس میں Petroleum 175 billion,

electricity 133 billion, for wheat 40 billion, for textile and fertilizer 48

billion رکھی گئیں۔ یہ ہمارے لئے انتہائی خسارے کا سبب بنا۔ اب اس سال جو subsidy کی مد میں رقم رکھی گئی ہے وہ 114 billion ہے جو کہ میرے خیال سے انتہائی کم ہے، پچھلے

سال کی جو --------

(مداخلت)

سینیٹر آغا پری گل، جناب چیئرمین! یہ کس کو سنا رہے ہیں' وہاں پر تو کوئی بھی وزیر نہیں بیٹھا ہوا ہے جو کہ یہ point note کر سکے۔

جناب چیئرمین، نہیں نہیں notes لے رہے ہوں گے۔ Farooq Naek Sahib بھی آ گئے ہیں اور رضا صاحب through out یہاں پر بیٹھے رہتے ہیں' ابھی تھوڑی دیر کے لئے گئے ہیں

سینیٹر آغا پری گل، جناب چیئرمین! کوئی وزیر نہیں ہے۔ ہم کس کے لئے بول رہے ہیں؟

جناب چیئرمین، نہیں ' notes لے رہے ہوں گے۔ رضا صاحب ابھی تھوڑی دیر ہوئی باہر گئے ہیں۔نائیک صاحب بھی آ گئے ہیں۔ رضا ربانی صاحب وہیں بیٹھے رہتے ہیں ۔وہ بھی آ گئے ہیں۔

(مداخلت)

Mr. Chairman: Talha Sahib, please continue.

سینیٹر محمد طلحہ محمود آریان، ٹیکسٹائل اور کھاد کے لئے اڑتالیس ارب رکھے گئے ہیں اور اس سال جو سبسڈی کی رقم میں جو اس اکاؤنٹ میں رکھی گئی ہے وہ ایک سو چودہ ارب روپے ہے جو میں سمجھتا ہوں بہت کم ہے۔ عوام کو اس وقت سہولت کی ضرورت ہے۔ پچھلے سال کے مقابلے میں یہ رقم کم رکھی گئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس رقم میں اضافہ ہونا چاہیے۔

جناب! بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام جو ہے چونتیس ارب سے بڑھا کر پچاس ارب روپے کر دیا جائے گا۔ یہ اچھا پروگرام ہے۔ پبلک ورکس پروگرام بھی اچھا ہے۔ انسانی وسائل کی ترقی کا کمیشن جو بنایا ہے یہ بھی اچھا پروگرام ہے۔ کم لاگت پر گھروں کی فراہمی گھروں کی تعداد میں دس لاکھ کا اضافہ کیا گیا ہے ۔یہ بھی ایک اچھا پروگرام ہے ۔ دفاتر کے لیے اثاثہ جات کی خریداری پر پابندی یہ بھی ایک اچھا اقدام ہے ۔ میں باقی اقدام بھی آپ کو ابھی بتاتا

ہوں جس سے میں agree نہیں کرتا ہوں۔ عوامی مسائل کی مزید بچت کے لیے کاروں ایئر کنڈیشن اور دیگر دفتری سامان کی خریداری پر جو پابندی کا فیصلہ کیا گیا ہے یہ بھی ایک اچھا step ہے ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ import کا bill ہمارا کم ہونا چاہیے اور export ہماری بڑھنی چاہیے ۔ import کے حوالے سے جس product کے اوپر ہمارا خرچہ زیادہ ہو رہا ہے ۔ ہمیں کوشش یہ کرنی چاہیے کہ ہمارے ملک کے اندر اس کی پیداوار ہو ۔ اس میں ایک product ہے cooking oil جس سے سویا بین ، کینولہ اور سورج مکھی اس کی کاشت کے لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ کسانوں کو حکومت کو زیادہ سے زیادہ مراعات دینی چاہییں ۔ یہ جو گھریلو استعمال کی چیزیں ہیں جیسے گھی ، آٹا ، چینی ، دال ان اشیاء کی قیمتوں کو کچھ عرصے کے لیے fix کر دیا جائے ۔ یہ میری suggestion ہے تاکہ یہ مزید بڑھ نہ سکیں۔یہ جو غیر ملکی دورے ہوتے ہیں غیر ملکی دوروں میں جو ہے وہ میرے خیال سے بڑی کمی کی ضرورت ہے ۔ غیر ضروری dinner ٹھہرانے اور اس کے علاوہ جو بے جا مصارف ہیں اس میں ہمیں کچھ عرصے تک کے ضمن میں قربانی دینے کی ضرورت ہے ۔ Sales tax کو یہ جو روزمرہ کی اشیاء ہیں جو عام لوگوں کے استعمال کی چیزیں ہیں ۔ اس میں میرے خیال سے اس کو sales tax میں relief دینا چاہیے ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو finished products ہیں ۔ ان کے اوپر ٹیکس کی جو مقدار ہے اس کو زیادہ کرنا چاہیے ۔ raw material کی جو import ہے ۔ ان کی جو duty ہے وہ نہ ہونے کے برابر ہونی چاہیے تاکہ ہمارے ملک میں پیداوار ہو ، ہمارے ملک میں کارخانے لگیں ۔ ہمارے ملک کے اندر اگر چیز بنے گی ہمارے ملک میں اگر اس کی پیداوار ہو گی تو اس کے کئی sectors سے اس کے اوپر اس کا impact ہو گا اس میں ہمارے جو روزگار کے حوالے سے لوگوں کا استعمال ہو گا ۔ اس کے علاوہ مختلف directly اور indirectly بے تحاشا اس میں involvement ہو گی subcoalition ہو گی اور غربت میں کمی آنے کا اس میں ہمیں زیادہ بہتر موقع ملے گا ۔ اس کے علاوہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے جو ہمیں یہ solar کا نظام دیا ہے اللہ تعالیٰ نے جو ہمیں solar energy دی ہے اس کو ہمیں create کرنے پر زور لگانے کی ضرورت ہے ۔ wind ہمیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمارے ساحلی علاقوں میں ملی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کی ہمیں projection کرنی چاہیے۔

جناب چیئرمین، وقت کا خیال رکھیں۔

سینیٹر محمد طلحہ محمود آریان، لوگوں کو سپورٹ کرنا چاہیے جو لوگ اس کے اندر invest کرنا چاہتے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس وقت ہمارے ملک میں investment آ نہیں رہی بلکہ ہمارے ملک سے investment باہر جا رہی ہے اور اس لیے جا رہی کہ یہاں پر جو ہمارے حالات ہیں۔ سب سے بڑی چیز جو ہے وہ Law and order ہے۔ ہم ایک motorcyclist جو سارجنٹ پولیس کا ہے اس کو ہم ڈیڑھ لیٹر دیتے ہیں اور چوبیس گھنٹے اسے کہتے ہیں تم نے موٹر سائیکل چلانی ہے اور ساڑھے تین لیٹر دیتے ہیں ایک موبائل گاڑی موبائل سکواڈ چلانے کے لیے چوبیس گھنٹے کے لیے تو ہم اس سے لاء اینڈ آرڈر ٹھیک کروا رہے ہیں یا اس کو corruption کے لیے ہم بھیج رہے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہم اپنے نظام کو بہتر کریں اور جتنے government officials یا agencies ہمارے ساتھ ہیں ' government deparments ہمارے ساتھ ہیں۔ ان کو facilitate کریں۔ ان لوگوں کی جو basic ضروریات ہیں ' جو ان کی تنخواہیں ہیں ' جو ان کی مراعات ہیں۔ وہ اس میں ہم اضافہ کریں اور ہم کوشش یہ کریں کہ ہمارا جو private sector ہے اس کو ہم reinstate کریں ' اس کو ہم مضبوط کریں تاکہ ہمارے یہ جو لوگ وہاں نہیں کھپ سکتے Government jobs کے اندر وہ absorb ہوں private jobs کے اندر تاکہ وہاں پر ان کو زیادہ سے زیادہ روزگار ملے اور یہ لوگ اچھی زندگی گزار سکیں اور اس کے ساتھ میں ایک recommendation اور کروں گا کہ ہمارا جو اس وقت ملک کا قرضہ ہے۔ یہ 42 billion dollar سے اوپر پہنچ چکا ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ ہمارا پورا ایوان اس بات کو سپورٹ کرے کہ اس پر ban لگنا چاہیے کہ کسی قسم کا قرضہ حکومت چاہے وہ لوکل سٹیٹ بنک کا ہو یا بیرونی قرضہ ہو۔ اس کو لینے پر ان پر پابندی ہونی چاہیے۔

جناب چیئرمین! میں زیادہ وقت نہیں لوں گا۔ میں نے پوری کوشش کی ہے کہ اپنی تھوڑی بہت جو گزارشات ہیں اپنی اس تقریر میں بیان کرسکوں اور میں آپ کا شکرگزار ہوں کہ آپ نے بڑی تسلی کے ساتھ اور پورے ایوان نے بڑے اچھے انداز میں میری باتوں کو سنا ہے۔ میں آپ سب کا بہت شکرگزار ہوں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین، شکریہ، مسٹر مشاہد حسین سید۔

سینیٹر مشاہد حسین سید ، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ Thank you Mr. Chairman! for giving me the opportunity پہلے میں سب کو مبارکباد دیتا ہوں کہ جو اتنی اچھی تقریریں ہو رہی ہیں issues کے حوالے سے ، طلحہ صاحب نے ، ہارون صاحب ، سیمی صاحبہ اور دیگر دوستوں نے بھی کیں۔ میرے خیال میں یہ ایک اچھی روایت ہے ہمارے سینیٹ میں ، Upper House میں ، کہ quality and calibre کی discussions issues پر ہو رہی ہیں۔ میں بجٹ پر آنے سے پہلے میں بنیادی طور پر سمجھتا ہوں کہ یہ بجٹ unfortunately روایتی بجٹ ہے۔ bureaucratic budget ہے اور میری یہ بنیادی تنقید ہوگی کہ بارہ سال کے بعد پاکستان پیپلز پارٹی حکومت میں آئی ہے۔ یہ بات کرتے ہیں Think Tanks کی ، یہ بات کرتے ہیں ideas کی ، لیکن لگتا ہے کہ ideas کا ان کے پاس فقدان ہے۔ there are no new ideas in the budget, it is a very conventional budget اور یہ ماضی میں تنقید کرتے تھے۔ حال یہ ہے مسٹر چیئرمین! کہ بجٹ بنانے کے لئے انہوں نے شوکت عزیز صاحب کی جو Econmic Manager تھی حنا ربانی کھر صاحبہ ان کو لیا کہ وہ ان کی اقتصادی پالیسی چلائیں۔ جو پالیسی وہ شوکت عزیز صاحب کے ساتھ چلاتی رہی ہیں۔ ایک طرف ان کا یہ حال ہے اور پھر ان کے پاس ڈار صاحب نون لیگ کے تھے انہوں نے تو استعفیٰ دے دیا تھا اور what has changed ? تبدیلی کیا آئی ہے ؛ Media Manager وہی ہیں ، policies کہاں change ہوئی ہیں ؛ پہلے بھی lawyers احتجاج کرتے تھے ، آج بھی lawyers احتجاج کر رہے ہیں۔ پہلے بھی امریکہ کے حملے تھے ، اب امریکہ کے حملے بڑھ گئے ہیں۔ بلکہ اب تو فوجیوں کو شہید کرنا انہوں نے شروع کر دیا ہے اور ان کے جو وزیر خارجہ ہیں وہ احتجاج بھی کرتے ہیں تو مسکرا کر کرتے ہیں کونڈالیزا رائس کے ساتھ ، وہ احتجاج کرتے ہیں مسکرا کے کہتے ہیں ڈیوڈ ملی بینڈ کے ساتھ ، وہ احتجاج بھی کرتے ہیں نیٹو کے سیکریٹری جنرل کے ساتھ تو مسکرا کر کرتے ہیں یا شیفر کے ساتھ ۔ پہلے بھی "جیو" پر پابندی لگی رہی ، اب پھر "جیو" پر پابندی لگ گئی ہے۔ پہلے بھی GEO English کو اجازت نہیں دی گئی ، اب بھی نہیں دی جا رہی اور پتا نہیں کہاں ، کون

فیصلے کر رہا ہے۔ پھر آپ نے دیکھا کہ ججز پہلے بھی بحال نہیں تھے' اب بھی بحال نہیں ہیں۔ 80 دن ہو گئے ہیں لوگ پوچھتے ہیں حکومت کون چلا رہا ہے۔ پارلیمنٹ کے اندر فیصلے ہو رہے ہیں' کابینہ کے اندر فیصلے ہو رہے ہیں۔ ان کی اپنی پیپلز پارٹی کی Central Executive Committee کے اندر فیصلے ہو رہے ہیں۔ یہ فیصلے بھی کہیں UN تو نہیں جا رہے جیسے بی بی کی شہادت کا مسئلہ انہوں نے UN بھجوا دیا۔ ہر چیز کو یہ آگے transfer کرتے ہیں۔ اب بجٹ پر آئیں۔ پاکستان پیپلز پارٹی والے کہتے ہیں ہم عوام دوست پارٹی ہیں' ہم امیروں کے دوست نہیں ہیں لیکن اس بجٹ نے ثابت کر دیا ہے کہ یہ عوام دشمن بھی ہیں اور امیر دوست بھی ہیں۔

Let us come to the issues. Subsidy 407 billion Rupees کی تھی it has been slashed by 112 billion Rupees to 295 billion اور سبسڈی کا فائدہ کس کو ہوتا ہے؟ غریب عوام کو ہوتا ہے۔ General Sales Tax, GST 15% تھا اب 16% کر دیا گیا ہے۔ جس کا burden 26 billion Rupees کس پر جائے گا؟ غریب عوام پر۔ پھر انہوں نے کہا تھا ۔۔ اور مجھے یہ بات پتا چلی ہے اور میں چیلنج کرتا ہوں کہ اس کی یہ تردید کریں کہ وزیر خزانہ اسحاق ڈار صاحب نے 14 مئی تک جو بجٹ بنایا تھا انہوں نے ایک Capital Gains Tax رکھا تھا اور وہ کراچی کے stock brokers کے stocks پر تھا۔ ان کو دو سال کی چھوٹ دے دی گئی ہے۔ مجھے information ملی ہے میرے وزارت خزانہ میں جو sources ہیں کہ اسحاق ڈار صاحب نے ان stock brokers کو ملنے سے انکار کر دیا تھا۔ انہوں نے stock brokers سے ملاقات بھی کی ہے ان کی demands بھی مانی ہیں اور دو سال کے لیے ان کو کھلی چھٹی دے دی ہے۔

پھر آپ بےنظیر Income Support Programme پر آئیں جو 34 billion Rupees کا ہے۔ اس میں جو میری رپورٹ ہے' میں صحافی بھی رہا ہوں' میرے وزارت خزانہ میں investigative sources ہیں کہ اسحاق ڈار صاحب نے propose کیا تھا کہ اس کے اندر اس کو finance کرنے کے لیے بڑی کافی رقم ہے ایک income tax levy لگائی جائے جو upper income کے لوگ ہیں' امیر لوگ' وہ tax proposal تھی' انہوں نے وہ shelve کر دی۔ اور

ویسے بھی 34 billion Rupees, according to 'DAWN" of 13th June وہ per capita, per Pakistani person اس کو 170 روپے ملیں گے۔ اس کا defacto فائدہ ہو گا۔

پھر انہوں نے جو ایک wishful.thinking کی ہے، انہوں نے کہا ہے کہ ہم revenues raise کریں گے، انہوں نے کہا ہے کہ اگلے سال کے revenues 25% آگے بڑھائیں گے۔ سوال یہ ہے کہ پچھلے دو سالوں میں ہر سال revenues 18% بڑھے eighteen per cent rise in revenues when growth rate was 7 per cent. اب ان کا اپنا projected growth rate is 5.5% but projected revenue rise جو tax revenue کی بات ہے وہ 25% کر رہے ہیں۔ تو میرے خیال میں ہم mini budgets کے لیے تیار ہو جائیں۔ یہ انہوں نے مہنگائی اور عوام کے جو بنیادی مسائل ہیں inflation, energy, food ان کا کوئی حل نہیں دیا۔

پھر آپ different sectors پر آئیں۔ Health and Education. ان میں، میں سمجھتا ہوں عوام کا فائدہ ہوتا ہے۔ New programmes in health کی allocation صرف اور صرف is Rupees 711 million. انہوں نے سات سو گیارہ ملین روپے دیے ہیں۔ تعلیم کی طرف آئیں جس کے بارے میں کہتے ہیں ستون ہے، سارا کچھ ہے، پچھلے education کی spending 24.2 billion Rupees تھی اس دفعہ ان کے بجٹ میں 24.6 billion Rupees ہے یعنی 1.6 % rise education budget میں ہے اور آپ دیکھیں، health ہو، education ہو، یہ غریب عوام کے issues ہیں۔

ایک اور چیز، ہم تفریح کی بات کر رہے تھے۔ ابھی طلحہ صاحب نے غریبوں کی بات کی ہے۔ Sports. میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے جیسے ملک جہاں تفریح کے مواقع نہیں ملتے، ہماری elite تو دبئی یا لندن یا واشنگٹن چلی جاتی ہے لیکن جو غریب عوام ہیں ان کے تفریح کے مواقع کم ہیں sports is very key element. Last year sports development budget was 522 million اس دفعہ انہوں نے 33% slash کرکے 350 million Rupees کر دیا ہے۔ اس میں بھی کمی کر دی ہے۔ ایک طرف یہ مخصوص مفادات کو، امرا کو، elite کو مراعات دے رہے ہیں which is already very fat by all the subsidies اور غریبوں کے لیے

subsidies تھیں وہ withdraw کر رہے ہیں اور ان پر tax burden increase کر رہے ہیں۔

Inflation جو اب ہمارے economist کہتے ہیں کہ 19% ہے اس کے لیے انہوں نے کوئی توڑ نہیں کیا۔ جناب چیئرمین! میں بڑا حیران ہوتا ہوں کہ یہ progressive government ہے اور ابھی میری بات پیپلزپارٹی کے دوستوں اکبرخواجہ صاحب اور رخسانہ زبیری صاحبہ سے بات ہو رہی تھی کہ واقعی بی بی کی کمی محسوس ہو رہی ہے because she was a political person and she knew how to carry people with her. اور ابھی سید طاہرحسین مشہدی صاحب ہمارے ایم کیو ایم کے ساتھی ہیں' دوست ہیں' اس طرف ہوں یا اس طرف ہمارے ساتھی اور دوست ہیں' میں ان کو مبارکباد دیتا ہوں انہوں نے بڑی اچھی تقریر کی ہے تو اس حوالے سے یہ issues جو ہیں آپ نے دیکھا کہ اس حوالے سے we have a feeling after 80 days of this Government یہ کون چلا رہا ہے؟ ایک زمانے میں one man show تھا' ٹھیک ہے چاہے سویلین ہو' ملٹری ہو' you know where the power lies یا پھر ٹرائیکا تھا' وزیر اعظم' صدر' آرمی چیف۔ very clear. اب تو اس کا کوئی پتا ہی نہیں چلتا is it extra Parliamentary players, is it extra national players, it is players outside the country. بائی الیکشن کی postponement ہوتی ہے تو پتا نہیں چلتا کس نے کہا اور آنریبل لیڈر آف دی ہاؤس رضا ربانی صاحب' سرکار میں آ کر بھی سرکاری سچ نہیں بولتے' ہمیں خوشی ہوئی ہے کہ انہوں نے ہماری روایت پوری کی ہے لیکن انہوں نے وضاحت کرنی تھی' یہ investigate کریں گے کہاں سے وہ فیصلہ ہوا؟ ابھی تک انہوں نے اس کا جواب نہیں دیا and I would like to know the answer from him as and when he can get the answer from whatever source he knows. وہ پتا نہیں چلتا۔

پھر Peace Accords ہوتے ہیں' cancellation کی announcement Islamabad سے ہوتی ہے' پشاور سے اس کی تردید آتی ہے we don't know who is incharge. "جیو" کا معاملہ ہے - جناب چیئرمین! I was in Dubai yesterday. I had gone there day before yesterday. I was invited to appear in the programme "میرے مطابق" جو ڈاکٹر شاہدمسعود صاحب host کرتے ہیں۔ وہاں پتا چلا کہ

پروگرام ہی cancel ہوگیا۔ اب یہ معمہ ہے کہ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے نہیں کہا، یہ پھر کس نے منسوخ کیا ہے؟ "جیو" کے دو popular talk shows ہیں اور وہ international سمجھے جاتے ہیں ایک ڈاکٹر شاہد مسعود صاحب کا "میرے مطابق" ہے اور دوسرا حامد میر صاحب کا capital talk ہے and we don't even know. They blame the Presidency. ایوان صدر کا یہ حال ہے کہ وہ ان کی وزیر کی منتیں کر رہے ہیں کہ ہمیں پی ٹی وی پر coverage دیں۔ ان کو پی ٹی وی میں coverage نہیں مل رہا تو ایک طرف ان کا یہ حال ہے تو ہمیں بتایا جائے کہ یہ فیصلے کہاں ہو رہے ہیں اور انہوں نے خود کہا تھا کہ "جیو انگلش" کو اجازت دیں گے۔ میں نے ایک مہینہ پہلے خود بھی call attention notice دیا تھا۔ اس کی اجازت بھی نہیں دی گئی تو میں سمجھتا ہوں کہ this is a very important issue of crisis of governance کہ حکومت کون چلا رہا ہے یا حکومت ہے بھی کہ نہیں؟ یہ long march میں شامل بھی ہوتے ہیں اور ان کی مخالفت بھی کرتے ہیں تو these kind of things سے لوگوں کو مایوسی ہو رہی ہے۔ Sir, we all believe in the democratic process. We want the Coalition to have good luck. آگے چلیں لیکن کم سے کم direction دیں۔ یہ drift, lack of direction فیصلے نہ کرنے کی صلاحیت، passing on the buck ذمہ داری خود قبول نہ کرنا these are not signs of good governance and this is too early on کیونکہ اگر یہ experiment ناکام ہوتا ہے Coalition کا یا success to the governance کا تو the whole country will suffer.

جناب والا! انہوں نے ایک، دو چیزیں اچھی بھی کی ہیں۔ میں اس کو welcome کرتا ہوں۔ میں Defence Budget کی بات کرنا چاہتا ہوں۔ I think Defence Budget پر اچھا فیصلہ ہوا ہے it should be discussed. It should be debated publicly لیکن یہ صرف Defence Budget نہیں ہونا چاہیے، ڈیفنس میں سارے ادارے آ جاتے ہیں۔ Intelligence Bureau کا بجٹ بھی publicly debate ہونا چاہیے۔ The honourable Law Minister, Mr. Farooq Naik is sitting here and he said it here and I commend him for his candour that کہ Intelligence Bureau is tapping the

میں سمجھتا ہوں کہ اس روایت کو بند کیا جائے telephones of politicians. let
اور ہمارے Intelligence Bureau be made accountable کرنے کی telephones tap
بجائے یہ terrorists کے ٹیلیفون tap کریں یا جو لوگ so-called anti-national ہیں تاکہ
پتا چلے کہ کیا ہو رہا ہے؛ ہمیں پتا ہی نہیں چلتا کہاں سے یہ فیصلے ہو رہے ہیں۔

جہاں تک ہماری National Security ہے۔ National Security also needs to
be redefined. National Security آج کل کے دور میں it cannot be measured
only in terms of military might alone.

آرمی، ایٹم بم، planes اور ڈیفنس بجٹ۔ National Security جو قومی سلامتی ہوتی ہے اس کا دائرہ وسیع ہو گیا ہے۔ قومی سلامتی میں اب معیشت بھی آتی ہے۔ تعلیم بھی آتی ہے، سیاسی جماعتیں بھی آتی ہیں، آئین بھی آتا ہے، پارلیمنٹ بھی آتی ہے اور قانون کی بالادستی اور انصاف بھی آتا ہے۔

So, these are areas of national security, it cannot be defined only by military components, national security should be broadened to include the people of Pakistan, the federation of Pakistan and the political parties of Pakistan

جو اس فیڈریشن کو جوڑتی ہیں۔ اس میں education, economy, political parties, rule of law, justice, they also are important issues. اس وقت جو بجٹ آیا ہے it has failed to provide. ایک تو immediate relief نہیں دیا انہوں نے جو لوگوں کا مسئلہ ہے اس وقت مہنگائی کے حوالے سے۔ جو essential commodities ہیں اس میں absolutely no relief. اگر relief کسی کو ملا ہے تو وہ بڑے طبقات کو ملا ہے اور انہوں نے اچھی طرح ان کو relief دیا ہے جیساکہ میں نے mention کیا ہے۔ Capital Gain Tax کو انہوں نے موخر کر دیا اور impose نہیں کیا یا انکم ٹیکس levy جو کرنی تھی بڑے لوگوں پر وہ نہیں کی اور education, health کی spending کے اوپر انہوں نے curtail کیا اور جو subsidies withdraw کیں اور plus انہوں نے جنرل سیلز ٹیکس لگایا۔ Important بات

ہے کہ we need a vision from the ruling party and from the ruling coalition.
کہ یہ کس طرف اس ملک کو لے جانا چاہتے ہیں؟ ہم نے in the opposition Prime
Minister کو vote of confidence دیا اور یہ first time Mr. Chairman, in the
history of Pakistan ہے کہ Prime Minister کو opposition نے بھی ایک
endorsement دی۔ Which is a very good sign. اور یہی آپ نے بھی اس میں
روایت رکھی about party line. تو میں Leader of the House سے request کروں گا
کہ set your own House in order, keep a direction to the nation, stop these
scripts. اور آپ نے جو وعدے کئے تھے کہ ہم immediately آ کر resolve کریں گے وہ
resolve کرنے میں آپ ابھی تک تو فیل ہیں۔ Whether it was restoration of
judges in 30 days. یہ باتیں نہیں کرنی چاہیئں اگر آپ پوری نہیں کر سکتے۔ قیمتیں ہم کم
کریں گے، یہ عوام دوست بجٹ دیں گے۔ یہ first 80 days میں creak record ہو گیا ہے۔
آگے اگر اس طرح چلیں گے تو it will be more depression, more demoralization
for the people of Pakistan, they should come out with a honest vision
statement. ہارون اختر نے کہا تھا we need a visionary. تو میرے خیال میں کم از کم
vision statement تو دینی چاہیئے۔ ۱۲ سال انہوں نے opposition میں دیکھے ہیں۔ Think
Tanks کی بات کی، سارا کیا۔ تو thinking capacity ختم ہو گئی ہے۔ I refuse to
believe, Raza Rabbani used to be very bright when he was Leader of the
Opposition ماشاء اللہ۔ بڑے ideas لاتے تھے۔ اب سرکار میں جا کر، پتا نہیں اتنے سرکاری
موڈ میں آ گئے ہیں تو he should take initiatives. قوم کو confidence میں لیں کہ
جناب! ہمارے یہ مسائل ہیں اور یہ ہمارے لئے رکاوٹیں ہیں۔ یہ نہ کریں کہ چوپڑی اور دو دو کہ
play both sides ادھر بھی ادھر بھی۔ ایک طرف so called opposition بھی ہے اور
پھر government میں بھی ہیں۔ تو اس قسم کی policies نہیں چلیں گی۔ We are with
them in resolving issues. اور اس issue کے حوالے سے میں آتا ہوں ایک finally,
issue of the National Finance Commission, I think provincial autonomy

is one of the major issues. ان کو چاہیے کہ اپنی جو vision statement دیں اس میں
economy کس طرح ٹھیک کریں گے، کیا کریں گے؟ We have very good brains in
the country ان کو آگے لائیں۔ Energy کے اوپر ان کا کیا road map ہے؟ تھرکول کا
issue ہے۔ یہ سندھ کا مسئلہ ہے۔ ان کی اپنی حکومت بھی وہاں پر ہے۔ Come out! اگر
کالاباغ ڈیم shelve ہوگیا تو کم از کم alternative sources of energy کیا ہیں؟ آپ نے
بات کی ہے wind energy کی، solar energy ہے۔ They are a waste of doing
things. آپ آئیں، اتنے experts بیٹھے ہیں۔ Come out with a clear vision
statement. Education کے issues ہیں اور plus Foreign policy and provincial
autonomy. Provincial autonomy کے حوالے سے میں سمجھتا ہوں کہ خاص طور پر انہوں
نے شروعات میں اچھا initiative لیا تھا بلوچستان کی احساس محرومی کو دور کرنے کا۔
Apologize بھی کیا اور ہم نے اس کو welcome بھی کیا۔ زرداری صاحب نے کہا کہ ہم
all parties conference بھی کریں گے۔ But we have not heard about that
issue after that, 80 days have passed. کیا آگے progress ہو رہی ہے؟ Where
are we heading? Well, Balochistan be given a healing touch. اور foreign
policy کے حوالے سے ان کا ہمیشہ یہ claim رہا ہے کہ ہماری امریکہ سے بڑی یاری دوستی ہے۔
ویسے بھی اس پارٹی کا یقین ہے کہ اسلام آباد کا راستہ بذریعہ واشنگٹن ہے، تو واشنگٹن سے تو
بڑے عجیب بیانات آ رہے ہیں۔ میں PPP کے دوستوں سے کہوں گا کہ ہمیں بتائیں اور
وضاحت کریں۔ جنرل ڈین میکیل ہے جو former Commander تھا American troops کا
افغانستان میں اس نے پرسوں بیان دیا ہے۔ اس نے کہا ہے کہ ہمارا خیال ہے کہ پاکستان کی جو
Frontier Corps ہے اس میں counter insurgency کے لئے capacity نہیں ہے۔
ایک طرف تو ان کی government نے ابھی ان کے ساتھ agreement کیا ہے کہ ہم
training دیں گے Frontier Corps counter insurgency میں اور 73 million
dollars امریکہ اس سال دے گا counter insurgency کے لئے۔ تو ہم دیکھ رہے ہیں کہ
ایک طرف یہ بات ہو رہی ہے اور دوسری طرف وہ بات ہو رہی ہے۔ Where are we

are we friend or foe in their eyes. I think we should be very کیا heading

clear, we should draw the line یہ جو واقعہ ہوا ہے مہمند ایجنسی کا، مجھے خوشی ہے، we

were the first to condemn it. The Senate spoke with one voice. The

honourable Leader of the Opposition, the honourable Leader of the

House کیونکہ یہ issue سیاسی جماعتوں سے بالا تر ہے۔ پاکستان کے issues ہیں لیکن what

we are lacking is concrete policies and lack of governance. ان کے فیصلے

کہاں ہو رہے ہیں؟ Constitutional package تو فاروق نائیک صاحب نے دے دیا ہے۔ پتا

نہیں وہ issue ایک تھا، وہ 85 points لے آئے ہیں اور ابھی تک ہمیں وہ کاپی formally

نہیں دی۔ اس پر میں strongly protest بھی کرنا چاہتا ہوں۔ ان کے لیڈر مسٹر ذوالفقار علی

بھٹو had much respect for the Opposition when he was Leader of the

House in 1973. جب 1973 کے آئین کا ڈرافٹ آیا تو انہوں نے خود جاکر پیش کیا، اس

وقت اپوزیشن کے ۱۰، ۱۵ لوگ تھے۔ ہم expect کرتے تھے Raza Rabbani sahib is a

certified democrat, Farooq Naek sahib is also a democrat and a rule of

law میرے خیال میں still he believes in that I hope, even as Law Minister.

Normally Law Ministers become very lawless لیکن I think یہ شریف آدمی ہے

اور decent آدمی ہے۔ ویسے بھی طاہر حسین مشہدی صاحب کے brother-in-law ہیں تو یہ

خراب نہیں ہے۔ سیدوں سے ان کی رشتہ داری ہے تو یہ شریف ہی ہو گئے ہیں۔ یہ بہت ہی

شریف ہیں۔ تو یہ ان کو چاہیے کہ set new traditions. ان کو چاہیے تھا کہ یہ 85 points

ہیں، میں پیش کرتا ہوں آپ کو۔

Mr. Chairman, let's not forget, without our support, without the Pakistan Muslim League's support and without the Opposition

آپ کا آئینی package پاس ہی نہیں ہو سکتا۔ And I will,not be exaggerating if I

say we have the veto on that one. تو آپ کیا بات کرتے ہیں کہ آئینی پیکج، آئینی

پیکج، ہمارے بغیر آپ اس کے لئے آگے بڑھ نہیں سکتے۔ آپ کے ساتھی تو آپ کا ساتھ ہی نہیں

دیں گے اس کے اوپر۔ So, let's be very clear نئی روایتیں شروع کریں۔ نئی روایتیں پیدا کریں۔ میں honourable Leader of the House کو بھی کہوں گا کہ آپ formally ہمیں present کریں کہ یہ ہمارا آئینی پیکج ہے۔ ہم سے formal comments مانگے ہیں۔ یہ ہماری greatness ہے' یہ ہمارا کھلا دل ہے کہ ہم نے خود کمیٹی بنائی۔ ہماری پارٹی نے ۶ ممبرز کی کمیٹی بنائی ہے۔ اس میں ہمارے leading experts ہیں۔ میٹنگ ہوئی بھی ہے اس کمیٹی کی ایس ایم ظفر صاحب' بھنڈر صاحب' خالد رانجھا صاحب' وسیم سجاد صاحب' یار محمد ہراج صاحب اور غوث بخش مہر صاحب اور وہ بیٹھ کر یہ تجاویز دیکھ رہے ہیں۔ تو let's set new traditions, let's carry things forward. Please میں تو finally کہوں گا کہ پرانی غلطیاں نہ دہرائیں۔ ان کے نتائج خراب ہوں گے۔ غلطیاں کرنی ہیں تو نئی غلطیاں کریں۔ ہمیں رپورٹس آ رہی ہیں۔ سندھ میں victimization ہو رہی ہے۔ سندھ میں political victimization ہو رہی ہے۔ الطاف انڑ کا کیس آیا۔ جیکب آباد سے ہمیں رپورٹ آئی ہے کہ غوث بخش مہر کے خلاف کیس آیا۔ یاسمین شاہ کا کیس آیا۔ یار محمد رند کا مجھے فون آیا' ان کے ڈرائیور کے خلاف قتل کا مقدمہ بن گیا ہے اور پنجاب میں بھی ایسے incidents ہو رہے ہیں۔ This thing should stop. یہ politics of vendetta, vengeance اور بدلے کی سیاست' ۲۱ ویں صدی میں پاکستان میں اس کی گنجائش نہیں ہے اور accountability, Parliament is not the only player. جناب چیئرمین! پاکستان کے حالات تبدیل ہو چکے ہیں۔ یہ حکومت میں ہے' پارلیمنٹ بھی ہے لیکن پارلیمنٹ is not the only player, there are other players, the more influential player is the media. There is a new factor. اور میڈیا میں ہماری رسائی ہے۔ سب پاکستانیوں کی رسائی ہے۔ اور media is playing a positive role. اب حکومت میں آکر آپ کا attitude media پر negative ہو گیا ہے۔ جی اس پر قدغن لگاؤ اور اس کو ban کرو اور اس کے پروگرام بند کرو۔ This undemocratic attitude should be changed and there are other players also, civil society is a player. Lawyers are a factor also. ہمیں خوشی ہے۔ اس پاکستان میں کسی کی اجارہ داری نہیں۔ کسی پارٹی کی نہیں ہے' کسی حکومت کی نہیں ہے اور کسی ایک

خاندان کی نہیں ہے۔ یہ پاکستان سب کا ہے اور اس پاکستان میں جو مڈل کلاس نے rise کیا ہے۔ پچھلے دنوں ایک show ہوا' وہ mostly پڑھے لکھے middle class کے لوگوں کا تھا۔ ہمارے دور میں middle class emerge ہوئی ہے' articulate middle class, assertive middle class جو اپنے rights assert کرے گی اور جو democratic ہے۔ No one party or no one person can be that strong today because that is the beauty of democracy. لہٰذا اپنے ماضی کے ذہن کو تبدیل کریں' Opposition کو ساتھ لے کر چلیں۔ اگر Constitutional package ہے تو ہم نے discuss کریں۔ بلوچستان کے issue پر آپ نے کہا تھا کہ all parties conference بلائیں گے' آپ بلائیں' ہم تعاون کرنے کے لیے تیار ہیں' اگر آپ نے ہمارا تعاون مانگا' جیسا کہ وزیراعظم کے vote of confidence کے لیے ہم نے دیا۔ اگر ہماری team میں سے آپ نے لوگ لیے تو ہم اس کو welcome کرتے ہیں۔ آپ نے ہماری team میں سے حنا ربانی کھر صاحبہ کو لیا جو آپ کو معیشت پر advise دے رہی ہیں۔ آپ نے ہماری team سے میاں منظور احمد وٹو کو لیا جو آپ کو سیاست پر advise کر رہے ہیں' جوڑ توڑ advise کر رہے ہیں۔ اس طرح اور بھی دوسرے لوگ آپ کو advise دے سکتے ہیں۔ So, we are ready to do that because it is for Pakistan. اگر پاکستان strong ہوتا ہے تو we all are strong. So, let us move forward. The budget has been again, I say, a big disappointment. اس سے بہتر ہوتا اگر ہمارے دوستوں سے پوچھ لیتے' advise لے لیتے تو ہم کچھ بہتر ideas دیتے۔ یہ ایک idea less Government اور یہ non-issues کی سیاست کر رہی ہے۔ Please set your own house in order, میں repeat کرتا ہوں' get tracking on governance. حکومت چلائیں اور خود فیصلے کریں and don't pass on the buck اور یہ بھی بتائیں کہ فیصلے کہاں ہو رہے ہیں۔ کم سے کم اس ایوان میں تو نہیں ہو رہے ہیں' نہ ہی پارلیمنٹ میں ہو رہے ہیں اور نہ ان کی کابینہ میں ہو رہے ہیں' پتا نہیں کہاں سے ہو رہے ہیں۔ لہٰذا یہ drift اور direction ختم ہونی چاہیے۔ پری گل صاحبہ نے لندن کی بات کی ہے۔ جب judges کا معاملہ ہوتا ہے تو پہلے جاتے ہیں دبئی' پھر جاتے ہیں لندن' پھر لندن میں باؤچر کو

بلا لیتے ہیں امریکہ سے۔ بینظیر بھٹو صاحبہ کی شہادت کا معاملہ تو انہوں نے UN کو بھیج دیا اب judges کا بھی وہاں پر بھیج دیں یا Geo کو بھی وہاں بھیج دیں اگر خود فیصلہ نہیں کر سکتے۔

So, we request them as friends because after all we all are friends of democracy. We have a stake in the system. When the system is packed up, we all go. So, we want the system to be strong and the system can only be strong when the chariot of democracy with its two wheels, the Opposition and the Government work hand in hand and we, for a part, are ready for that. but they should also come forward and take the initiative. Thank you very much Mr. Chairman.

Mr. Chairman: Thank you. Mr. Shahid Hassan Bugti.

سینیٹر شاہد حسن بگٹی، شکریہ جناب چیئرمین۔ جناب چیئرمین! گیارہ تاریخ کو بجٹ بھی آ گیا۔ اب قومی اسمبلی کو سینیٹ کی فنانس کمیٹی تجاویز بھیجے گی۔ پھر یہ National Assembly prerogative ہے کہ ان میں سے کتنی منظور کرتی ہے اور کتنی رد کرتی ہے۔ لیکن یہاں پر یہ بات آتی ہے کہ بجٹ کتنا ہی اچھا کیوں نہ ہو، کتنا ہی عوامی کیوں نہ ہو لیکن جب تک ملک میں law and order کی situation خراب رہتی ہے، امن عامہ کا مسئلہ رہے گا، میں سمجھتا ہوں کہ اچھے سے اچھے بجٹ کے ثمرات بھی عوام تک نہیں پہنچ سکتے۔

اگر ہم چاروں طرف نظر دوڑائیں تو بلوچستان سے فاٹا، فاٹا سے سوات اور دیگر علاقوں میں حالات آج بھی جوں کے توں ہیں۔ جب کسی کے وجود کو خطرہ لاحق ہو تو میں نہیں سمجھتا کہ یہ بات کوئی اہمیت کی حامل ہوگی کہ اس کے پیٹ میں کیا جا رہا ہے یا اس کے بچوں کی تعلیم صحیح ہو رہی ہے یا نہیں ہو رہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں یہ سب باتیں بے معنی ہو کر رہ جاتی ہیں۔

میں یہاں پر ضرور تسلیم کروں گا کہ نئی جمہوری حکومت آنے کے بعد بلوچستان میں کچھ لوگوں کو رہائی نصیب ہوئی جن میں سردار اختر مینگل اور شاہ زین بگٹی قابل ذکر ہیں۔ یہ ان کا

حق تھا کیونکہ گزشتہ حکومت نے انہیں جعلی اور جھوٹے cases میں بند کیا ہوا تھا۔ لہٰذا میں سمجھتا ہوں کہ رہائی ان کا بنیادی حق تھا لیکن اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ ان افراد کی رہائی سے بلوچستان کے مسائل حل ہو جائیں گے تو میں سمجھتا ہوں یہ ایک خام خیالی ہوگی کیونکہ جنرل مشرف کی سربراہی میں گزشتہ حکومت نے بلوچستان کے ساتھ جو رویہ اختیار کیا اور انہوں نے حالات کو جس نہج پر پہنچایا میں سمجھتا ہوں کہ آنے والے وقت میں، آنے والی حکومتوں کے لیے بڑے مسائل رہیں گے۔

میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ جنرل مشرف نے بلوچستان کے حالات کو اس نہج پر پہنچا دیا جہاں پر سیاسی معاملات سیاسی لوگوں کے ہاتھ سے نکل چکے ہیں اور نواب اکبر خان بگٹی کی شہادت کے بعد تو ایک لکیر کھینچ دی گئی ہے اور جو لوگ یہ سمجھتے تھے کہ بلوچستان کے مسائل پر چونکہ نواب اکبر خان بگٹی ایک سخت رویہ رکھتے ہیں انہیں اگر راستے سے ہٹا دیا جائے تو بلوچستان کے تمام مسائل حل ہوجائیں گے لیکن آج وقت نے انہیں غلط ثابت کر دیا ہے اور یہ ان کی بھول تھی کیونکہ بگٹی نے اپنی زندگی میں بلوچستان کےحقوق کے حوالے سے جو تحریک شروع کی تھی، انہوں نے اپنی جان دے کر اس تحریک کو آنے والے پچاس سالوں کے لیے ایک ایندھن فراہم کر دیا ہے۔

جناب چیئرمین! نواب بگٹی جب زندہ تھے تو، یہاں اس ہال میں اب نظر دوڑا رہا ہوں، مشاہدحسین صاحب یہاں سے جا چکے ہیں، وہ کم از کم اس بات کی گواہی ضرور دیتے کہ جب تک وہ زندہ تھے انہوں نے کسی بھی سیاسی شخصیت سے، کسی بھی حکومتی اہلکار سے، کسی بھی حکومتی کارندے سے ملاقات سے کبھی انکار نہیں کیا۔ انہوں نے گفتگو، گفت و شنید اور مذاکرات کے دروازے ہمیشہ کھلے رکھے لیکن ان کے ساتھ مختلف اوقات میں، مختلف حکومتوں نے جو تحریری معاہدے کیے تھے ان سے حکومت ہمیشہ مکر جایا کرتی تھی لیکن اگر کبھی کسی حکومت نے بلوچستان کے عوام کے مطالبات کے حوالے سے کچھ پیش رفت کی بھی تو میں سمجھتا ہوں کہ it was always too late and too little. جس سے یہ بات ثابت ہوجاتی ہے کہ ساٹھ سال سے بلوچستان کے ساتھ ہمیشہ اس قسم کا جو رویہ رکھا گیا کہ تمام حکمرانوں نے بلوچستان کے عوام کو اور بلوچستان کے حالات کو ایک مخصوص مقام کی طرف دھکیلنے کی کوشش کی ہے۔

جناب چیئرمین! نواب بگٹی اپنی زندگی میں شیخ مجیب الرحمن سے اپنی ایک ملاقات کا ہمیشہ ذکر کیا کرتے تھے۔ وہ کچھ یوں ہے کہ فروری 1971 میں ان سے ملاقات کرنے ڈھاکہ گئے تھے۔ یہ یاد رہے کہ 25 مارچ 1971 میں مشرقی پاکستان میں فوجی آپریشن شروع کر دیا گیا تھا اور یہ ملاقات اس فوجی آپریشن سے ایک ماہ قبل کی ہے۔ اس میں شیخ مجیب صاحب نے نواب بگٹی صاحب کو کہا کہ میں کیک سے اپنا حصہ مانگ رہا ہوں اور حکمران مجھے تمام کیک دینے پر بضد ہیں۔ جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ آج بلوچستان کے عوام کو بھی کم و بیش اسی مقام پر لا کھڑا کیا گیا ہے۔

جناب چیئرمین! یہاں پر سوال یہ اٹھتا ہے کہ ایک سیاسی حکومت برسر اقتدار ہے۔ جمہوری حکومت برسر اقتدار ہے لیکن اس کی راہ میں ان گنت مسائل ہیں۔ یہاں پر سب سے بڑا مسئلہ یہ اٹھتا ہے کہ اب اگر وہ بات چیت اور مذاکرات کا عمل شروع کریں تو کس سے؟ کیونکہ جو سیاسی quarters بات چیت کرنے پر آمادہ ہیں میں سمجھتا ہوں کہ آج کے حالات میں ان کے ہاتھ میں کچھ بھی نہیں۔ وہ بالکل بے اختیار ہو کر رہ گئے ہیں۔ جو بلوچستان کے معاملات کو سدھارنے کا کچھ اختیار رکھتے ہیں وہ کسی کے ساتھ بات چیت پر آمادہ نہیں، کیونکہ ان کے ساتھ، بلوچستان کے عوام کے ساتھ ہمیشہ repeatedly اتنا ظلم اتنا جبر ہوا، اتنے دھوکے دیئے گئے ہیں کہ اب وہ کسی بھی حکمران پر، اسلام آباد میں بیٹھے ہوئے کسی بھی حکمران پر کسی بھی حوالے سے اعتماد نہیں کرنا چاہتے۔

جناب چیئرمین! اب ایک ہی راستہ رہ جاتا ہے کہ جو اسلام آباد سے مذاکرات کرنا چاہتے ہیں وہ بلوچستان کے پہاڑوں میں جائیں، ان مزاحمت کاروں کو، ان سرفروشوں کو تلاش کریں اور ان کو اس بات پر قائل کرنے کی کوشش کریں کہ وہ لوگ جو پہاڑوں میں ہیں وہ اپنا راستہ ترک کریں، جس راستے پر چلنے کے لیے گزشتہ حکومت نے، گزشتہ حکمرانوں نے نواب اکبر خان بگٹی کو مجبور کیا تھا۔ ان کی غلط پالیسیوں کی وجہ سے ایک اسی سالہ شخص ہتھیار اٹھا کر معذوری کے عالم میں پہاڑوں پر چلا گیا تھا۔ آج بلوچستان کے حالات کو سدھارنے کا جن لوگوں کو اختیار ہے وہ نواب بگٹی کے پیروکار ہیں۔ وہ صرف بگٹی نہیں ہیں ان کا تعلق تمام بلوچ قبائل سے ہے لیکن وہ اس شخص کی پیروی کر رہے ہیں۔ اب حکومت ان سے مذاکرات کرنا چاہتی ہے

لیکن میں کہتا ہوں کہ یہ مکافات عمل ہے کہ جب نواب بگٹی بلوچستان کے مسائل پر مذاکرات کرنے کے لیے تیار تھے تو ان سے حکمرانوں نے توپ و تفنگ کی زبان میں بات کی اور انہیں پہاڑ پر جانے پر مجبور کر دیا۔ آج جب بلوچ قوم نے ہتھیار اٹھا لیے ہیں تو آج اسلام آباد میں بیٹھے ہوئے لوگ ان سے مذاکرات کرنا چاہتے ہیں لیکن وہ آج مذاکرات کے لیے تیار نہیں۔ آپ ان سے یہ توقع رکھتے ہیں کہ وہ نواب اکبر خان بگٹی کے خون اور دیگر شہداء کے خون کو بھلا کر آپ کے ساتھ مذاکرات کریں تاکہ آپ کو دوبارہ ان کو ڈسنے کا موقع ملے۔ اب میں سمجھتا ہوں کہ وہ لوگ کافی سبق سیکھ چکے ہیں۔

جناب والا! اسی حوالے سے چند ماہ پہلے پیپلز پارٹی نے برسر اقتدار آنے کے بعد ایک مصالحتی کمیٹی کا اعلان کیا تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ سرے سے اس کمیٹی کی composition ہی غلط تھی اسی لیے آج وہ کمیٹی ہمیں کہیں بھی نظر نہیں آرہی۔ جس طریقے سے اس کی composition کی گئی تھی پہلے ہی دن کچھ دوستوں نے privately کہا کہ this committee is bound to fail. جناب چیئرمین! یہ بلوچستان کے عوام کو مزید محرومیوں میں دھکیلنے کا سبب بنی ہے۔ نواب اکبر بگٹی کی شہادت کے بعد ---ہمارے میاں رضا ربانی صاحب اگر ایک منٹ میری بات سن لیں ۔ نواب اکبر خان بگٹی کی شہادت کے بعد 13 ستمبر 2006 کو میرے محترم میاں رضا ربانی صاحب نے اس وقت تقریر کرتے ہوئے اس وقت کی حکومت کو بلوچستان کے حالات سدھارنے کے لیے کچھ تجاویز پیش کی تھیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ as a starting point اگر میاں رضا ربانی صاحب، لیڈر آف دی ہاؤس مہربانی کرکے وہ ریکارڈ نکلوائیں، کیونکہ اس تقریر میں میاں رضا ربانی نے گیارہ نکات پیش کئے تھے، اگر یہ ان کو لے کر آگے چلتے ہیں تو میں یہ نہیں کہتا کہ بلوچستان کے حالات سدھر جائیں گے، اس بات کی کوئی بھی گارنٹی نہیں ہے لیکن میں اتنا کہہ سکتا ہوں کہ ممکن ہے، I repeat ممکن ہے شاید انہیں گنجل دھاگے کا سرا کہیں نہ کہیں سے مل جائے اگر یہ اپنی پیش کردہ تجاویز پر نیک نیتی سے عمل درآمد کریں۔

جناب چیئرمین! اب تھوڑا سا بجٹ پر، economy پر میں کوئی دسترس نہیں رکھتا۔ بہت سے لوگوں نے بہت اچھی اچھی تجاویز پیش کی ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ تجاویز دینے

کا کوئی فائدہ تو نہیں ہے وہ تو علی احمد صاحب کی سربراہی میں کمیٹی جو بھی تجاویز، جو بھی--

---

سینیٹر احمد علی: میرا نام علی احمد نہیں ہے۔

سینیٹر شاہد حسن بگٹی: Sir, I am sorry ایک ہی بات ہے، آگے پیچھے ہو جائے ایک ہی بات ہے۔ چلیں معذرت۔ جناب! ان کی کمیٹی جو تجاویز تشکیل دے گی وہ نیشنل اسمبلی میں جائیں گی۔ ہم یہاں پر صرف خانہ پری کے لیے بیٹھے ہوئے ہیں، صرف public consumption اور media consumption کے لیے ہم جو تجاویز دیں گے ان پر عمل کچھ بھی نہیں ہوگا لیکن بہرحال رسم دنیا ہے اس لیے بات کو آگے بڑھاتے ہیں۔ میری خوش قسمتی ہے کہ وزیر خزانہ نوید قمر شاہ صاحب بھی یہاں پر تشریف لے آئے ہیں۔ جناب میں سب سے پہلے بات کروں گا کہ جو گزشتہ آٹھ نو مہینوں سے پاکستان میں ایک بڑا scam چل رہا ہے، جو ہماری اور آپ کی ضرورت کے ساتھ ساتھ ایک غریب آدمی کی بھی بنیادی ضرورت ہے، گزشتہ آٹھ دس ماہ سے ہم اس گندم کے issue میں پھنسے ہوئے ہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ کبھی بھی پاکستان میں گندم کی پیداوار اتنی کم رہی ہے کہ وہ ہمیں اتنی زیادہ تعداد میں import کرنے کی ضرورت پڑی ہو۔ یہ صرف mismanagement ہے، پچھلے حکمرانوں نے اپنے نور نظر لوگوں کو نوازنے کے لیے دو سو ڈالر، پونے دو سو ڈالر کی قیمت پر انہیں export کرنے کی اجازت دی۔ جو exporters تھے وہ ان کے نور نظر لوگ تھے اس کے ساتھ ساتھ اس میں سرکاری محکمے کامرس منسٹری اور ٹریڈنگ کارپوریشن آف پاکستان کے اہلکار ملوث ہوگئے۔ انہوں نے خوب اس میں مال بنایا۔ وہ جانتے تھے کہ اگر ہم پانچ لاکھ ٹن export کرتے ہیں تو ہمارا cushion stock ختم ہو جائے گا اور ممکن ہے کہ ایسے حالات آئیں گے جہاں ہمیں گندم کی shortage کا سامنا کرنا پڑے گا لیکن اس کے باوجود انہیں نے گندم export کی اور نتیجہ کیا نکلا کہ پانچ لاکھ ٹن export کرنے کے بدلے ہمیں سترہ لاکھ ٹن پانچ سو سے ساڑھے پانچ سو ڈالر فی ٹن کے حساب سے import کرنی پڑی۔ اب اس میں پاکستان کو کتنا نقصان برداشت کرنا پڑا یہ calculate کرنا کوئی مشکل کام نہیں ہے۔

Mr. Chairman: Please hear the honourable Member. Ahmed Ali sahib

سینیٹر شاہد حسن بگٹی : جناب! ان سے کہیں کہ وہیں بیٹھ جائیں۔

جناب چیئرمین: یہ آپ کے قریب آگئے ہیں۔

سینیٹر شاہد حسن بگٹی : نہیں جناب! ان سے کہیں کہ وہیں بیٹھ جائیں۔ Please, I will be grateful to Mr. Ahmed Ali.

جناب چیئرمین: نہیں آپ کو سنیں گے۔

سینیٹر شاہد حسن بگٹی : نہیں جناب! آپ رولنگ دے دیں۔

Mr. Chairman: Senator Shahid Hassan Bugti has the floor and all members listen to him.

سینیٹر شاہد حسن بگٹی : جناب! اب یہ جان بوجھ کر مجھے نہیں سنیں گے۔

سینیٹر احمد علی : آپ کو سن رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: اب تو آپ کے قریب آگئے ہیں اگر آپ lip reading بھی کریں گے تو یہ سنیں گے۔

سینیٹر شاہد حسن بگٹی : جناب! یہ جتنا دور رہیں اتنا ہی بہتر ہے۔ جناب! میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ اس وقت بھی جو نئے اندازے لگائے گئے ہیں' جو assessment کی گئی ہے' ہمارے ملک کی ضروریات 23 ملین ٹن گندم ہے لیکن جو ہم نے گندم export کی اور اب جو 25 لاکھ ٹن گندم import کرنے جا رہے ہیں' سترہ لاکھ ٹن import کر چکے ہیں اور پچیس لاکھ ٹن ہم مزید import کرنے جا رہے ہیں۔ Sir! اگر اس کی قیمت کا اندازہ لگایا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ کم از کم If I am not wrong یہ دو بلین ڈالر سے کہیں آگے چلا جاتا ہے۔

جناب! میں آپ کے توسط سے Honourable Finance Minister کو اس حوالے سے یہ تجویز پیش کروں گا کہ اگر گندم کی support price جو اس وقت 625 روپے ہے

پاکستان کے growers کو incentive دینے کے لیے اگر اس کو بڑھا دیا جائے' ایک یہ This is for them to walk out کہ جی کہ import پر کتنا خرچ آتا ہے اور اس پر انہیں کتنی subsidy دینی پڑتی ہے۔ اگر اسی subsidy amount کو growers کو منتقل کر دیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ملک میں کبھی بھی ایک ٹن تو چھوڑیں ایک کلو بھی import کرنے کی ضرورت نہیں رہے گی۔ لیکن بات وہیں آ جاتی ہے کہ پچھلی حکومت نے بھی لوگوں کو نوازنے کی پالیسی اپنائی تھی۔ خدا کرے کہ اللہ ان کو یہ توفیق نہ دے کہ پچھلی حکومت کی پالیسیوں کو یہ repeat کریں' یہ میری دعا ہے۔

جناب چیئرمین! آپ کے توسط سے پھر میں یہ گزارش کروں گا کہ سب سے بڑا جو آج کل مسئلہ بنا ہوا ہے That is import of oil. جس نے بلا شبہ تمام budget کو upset کر دیا ہے اور اس کے بارے میں کوئی کچھ نہیں کر سکتا کیونکہ یہ international rates کے حوالے سے import ہو رہا ہے۔ اس حوالے سے یہ Government ہو یا چاہے کوئی اور government ہو' اس پر کسی کا اختیار نہیں ہے۔ البتہ جہاں یہ کچھ اس کو کنٹرول کر سکتے ہیں' میں سمجھتا ہوں ان کی زیادہ access ہے لیکن میں یہ کہوں گا کہ ہمارے refineries والے پاکستان میں جس طریقے سے پیسہ بنا رہے ہیں' جناب چیئرمین صاحب! آپ یقین کریں کہ ان کی اندھی کمائی ہے' total اندھی کمائی اور اس کا سارا burden ایک عام آدمی پر transfer ہو جاتا ہے۔ وہ امیر آدمی سے لے کر رکشہ چلانے والا' ایک سکوٹر چلانے والا اور ایک عام آدمی جس کے پاس اگر سکوٹر بھی نہیں ہے وہ بھی اس سے affect ہوتا ہے کیونکہ جب oil کی قیمتیں بڑھتی ہیں تو اس کا اثر ہر چیز پر ہو جاتا ہے۔

جناب چیئرمین صاحب! یہاں پر میں آپ کو official document کے بارے میں بتاتا ہوں، Ministry of Petroleum and Natural Resources کے documents کے حوالے سے' ان کی report کے بارے میں آپ کو بتا رہا ہوں کہ ایک refinery جس کی ,Sir total equity گیارہ ارب روپے ہے اس پر گزشتہ پانچ سال کے دوران وہ کم از کم تیس ارب روپے کما چکے ہیں۔ جناب! میں کوئی یہ ہوائی figures نہیں دے رہا ہوں۔ میرے پاس documents ہیں اور documents سے میں یہ prove کر سکتا ہوں کہ انہوں نے ایک سال

میں چھ چھ ارب روپے بھی کمائے ہیں اور اس پر Ministry of Petroleum and Natural Resources انہیں 10% deem duty allow کر رہی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ انہوں نے اپنی قیمت جو انہوں نے invest کی ہے اس سے کئی گنا زیادہ وہ اپنے پیسے نکال چکے ہیں۔ لہٰذا Ministry of Finance سے میں یہ request کروں گا کہ کم از کم deem duty کو withdraw کر لیا جائے جبکہ اس کے لیے Ministry of Petroleum نے ایک recommendation بھی بھیجی ہے جو یہ ہے کہ اس deem duty کو دس فیصد سے کم کر کے ساڑھے سات فیصد کیا جائے لیکن میں یہاں پر یہ گزارش کروں گا کہ اس کو بالکل zero per cent پر لایا جائے کیونکہ اس وقت اگر یہ zero per cent پر بھی آ جائے تب بھی تیل کی قیمتیں بڑھنے کے سبب refineries آج بھی کروڑوں ڈالر کمانے کی position میں ہیں۔

جناب چیئرمین صاحب! پچھلی حکومتوں کے ادوار میں بڑا شور ہوتا تھا کہ جی اتنا سرمایہ آیا ہے، اتنا سرمایہ آیا ہے ملک میں۔ پچھلے سال بھی میں نے بجٹ کی meeting میں کہا تھا کہ صرف دو تین fields میں یہ سرمایہ آیا ہے جہاں پر لوگ overnight اس کو multiply کر کے سرمایہ باہر منتقل کر رہے ہیں جس میں ایک estate تھی، ایک real estate تھی۔ Sir, ایک Stock Exchange ایک real estate اور ایک Banks ہیں جبکہ inudstry میں کوئی سرمایہ کاری نہیں ہوئی، power generation میں کوئی سرمایہ کاری نہیں ہوئی۔ یہ میں پچھلے ادوار کی بات کر رہا ہوں لیکن اب جو ہم پہلے Cartel کی باتیں سنتے تھے، مافیا کی باتیں سنتے تھے اب یہ ایک fact ہم پر ثابت ہوتا جا رہا ہے کہ جی یہ Cartel، حکومت چاہے undemocratic, unelected لوگوں کی ہو، چاہے democratic elected لوگوں کی ہو--

(مداخلت)

سینیٹر شاہد حسن بگٹی ، جناب میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ اب elected government میں بھی یہ ثابت ہو گیا ہے کہ یہ Cartel اتنے ہی مضبوط ہیں جتنے undemocratic government کے دور میں ہوتے ہیں۔ اب Stock Exchange میں ان کو CVT اور Capital Gain Tax سے مستثنیٰ رکھا گیا ہے۔ آپ جانتے ہیں ہیں وہاں پر لوگ

کروڑوں اور اربوں روپے کا business کر کے اتنا ہی پیسہ چند دنوں میں multiply کر لیتے ہیں۔

جناب چیئرمین صاحب! اس کے بعد میں Education department کی طرف آتا ہوں۔ کچھ عرصہ قبل اسلام آباد میں ایک NGO نے Education departments کے حوالے سے ایک seminar منعقد کیا تھا جس میں پاکستان کی پارلیمنٹ میں موجود تمام پارلیمانی جماعتوں کے نمائندے وہاں پر موجود تھے۔ پاکستان پیپلز پارٹی کی طرف سے اس میں اس وقت کے Minister for Foreign Affairs مخدوم شاہ محمود قریشی صاحب وہاں پر بہ نفس نفیس موجود تھے اور اس میں stress صرف اس بات پر تھی کہ پاکستان کے Education کے حالیہ بجٹ کو آنے والے بجٹ میں کم از کم دگنا کر دیا جائے۔ جناب مخدوم شاہ محمود قریشی صاحب نے اس charter پر پاکستان پیپلز پارٹی کی طرف سے اپنے دستخط ثبت کیے تھے۔ اگر میں غلط نہیں ہوں تو اس میں ہمارے Honourable Senator کامران مرتضیٰ بھی موجود تھے اور Honourable Senator عبدالرحیم مندوخیل صاحب and if I am not wrong انیسہ زیب صاحبہ بھی وہاں پر موجود تھیں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ جو ان کی ایک commitment تھی کم از کم اس کو پورا کرنا چاہیے تھا۔ We are lagging far behind in education sector. ہم یورپ کی بات نہیں کر رہے ہیں، ہم ایشیا کی developed nations کی بات نہیں کر رہے ہیں۔ اگر افریقہ کے Black continent کے چھوٹے چھوٹے ممالک کا ہم literacy rate دیکھیں تو یوگنڈا، برونڈی، روانڈا قسم کے ممالک بھی پاکستان سے کہیں آگے ہیں۔ یہ تو جناب! ہمارے لیے ایک لمحہ فکریہ ہے کہ وہ ممالک جو آٹھ آٹھ، دس دس سال civil war میں الجھے رہے ہیں لیکن اس کے باوجود ان کا literacy rate پاکستان سے آج بھی کئی گنا زیادہ ہے۔ ہمیں اس طرف توجہ دینا ہوگی کیونکہ جب تک ہم اپنے education budget کو نہیں بڑھائیں گے تو میں نہیں سمجھتا کہ اس وقت تک ہمارے لیے ترقی کے راستے کھلیں گے۔

ترقی یافتہ ممالک میں تو عالم یہ ہے کہ جو کالج یا یونیورسٹی کا ہونہار student ہوتا ہے اسے اچھی اچھی universities سے jobs کی offer آنے لگ جاتی ہیں اور انہیں وہ بڑی heavy salaries پر teaching side پر اپنے ہاں لے جاتے ہیں جبکہ ہمارے ہاں teaching

side کا عالم یہ ہے کہ ہمارے graduate and post graduate جو نکلتے ہیں teaching side ان کی priority میں سب سے آخر میں ہوتی ہے۔ جب انہیں کوئی نوکری نہیں ملتی ہے تو وہ صرف وقت گزارنے کے لیے تاوقتیکہ اس کو اچھی نوکری مل جائے وہ teaching side پر چلا جاتا ہے اور جیسے ہی اس کو کوئی اچھی نوکری مل جاتی ہے تو teaching job چھوڑ کے فوراً دوسری طرف نکل جاتا ہے۔ لہٰذا میں سمجھتا ہوں کہ Education کی طرف خصوصی توجہ دی جائے۔

میں اپنی speech سمیٹنے سے پہلے، جیسا کہ پہلے بھی دو تین دوستوں نے ذکر کیا تھا جو یہ ہے کہ ہمارے parliamentary delegations کے foreign tours محدود کر دیئے جائیں۔ جناب مجھے دو سال ہو گئے ہیں I am a member of this august House. مجھے آج تک یہ سمجھ نہیں آئی کہ ہمارے جتنے بھی parliamentary delegations باہر کے دوروں پر جاتے ہیں مجھے آج تک ان کی کوئی productivity دیکھنے میں نہیں آئی ہے۔ اگر کسی ایک Minister کی بات ہوتی ہے، ایک Foreign Minister کی یا کوئی جو Minister جاتا ہے اور وہاں پر کوئی agreement sign کرتا ہے کوئی trade کے حوالے سے، کسی اور charter کے حوالے سے تو بات سمجھ میں آتی ہے لیکن ہم دو چار سینیٹر صاحبان اور دو چار ایم این اے صاحبان چلے جاتے ہیں اور دو چار یا چھ دن گھوم کے آ جاتے ہیں تو مجھے نہیں پتا کہ اس کا کتنا burden قومی خزانہ پر پڑتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب تک انتہائی essential نہ ہو تو برائے مہربانی جو بیرونی دورے ہم کرتے ہیں لوگوں کو نوازنے کے لیے، ان پر پابندی لگائی جائے۔

بہت شکریہ جناب۔

Mr. Chairman: Thank you.

(Interruption)

Senator Kamran Murtaza: Sir, just for one minute.

Mr. Chairman: I am sorry.

آپ خود ایک senior responsible member ہیں۔ We have to follow the rules.

پہلے وقت طے کرلیں۔ بے شک ضروری ہوگی۔ اپنی speech میں بول لیں۔ ہر بات ضروری ہوتی ہے ' اپنی speech میں بول لیں ۔ نہیں ' نہیں بالکل نہیں کامران۔Please. I would request the House Members now to please observe the rules and strengthen my hands. میرے پاس چھ اور requests پڑی تھیں ۔ ابھی جو تھوڑی دیر پہلی آئی ہیں' کل سے پڑی ہیں جو میں نے نہیں کی ہیں۔ How can I say 'no' to them then. نہیں جی' نہیں' کامران صرف ایک آپ کا بھی رہتا ہے ان کا بھی رہتا ہے۔ Also,I expect more responsibility. We cannot do that. نہیں ' نہیں جی ' بالکل نہیں اب جو باقی speakers ہیں ان سے request کروں گا کہ ابھی ہمارے بہت سے speakers رہتے ہیں ۔وقت کی سختی سے پابندی کریں۔جو تجاویز ہیں وہ آپ مہربانی کرکے پہلے دے دیں۔تاکہ ان کی جو نئی چیزیں ہیں۔

(مداخلت)

سینیٹر آغا پری گل، دیکھیں کہ اگر کوئی قومی مسئلہ ہو تو۔۔۔

جناب چیئرمین، رولز آپ نے بنائے ہیں۔ میں نے نہیں بنائے۔ نہیں ' نہیں بالکل نہیں پھر دوسروں کو بھی کیوں نہ کروں ۔سب کہہ رہے ہیں میں کیسے کرسکتا ہوں۔آپ خود سوچیں مجھے بھی ایک equity بھی maintain کرنی ہے یا نہیں ۔انیسہ زیب طاہر خیلی صاحبہ You have the floor and please even all strictly adhere to the time frame and we must observe the rules that have been framed. جو speakers بعد میں آرہے ہیں ۔ آپ جب تقریر کریں گے اس وقت بول لیجئے گا۔یہ رولز میں نے تو نہیں بنائے ہیں۔ انیسہ زیب طاہر خیلی صاحبہ

سینیٹر انیسہ زیب طاہر خیلی، شکریہ جناب چیئرمین! سب سے پہلے تو میں جناب نوید قمر صاحب کو اس بجٹ کو پیش کرنے پر مبارکباد دینا چاہوں گی ۔خاص طور پر اس بات پر وہ ۱۲ سال بعد یہ بجٹ پیش کر رہے ہیں وہ خود اور ان کی پارٹی جو ہے وہ اتنا عرصہ اس بجٹ processing سے دور رہے لیکن finally اب وہ پیش کر رہے ہیں لیکن اسی کے ساتھ ایک

غم کا دکھ بھی ہے کہ محترمہ بے نظیر بھٹو شہید کی شہادت کے بعد یہ بجٹ پیش کیا جا رہا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اگر آج محترمہ ہوتیں اور اس پارٹی کو lead کر رہی ہوتیں تو اس بجٹ میں ایک لحاظ سے کمی بیشی ہے وہ بھی پوری ہو جاتی لیکن مجھے یقین ہے کہ پارٹی ان کی vision اور ان کی جو سوچ ہے۔اس کے حوالے سے اپنے اس tenure میں ضرور عمل پیرا ہوں گی۔

جناب چیئرمین! افسوس اس بات سے بھی ہوتا ہے کہ جس طرح ابھی مشاہد صاحب نے کہا کہ پچھلے دور کی جو continuity ہے یا تسلسل ہے۔آج کی جو اقتصادی ٹیم کے اندر وہ آج گزشتہ ادوار کو criticise کر رہے ہیں اس بجٹ کے حوالے سے مجھے بڑی حیرانی ہوئی کہ Advisor to the Prime Minister نے کل قومی اسمبلی میں گزشتہ دور کے حوالے سے کافی criticism کیا اور وہاں قومی اسمبلی میں لیڈر آف اپوزیشن کی تقریر پر انہوں نے اعتراضات کیے۔ اس کے لیے تو ضروری ہے کہ ان کی گزشتہ سال کی جو بجٹ speech ہے وہ پریس میں circulate کی جائے کیونکہ یہ ان کی ذمہ داری تھی اور میری طرح کے جو non-economist type کے ممبران ہیں جو ان کے لیے economy ہے وہ ایک technical سوچ جو ہے اس سے ذرا کہیں بڑھ کر ہے۔اس لحاظ سے ہم سمجھتے ہیں کہ ہم تو گزشتہ دور میں کابینہ کے اور قومی اسمبلی کے حوالے سے، سینیٹ ان کی technical advice پر depend کر رہا تھا کہ وہ اس وقت کہہ رہے تھے کہ معیشت ٹھیک جا رہی ہے اور ہر چیز ٹھیک ٹھاک ہے اور آج اگر وہ کہتے ہیں کہ گزشتہ ادوار میں یہ خرابیاں پیش ہوئی ہیں۔ تو میں سمجھتی ہوں کہ اس کا جواب بھی ضرور لینا چاہیے ۔بجٹ پر mised feelings ہیں ۔ اب تک جتنے مقررین ہیں میں نے کافی کو تفصیلاً سنا اور جن کو نہیں سن سکی ان کے خیالات بذریعہ میڈیا وہاں سے حاصل کیے ۔ مجھے اندیشہ ہے گو کہ نوید قمر صاحب نے بہت مختصر وقت میں ----

Mr. Chairman: Please hear the honourable member.

سینیٹر انیسہ زیب طاہر خیلی، کوشش کی کہ ایک بہتر اور ایک مفصل قسم کا عوام دوست بجٹ آئے لیکن مجھے اندیشہ ہے اس بات کا کہ یہ فائنل بجٹ نہیں ہے ۔ہمیں آنے والے سال میں کئی mini-budgets کا سامنا کرنا ہوگا اور ان کی جو استطاعت ہے اس سے

بھی باہر ہے ۔بہت سے معاملات بجٹ کے اوپر اثر کریں گے۔جس طریقے سے تمام مقررین نے point out کیا کہ oil and food کی جو prices ہیں وہ Internationally price hike کی وجہ سے ہیں وہ ہمارے بس سے باہر ہیں ۔ اندیشہ اس بات کا ہے اور انٹرنیشنلی اس اندیشے کا اظہار کیا جا رہا ہے کہ یہ prices خدانخواستہ 180 ڈالر فی بیرل تک یہ بڑھ سکتی ہیں۔تو ایسے حالات میں یہ 139 ڈالر تک کی peak کو touch کرکے آئی ہیں۔ہم دیکھتے ہیں کہ خدانخواستہ اگر 180 dollar کے اوپر چلی گئیں تو اس کا کیا اثر ہوگا۔

جناب چیئرمین ! میں انتہائی مختصر طریقے سے اپنے نکات پیش کروں گی جیسے آپ کی ہدایات کے مطابق میں کم سے کم وقت میں اپنی بات کو پورا کرنا مشکل ہوگا، سمندر کو کوزے میں بند کرنے کے مترادف ہے لیکن میں کوشش کروں گی کہ جلد از جلد مختصر points میں پیش کروں۔ لوڈشیڈنگ کےحوالے سے بات کی گئی ۔ اس بجٹ میں بھی ہم نے دیکھا کہ IPP جو ہیں ان کے حوالے سے 1994 ، میں ہوئیں ان کے حوالے سے یہ بات کی گئی کہ اگر energy کا وہ vision نہ ہوتا ۔میں سمجھتی ہوں بالکل یہ صحیح بات ہے ۔ اس وقت کی حکومت نے اس کو ایک اچھی سوچ کے مطابق کیا تھا لیکن وہ جو مشکلات 1994 سے لے کر 2002 تک درپیش آئیں یعنی وہ بھی میں سمجھتی ہوں کہ وزیر خزانہ کسی وقت پرضرور brief کریں کہ وہ واپڈا کو جو payments کرنی پڑیں مشکل حالات میں اور پھر اسی کے اندر IPP کے ساتھ جو معاہدات تھے۔ان کی وجہ سے نئے جو power plants لگانے کی آپ کی جو قابلیت تھی اس کو آپ نے مسدود کر دیا ۔وہ بھی ہمارے سامنے ہے اور یہی وجہ ہے کہ پبلک سیکٹر میں یہ پلانٹ نہیں لگے لیکن سب سے بڑھ کر میں سمجھتی ہوں کہ گزشتہ پانچ سالوں میں کیونکہ میں خود بھی اس حکومت کا حصہ تھی اور آج ہم بڑی آسانی سے کوشش کریں کہ اپنے criticism کو اس حکومت کے اوپر پر ڈال دیں۔تو یہ میرا خیال ہے ایک جائز بات نہیں ہے ۔ہمیں اس وقت کے اس دور کی پالیسیوں کو defend کرنا ہوگا ۔سب سے پہلا reason یہ تھا کہ ہم ایک oil producing country نہیں ہیں اور تیل پر چلنے والے power plants جو ہیں ہم پبلک سیکٹر پر لگا کے عوام کو اور مشکل میں نہیں ڈالنے چاہتے تھے ۔ہائیڈل پراجیکٹ تھے جن کے اوپر اس وقت بھی ہماری کوشش تھی کہ یہ سب سے سستی بجلی ہے اس کے اوپر کیا جائے اور آپ نے دیکھا کہ

باوجود اس کے کہ واپڈا میں ایک جو اس وقت lobby تھی اور جو کسی طور پر کالا باغ ڈیم کو جو وفاق کے لیے نقصان دہ تھی اور میں سمجھتی ہوں کہ آج حکومت نے ایک اچھا فیصلہ کیا ہے کہ اس کو کم از کم clear کر دیا ہے کہ فیڈریشن کے لیے اس پر consensus achieve نہیں ہو رہا تھا ۔ اس کو وقتی طور پر یا کل وقتی طور پر shelve کیا لیکن اس وقت بھی وہ کسی طور پر بھی، واپڈا کے اہلکار تھے اور یہ دیکھنا چاہیے کہ اس میں کون کونسی لابی involve تھی انہوں نے اس پراجیکٹ کو shelve نہیں کیا ۔ shelve کرنے کو چھوڑیں۔انہوں نے باقی پراجیکٹس کو initiate نہیں کیا ۔بھاشا ڈیم کے لیے feasibility نہیں بنائی گئی اور اس گزشتہ دور میں کوشش کی گئی ۔پانچ اور ڈیمز کے حوالے سے بھی سوچا گیا اور پھر اس طرح سے ایک run of the river کے اوپر ایک بونجی ڈیم ہے۔اس کے متعلق بھی اس وقت کے vision میں شامل تھا کہ اس کے اوپر بھی feasibility study کی جائے گی۔ تو میں سمجھتی ہوں کہ آج بھی ضرورت اس بات کی ہے کہ تیل کے انٹرنیشنل مسائل ہیں، بحران ہیں، ہم وقتی طور پر یہاں پر power plant لا کر بجلی بنا دیں گے لیکن کیا وہ عوام کے لیے affordable بجلی ہوگی ؟ کیا وجہ ہے کہ آج وہ والے وسائل کیونکہ میں دیکھتی ہوں کہ پاور سیکٹر کے لیے جس طریقے سے انہوں نے اس وقت allocations کی ہیں میں اس پر تھوڑا سا مختصر بعد میں بیان کروں گی۔

اسی طریقے سے ہم نے جو زراعت کے حوالے سے کہا ہے کہ جب یہ حکومت کو اقتدار ملا تو بالکل famine کی قحط والی situation تھی ایسا ہرگز نہیں ہے۔ ٹھیک ہے mis-management ہوئی ہے لیکن جس طرح اس وقت بھی صدر مملکت نے اور وزیر اعظم نے کہا کہ ہم فیصلے کریں گے ہو سکتا ہے ان فیصلوں میں کوئی غلط فیصلہ بھی ہو لیکن یہ کبھی غلط ارادے کے تحت فیصلے نہیں ہوں گے یہ ہمیشہ ملک کے مفاد میں ہوں گے اور یہی وجہ ہے کہ اس وقت کی کابینہ میں جب یہ بات آئی کہ پچھلے سے پچھلے سال کا جو سٹاک ہے اس کو نئے bumper کو accommodate کرنے کے لیے اس کے لیے جگہ بنائی جائے تو اس وقت کسی کو یہ اندازہ نہیں تھا کہ بین الاقوامی طور پر ایک دم اشیاء خورد و نوش کی اتنی زیادہ قیمت بڑھ جائے گی۔ تو اس حساب سے جو export کیا گیا اور آج اس کو بار بار repeat کر رہے ہیں اور پھر اگر دیکھا جائے۔ تو جب آپ تفصیلاً اس پر غور کریں تو یہ پتا لگتا ہے کہ estimation میں

کچھ کمی بیشی تھی لیکن ایسا نہیں تھا کہ آپ کی بالکل وہ نہیں تھی۔ میں سمجھتی ہوں کہ management اور پھر شاید کچھ individuals کے غلط ارادے ہیں ان کی وجہ سے ہمیں یہ crisis دیکھنا پڑا۔ law & order situation بیشک موجود تھی لیکن گزشتہ ادوار میں یہ سمجھتے ہیں کہ آج کی law & order situation اس گزشتہ 12 سالوں کے ادوار کے مقابلے میں زیادہ بری ہے تو اس کے آپ حالات بھی دیکھیں۔ اسی عرصہ میں ستمبر 11 کا واقعہ ہوا۔ اسی دوران افغانستان کی ایک لحاظ سے جو جنگ والی situation ہے' اس کا fall out ہوا اور انہی حالات میں پاکستان بھی focus میں آ گیا' spot light اس پر آ گئی کیونکہ دنیا کی نظر اس طرف پڑنے لگی۔ آج ہم سمجھتے ہیں کہ ہمیں یہ دیکھنا ہوگا کہ اس کے ساتھ نبرد آزما ہونے کے لیے کیا صحیح planning کی جا رہی ہے؟۔ اسی طریقے سے میں سمجھتی ہوں کہ جو صوبوں میں ایک عدم توازن تھا' disparity تھی یعنی بلوچستان کو بے انتہا neglect کیا گیا' FATA کو بہت عرصے سے neglect کیا گیا' صوبہ سرحد کے remote area کو پنجاب اور سندھ کے ترقی یافتہ علاقوں کے ساتھ نہیں لایا گیا' interior سندھ میں بہت سارے علاقے ہیں' جنوبی پنجاب میں بہت سارے علاقے ہیں جو آج بھی پسماندگی کا شکار ہیں تو اس disparity کو remove کرنے کے لیے گزشتہ دور میں ایک بڑا planned programme ہوا اور ان کی development, out lay کو آپ نے دیکھا ہے کہ وہ billions of rupees میں تھی۔

جناب والا! میں سمجھتی ہوں کہ موجودہ بجٹ میں بے شک ایک عوامی touch ہے۔ مجھے یقین ہے کہ جو گورنمنٹ کا focus ہے' جس میں cash transfer programme ہے' taxation کا پروگرام ہے' ان کی intention یہ ہے کہ کسی طریقے سے پاکستان میں poorest of the poor کو کچھ فوری relief دیا جائے۔ لیکن میرا خیال ہے کہ اس intention کو غلط طریقے سے آگے لایا جا رہا ہے۔ پروفیسر خورشید صاحب نے اپنی تقریر میں بتایا ہے اور خاص طور پر cash transfer programme کا جائزہ بھی لیا ہے کہ ہمارے ہمسایہ ممالک اور دنیا کے دیگر ممالک خاص طور پر جاپان' اگر یہ ہمیں interest free قرض حسنہ کے طور پر دیں اور پھر لوگوں کو اتنا substantial amout دی جائے کہ وہ اپنا کوئی نہ کوئی کاروبار شروع کر سکیں تو وہ زیادہ fruitful ہوگا۔ آج میں نے جن issues کو سامنے رکھا ہے کہ ان پر point

by point بات کروں گی' ان میں سب سے پہلے political stability اور وفاق کو چلانے کا طریقہ کار ہے۔ آج مجھے نظر آ رہا ہے کہ حکومت کی چاہے جیسی بھی intention ہے لیکن اس میں government parties میں cohesion نہیں ہے۔ آج ہم دیکھتے ہیں کہ government parties آٹھ نکات پر اپنا consensus develop کرنے کی کوشش کر رہی ہیں۔ یہ بات ماضی میں ہم نے اس وقت point out کی تھی جب یہ پارٹیاں Charter of Democracy sign کر رہی تھیں کہ کیا ان میں ہر issue پر یہ سوچ موجود ہے کہ کل یہ آپس میں اکٹھے چلیں گے یا نہیں۔ انہوں نے minimum common agenda high light کیا۔ ہمارا تو خیال تھا کہ اس تیزی کے ساتھ تیاری ہو رہی ہے اور اس طریقے سے اس حکومت کے اوپر attack ہو رہے تھے کہ ہم سمجھ رہے تھے کہ شاید بہت زیادہ اپنا پروگرام تیار کر کے رکھا ہوا ہے لیکن نظر آتا ہے کہ کوئی ایسا prior consensus نہیں ہے جو کہ حکومت بننے کے بعد نظر آئے۔ اسی طریقے سے جو federating units ہیں' ان کے ساتھ کوئی consultation نظر نہیں آئی ہے کہ یہ کس طریقے سے ہو رہی ہے' چاہے یہ consultation budgetting پر ہو یا دوسرے issues پر ہو کہ ان کا حل کیسے کیا جائے۔

جناب والا! judges کا issue ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ حکومت کے لیے یہ ایک بڑا امتحان ہے۔ یہ گزشتہ سے پیوستہ ہے' اس میں کوئی شک نہیں لیکن میں سمجھتی ہوں کہ اگر will ہو تو اس مسئلے کو فوری طور پر حل کر دینا چاہیے۔ آج بھی ہم یہ سمجھتے ہیں کہ judges issue کو زیادہ کھینچنے کی بجائے اس پر concrete steps اٹھائے جائیں اور اس بارے میں جو حکومت سمجھتی ہے کہ یہ بہترین فیصلہ ہے' وہ اسے کرنا چاہیے لیکن اس issue کو مزید آگے کھینچنے کا مطلب اصل issues سے صرف نظر کرنے کے مترادف ہے۔

جناب والا! قومی سلامتی یا security کے issues ہیں۔ ان کے بارے میں ہم سمجھتے ہیں کہ جو peace agreements ہو رہے ہیں' ان کے متعلق بھی ہمیں دیکھنا ہوگا۔ صرف Interior Ministry کے جو بہت سے important projects ہیں' ان کو funds نہ دینے سے کوئی بچت نہیں ہوگی۔ میں سمجھتی ہوں کہ ان میں سے جو important programmes تھے' ان کو funding کرنی چاہیے تھی۔ آج ہم سمجھتے ہیں کہ یہ موجودہ حکومت

بہت ساری ایسی چیزوں پر depend کر رہی ہے جو پچھلی حکومت نے شروع کی تھیں ۔ اگر پاکستان میں data base کا کوئی proper نظام وضع ہوا ہے تو گزشتہ دور میں ہوا ہے۔ آج کی حکومت اس پر dependant ہو رہی ہے کہ اپنے cash transfer programmes اسی کے data کے مطابق شروع کرے حالانکہ اس میں بھی بہت سارے lacunas ہیں جن کا ذکر میں آگے کروں گی۔

جناب والا! لال مسجد کے issue کو بہت زیادہ اٹھایا جاتا ہے کہ لال مسجد میں غریبوں کا اور بے گناہوں کا خون بہایا گیا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ ایک اختراع ہے۔ یہ exaggeration ہے۔ اگر ہم اسے صحیح تناظر میں دیکھیں تو یہ بات صحیح ہے کہ ایک ایسی situation بنی جسے اس وقت کی حکومت بھی نہیں چاہتی تھی کہ یہ بنے۔ یہ issue جنوری 2007 سے شروع ہو کر جولائی تک کیوں گیا؟ یہ صرف اس وجہ سے گیا کہ کوشش کی گئی کہ بات چیت کے ذریعے ' ایک peacefulطریقے سے اس مسئلے کو حل کیا جائے اور آپ دیکھیں کہ آخری دن تک بھی یہ کوشش کی گئی کہ انہیں safe exit provide کیا جائے ۔ حکومت سمجھتی تھی کہ یہ اس حکومت کے interest میں ہے ۔ اس وقت صدر مملکت سے لے کر وزیروں تک' ہر شخص یہ کوشش کر رہا تھا کہ کسی طریقے سے اس مسئلے کا پر امن حل ہو۔ پھر انہوں نے برملا اس کا پریس میں اظہار بھی کیا لیکن اب ہم سمجھتے ہیں کہ اس چیز کو صرف اور صرف ایک سیاسی point scoring کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے ۔ اس کے actual اور صحیح محرکات کو صحیح طریقے سے بیان نہیں کیا جاتا ہے۔ آج ہم سمجھتے ہیں کہ قومی سلامتی کے عدم استحکام کی وجہ سے سرمایہ کاری میں بے انتہا کمی ہوئی ہے۔ میں ہارون اختر صاحب کی تقریر کو بہت زیادہ appreciate کروں کہ انہوں نے ایک ایسا خاکہ بیان کیا ہے جو پچھلے دور اور آج کے دور کا موازنہ ہے۔ پھر اس بجٹ کے تمام aspects کو انہوں نے بہت detailسے بیان کیا۔ اس لیے میں اس side پر نہیں جاؤں گی۔ لیکن جو actual points ہیں ' جو ایک record investment ماضی کے مقابلے میں ہوئی ہے' آج اس میں کیوں کمی آ رہی ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ ایسی صورت حال میں جو reconstruction of opportunities' zone, کی جو بات کی جا رہی ہے' اس کے بارے میں بجٹ میں بھی اس کا ذکر ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ

اس کا بھی کوئی future نہیں ہے کیونکہ جب تک قومی سلامتی یا علاقے کی security کا مسئلہ حل نہیں ہوتا، اس وقت تک ہم اس مسئلے کا حل نہیں نکال سکتے۔ میں وزیر قانون سے اس مسئلے پر تھوڑی دیر پہلے بات بھی کر رہی تھی لیکن اس پر سرسری بات ہوئی ہے کہ اس وقت حکومت نے جو package introduce کیا ہے، میں بالکل مشاہد صاحب سے اتفاق کرتی ہوں کہ opposition کی پارٹیوں کو اس کی کوئی باقاعدہ کاپی نہیں دی گئی ہے کہ یہ کیا amendments لانا چاہتے ہیں لیکن جو سنی سنائی باتیں ہیں کہ 82 amendments آ رہی ہیں، ان میں مکمل طور پر ابھی provincial autonomy کے حوالے سے amendments موجود نہیں ہیں جب کہ وزیر اعظم صاحب نے اپنی تقریر میں اس بات کا اظہار کیا تھا کہ ایک سال کے اندر اندر Concurrent List کو ختم کر دیا جائے گا۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ اگر یہ package آیا ہے اور اگر اس طرح کا حکومت کا ارادہ اب بھی ہے تو وہ اسی package کا حصہ ہونا چاہیے کیونکہ ہمیں صوبائی خودمختاری پر بہت زیادہ focus کرنا ہے۔ ہم وفاق کو صرف اسی صورت میں ہی مضبوط کر سکتے ہیں جب federating units viable ہوں گے اور انہیں financial بلکہ administrative and legal autonomy بھی ملے۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس Concurrent List کو abolish کرنا چاہیے اور اسی package میں یہ amendments بھی آنی چاہیئیں۔

صوبہ سرحد کے حوالے سے پہلے بھی اور اس بجٹ تقریر میں بھی net profit کے حوالے سے بات ہوئی ہے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ net profit کی capping ختم ہونی چاہیے۔ جن چھ ارب روپوں کو cap کر دیا گیا ہے، اس کے حل کا اب باقاعدہ time آ گیا ہے کیونکہ موجودہ حکومت نے اپنا ارادہ ظاہر کیا ہے کہ ایسے تمام نکات کو حل کریں گے۔ تاہم AGN Qazi formula کے مطابق اس کے arrears کو بھی decide کرنا چاہیے اور اس کی capping بھی ختم ہونی چاہیے۔ آئین کے Article 161 کے مطابق یہ net profit ادا ہونے چاہیئیں۔ 1991 میں جو پانی کا accord ہوا ہے، افسوس یہ ہے کہ صوبہ سرحد کو اس کے مطابق share نہیں مل رہا ہے۔ یعنی اس وقت دیکھا جائے تو ہمارا اس share کا 8.78 million acre feet حصہ بنتا ہے جب کہ صوبہ سرحد infrastructure نہ ہونے کی وجہ سے صرف 6 کچھ MAF استعمال کرتا ہے اور 2.23 MAF پانی استعمال ہی نہیں کرسکتا۔ آپ ایک عرصہ دراز سے دیکھیں

کہ وہ پانی سسٹم میں بہہ جاتا ہے یا دوسرے صوبے اسے استعمال کرتے ہیں۔ اب اصولاً تو یہ چاہیے کہ formula کے مطابق ہمارے صوبے کو water charges ادا کئے جائیں یا پھر اسے کوئی incentive دینا چاہیے جیسے free movement of wheat ہے۔ اصولاً تو یہ چاہیے کہ اس کے مطابق صوبے کو water charges ادا کیے جائیں۔ یا پھر ان کو کوئی incentive دینا چاہیے ۔ مثلاً free movement of wheat دینی چاہیے ۔ کیا وجہ ہے کہ صوبہ سرحد میں' یہ گندم جو already پورے ملک میں مہنگی ہے' وہ مزید مہنگی ہو رہی ہے ؟ جتنا آپ دور جائیں گے' یعنی ان حالات میں وزیرستان یا اگر آپ اپر دیر کے کسی گاؤں میں جائیں ' وہاں آٹے کی ایک بوری ہزاروں روپے کی ملتی ہے' وہی جو کہ آپ کو شہروں میں سینکڑوں میں مل جاتی ہے ۔ ایسے حالات میں ہم سمجھتے ہیں کہ water charges ضروری ہیں ۔ یا پھر infrastructure کو development کرنے کے لیے special جو Provincial Programme میں حکومت کو اپنی طرف سے مدد دینی چاہیے۔ جہاں تک ہمارے منصوبہ جات ہیں' منڈا ڈیم آپ کے plan میں تھا ' provision میں موجود ہے۔ یہ وہ ڈیم ہیں جناب چیئرمین! جو کہ آپ دریائے کابل اور دریائے سوات کے سسٹم پر بنائیں گے ۔ دریائے سوات کے سسٹم پر اور دریائے کابل کے ساتھ جب دریائے سوات ملتا ہے تو میں آپ کی اطلاع کے لیے بتاؤں کہ ستر فیصد پانی دریائے سوات سے آ کر دریائے کابل میں شامل ہوتا ہے۔ یعنی دریائے کابل آ کر اٹک میں انڈس میں جو شامل ہوتا ہے ' اس میں ستر فیصد پانی دریائے سوات سے اور جو مختلف tributaries ہیں ' وہ اکٹھی ہوتی ہیں ۔ ایسے میں اگر وہاں پر ایک اچھا storage اور بجلی کا سسٹم ہو گا تو میں سمجھتی ہوں کہ یہ آنے والے وقت میں جو بڑا ڈیم ہے نیچے down stream اس کے لیے ہم سوچ سکتے ہیں کہ جس پر ہم consensus achieve کرنے کی بات کر رہے ہیں وہ consensus achieve کیا جاسکتا ہے ۔ اگر وہاں پر ہمارے پاس اوپر بھاشا ڈیم اور منڈا ڈیم ہو تو یہ ایک safety walve ہے جو کہ Indus river system کے اندر آپ لا سکتے ہیں ۔ لیکن اس پر ابھی تک کچھ بھی نہیں ہوا ۔ اس سال بھی بجٹ میں 80 million rupees اس کے لیے رکھے گئے ہیں جو نہ ہونے کے برابر ہیں ۔بھاشا ڈیم ' جو آنے والے وقت میں main ڈیم ہے' آپ دیکھیں اس کے لیے چار سو سترہ ملین روپے' یعنی اکتالیس کروڑ روپے ۔ یہ peanut ہے جناب چیئرمین! اس کا

مطلب ہے کہ آج بھی ہم hydel power میں اتنے interested نہیں ہیں - اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کالا باغ، جس کو کبھی بننا یا نہ بننا تھا یا جس کی ابھی تک کوئی منظوری نہیں ہوئی تھی، وہاں آپ لوگوں نے تعمیرات کر دیں اور وہ ویسے ہی پڑی ہیں - آج بھی وہ بالکل خراب ہو رہی ہیں اور وہاں کالونیاں بن چکی ہیں - لیکن بھاشا ڈیم، جس کا ہمیں گزشتہ کئی سالوں سے اندازہ ہے، ہم نے ابھی تک کوئی clear allocation اس road کے لیے بھی نہیں کی، جو widening of KKH ہے - ٹھیک ہے بجٹ میں اس کا تذکرہ ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے لیکن چاہیے تھا کہ clear cut allocation ہوتیں تاکہ پتا لگتا کہ آئندہ آنے والے سال میں آپ اس پر تیزی سے کام کر رہے ہیں -

جناب چیئرمین: وقت کا خیال رکھیے -

سینیٹر انیسہ زیب طاہر خیلی: جی Mr.Chairman بہت شکریہ - Hydel Power Project پر میں نے کہا تھا میں بات کروں گی تو موجودہ Hydel Policy میں جناب چیئرمین! آپ پچاس میگا واٹ سے زیادہ کے جو Provinces ہیں، ان کو صرف اس بات کی اجازت ہے کہ وہ پچاس میگا واٹ تک کے projects initiate کر سکتے ہیں - میں سمجھتی ہوں کہ اسے تبدیل کرنے کی ضرورت ہے - اس کو ہٹانا چاہیے - ایسے areas ہیں، ایسی locations ہیں جہاں پر آپ زیادہ جو power capacity ہے، اس میں install کر سکتے ہیں - small hydel projects مثلاً دبیر، الائی اور خان پور جو ہیں، ان میں ساٹھ فیصد کام ہو چکا ہے - یہ تو گزشتہ حکومت ہی کی input ہے کہ جس پر ساٹھ فیصد کام ہو چکا ہے - چاہیے تھا کہ آپ ان پر زیادہ allocation کریں، Provinces کی help کریں تاکہ وہ projects complete ہوں - اسی طریقے سے چترال اور کوہستان کے علاقے میں، چاہے وہ گڑان گل ہے یا خیال گڑھ ہے - اسی طرح پنجاب میں جناب زراعت پر ایسی پوزیشن ہے جہاں پر آپ Hyderl Power stations بنا سکتے ہیں - چاہیے تھا کہ حکومت اس side پر focus کرتی - اس سے بڑھ کر ٹرانسمیشن لائینوں اور گرڈ سٹیشنوں کی improvement اور rehabilitation کی ضرورت ہے - آج بجلی کے ہوتے ہوئے بھی ہمارے line losses اس بنیاد پر بہت زیادہ ہو رہے ہیں اور جس کا

اثر عوام پر پڑتا ہے ۔ جیسے طلحہ صاحب نے بھی کہا اور ہارون صاحب نے بھی کہ بجلی direct یا گندم پر جو subsidies withdraw کی جا رہی ہیں' اس سے اور زیادہ خراب situation ہو گی اور World Bank کی طرف سے حکومت پر یہ pressure ہے کہ دسمبر تک آپ اور زیادہ subsidies کو ختم کریں۔ اگر ایسے حالات ہوئے تو میں سمجھتی ہوں کہ پاکستان کے عوام کے لئے کوئی pro poor policy نہیں ہو گی ۔ جناب چیئرمین ! Industrial estates کے متعلق ٹھیک ہے budget speech میں بات ہوئی، لیکن گدون امازئی کی جو انڈسٹریل اسٹیٹ ہے' جو اب ایک لحاظ سے انڈسٹری کا قبرستان بنا ہے' اس کی rehabilitation پر کوئی بات نہیں ہوئی ۔ کیا وجہ ہے کہ حکومت کی توجہ اس طرف نہیں جاتی' جس کی وجہ سے آپ کے backward areas بھی develop ہوں گے اور اس کے لیے ہم سمجھتے ہیں کہ یہ ایک long term ضرورت ہے ۔ چند الفاظ میں صوبہ سرحد کے متعلق مختصر idea دوں گی کہ extremism اور جو terrorism ہے ' اس کا اگر آپ دیکھیں تو سب سے زیادہ fall out صوبہ سرحد پر ہے ۔ اس کے لیے حکومت کو کوئی نہ کوئی compensation دینی چاہیے ۔ ماضی میں Afghan refugees آئے اور انہوں نے آ کر infrastructure پر depend کیا ۔ نہ بلوچستان کو' نہ صوبہ سرحد کو کوئی extraordinary support دی گئی ۔ آج بھی ہم سمجھتے ہیں کہ ایک اعشاریہ چھ ملین کے قریب افغان refugees ادھر موجود ہیں لیکن ان کے لیے ویسے بھی international support withdraw ہو رہی ہے ۔ حکومت کو چاہیے کہ وہ اس چیز کو دیکھے ۔ فاٹا کے متعلق ۔ ویسے بھی industry اور agriculture کو اتنا زیادہ support نہیں کیا گیا جس کی ضرورت تھی لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ حکومت اس سلسلے میں ضرور سوچے گی۔ جب تک کہ آپ فزیکل سیکٹر کو ڈویلپ نہیں کریں گے ' اس وقت تک مسئلہ حل نہیں ہو گا ' نہ ہی غربت ختم ہو گی ۔ inflation کے متعلق بھی میری عرض یہی ہے کہ جس طرح کے سروے کیے جاتے ہیں ' اس کو easily manipulate کیا جا سکتا ہے ۔ آپ دیکھیں کہ food inflation اس وقت پندرہ فیصد سے زیادہ ہے تو آپ کس طرح سمجھتے ہیں کہ اگلے مالی سال تک یہ بارہ فیصد تک curtail رہے گی ۔ Actual inflation کافی زیادہ ہے ۔ جی ایس ٹی بڑھا کر تمام غریبوں پر بہت زیادہ بوجھ ڈالا گیا ہے ۔ میں سمجھتی ہوں کہ حکومت کو direct taxes لگانے چاہییں

تھے اور جس طرح انہوں نے capital gain tax کو withdraw کر لیا ' direct taxes لگا کر واقعی جو اس معاشرے کے haves ہیں' ان پر اکثر دینا چاہیے تھا' have not for GST یہ بری طرح hit کرے گا کیونکہ جی ایس ٹی غریب سے غریب بندے کو بھی کوئی بھی item purchase کرنے پر اس کو pay کرنا پڑتا ہے ۔ اس کو بڑھانا بالکل ایک زیادتی ہے اور مجھے یقین ہے کہ اسے کسی نہ کسی طریقے سے حکومت withdraw کرے گی ۔ جناب چیئرمین! ایک اور main point ہے sewing machine ایک چھوٹی سی example ہے ۔ اس پر آپ سمجھتے ہیں کہ اگر مشین لگا کر اتنے اور item .... ٹھیک ہے ہم اسے بہت appreciate کرتے ہیں کہ luxury item پر حکومت نے taxes لگائے اور duties لگائیں ۔ اس وقت ضرورت ہے کہ آپ ان چیزوں پر concentrate کریں ' جو امیر ہیں' جو afford کر سکتے ہیں' ان پر آپ direct taxes لگائیں ۔ آپ اس کے لیے انکم ٹیکس بڑھائیں ۔ آپ ویلتھ ٹیکس لائیں ۔ آپ کیپیٹل ٹیکس لگائیں لیکن آپ جب بھی indirect taxation کرتے ہیں ' چاہے جی ایس ٹی کی صورت میں ' چاہے ایکسائیز ڈیوٹی کی صورت میں تو آپ ایک لحاظ سے غریب کو بھی اس طریقے سے متاثر کر رہے ہوتے ہیں ۔ ان تمام چیزوں کو دیکھتے ہوئے اور پھر مجھے آج جس طریقے سے اسی ہاؤس کے بندوں نے یہ بتایا کہ تمام ممبران بہت صحیح باتیں کر رہے ہیں' لیکن یہ سوچ کسی کو نہیں آتی کہ بچوں کے امتحان ہیں' یہ کوئی نہیں سوچتا کہ اگر یہاں پر ملازمین کو صبح اٹھ کر دفتروں کو جانا ہوتا ہے ' لیکن یہاں پر جس طریقے سے بجلی کی load shedding کا schedule جاری کیا جاتا ہے' میں سمجھتی ہوں کہ یہ سراسر زیادتی ہے ۔ رات کی جو دو ڈھائی بجے اور تین بجے کی load shedding ہے' اسے ختم کرنا چاہیے ' اس کی بجائے بیشک اور وقتوں میں کریں لیکن چھ سات گھنٹے کی نیند تمام بچوں ' ملازمین اور بزنس کلاس کے لیے ضروری ہے ۔ مجھے یقین ہے کہ حکومت ان اقدامات کو' ٹھیک ہے یہ superficial اقدامات ہیں' لیکن ان کو دیکھے گی اور مجھے خوشی اس بات کی ہے کہ جس طرح economic survey کے ذریعے اور دوسرے document کے ذریعے اس بات کو مانا گیا ہے' آج میں سمجھتی ہوں کہ پریس بھی اور باقی عوام بھی اس بات کو دیکھے کہ گزشتہ حکومت نے اپنے طور پر کافی بہتر performance کی ۔ لیکن آخری سال ' خاص طور پر اس آخری جو ماہ تھے' بوجوہ ایسے حالات

ہے کہ اس کے تمام اقدامات پر پانی پھر گیا۔ لیکن اگر آپ ان کی figures کو دیکھیں تو growth کے حوالے سے ' poverty figures کے حوالے سے اور دیگر بہت سی foreign investment کے حوالے سے یہ حکومت نے appreciate کیا ہے۔

جناب چیئرمین، بہت بہت شکریہ۔

سینیٹر انیسہ زیب طاہر خیلی، اور خود وزیر خزانہ نے اسے appreciate کیا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ بھی گزشتہ حکومت کے لیے ایک clean chit ہے کہ انہوں نے اپنے طور پر بہترین طور پر perform کیا ہے۔ آج ضرورت اس بات کی ہے کہ آپ ان تمام چیزوں کو چھوڑیں اور ان issues پر کوشش کریں اور اس کے لیے تمام forces کی support لیں ' چاہے وہ اپوزیشن ہے' گورنمنٹ ہے اور کوشش کریں کہ عوام کے لیے جو issues ہیں ان کو حل کیا جائے اور ان کی جو بھی مشکلات ہیں ان کا قلع قمع کیا جائے۔ بہت شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین، جناب عبدالرحیم خان مندوخیل۔

سینیٹر عبد الرحیم خان مندوخیل، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب والا! میں آپ کا مشکور ہوں کہ Budget Session 2008 کی بحث میں مجھے معروضات پیش کرنے کا موقع دیا۔ جناب والا! عام مفہوم میں آمدنی اور خرچ کا جو مجموعی سسٹم ہے' وہ بجٹ ہے۔ جناب والا! اس وقت جو بجٹ ہمارے سامنے ہے' اس میں اہم نکتے یہ ہیں کہ آمدنی کہاں سے ہو رہی ہے اور خرچ کہاں پر ہو رہا ہے۔ اس کو دیکھنا ہے لیکن جناب والا! ہمارے ملک کے حالات کی وجہ سے' اگر عام حالات ہوتے تو ٹھیک تھا کہ یہ ہمارے سامنے ایک نقشہ' ایک چارٹ' شیڈول ہے' اس میں ہم دیکھ سکتے ہیں کہ یہ آمدنی ہے اور یہ خرچ ہے۔ یہ direction خرچ کی ہے اور یہ آمدنی کی ہے لیکن جناب والا! ہمارا ملک ایک وفاق ہے اور وفاقی یونٹ ہیں جن سے یہ بنا ہے۔ اس حوالے سے جناب والا! ساٹھ سالوں میں ہماری جو بھی آمدنی اور خرچہ رہا ہے' بدقسمتی سے اس کی بنیادی direction ایسی رہی ہے کہ چار قومیں بالخصوص پشتون' بلوچ' سندھی اور سرائیکی exploited رہی ہیں۔ جو بھی' جس طرح بھی آمدنی ہوئی' وہ ایک طرف لیکن خرچ اس طرح سے کیا گیا ہے

جناب والا! کہ ہم پر ان ساٹھ سالوں میں کوئی اہم خرچ نہیں ہوا۔ پھر بالخصوص ہم پشتون اور بلوچ قوم کے سلسلے میں جناب والا! آپ ساٹھ سالوں کا ریکارڈ دیکھیں تو جو ترقی کی direction ہے، یہ ہمارے دوست جو کہتے ہیں کہ vision, اس کا طریقہ یہ رہا ہے کہ ہمارے وسائل مثلاً پانی، پاکستان میں سب سے زیادہ پانی پشتونخواہ سرزمین کے پاس ہے۔ Indus میں خیرآباد پل سے 93 ملین ایکڑ فٹ پانی بہہ رہا ہے، باقی سارے ملک میں جو چھوٹے بڑے دریا اور جہلم وچناب میں 49 ملین ایکڑ فٹ پانی ہے۔ اب پینے کے لیے، irrigation کے لیے، زمین کے لیے، زراعت کے لیے پانی اور کہیں استعمال ہوا ہو لیکن پشتون علاقے میں استعمال نہیں ہوا۔ آپ تربیلہ سے آئیں، انڈس کے دائیں پہلو پر آپ کو ایک ندی بھی نہیں ملے گی اور جبکہ بائیں طرف بڑی بڑی نہریں ہیں بلکہ کم از کم آٹھ river link canals اور پانچ بیراج وغیرہ ہیں۔ جناب والا! ہمارا مجموعی نقشہ ایسا رہا ہے۔ ہمیں جو hydel power مل سکتی تھی، جب 1959 میں واپڈا نے charge لیا تو 1989 تک پشتونخواہ سرزمین پر hydel جو سب سے سستی بجلی ہے، اس کا کوئی بجلی گھر نہیں بنایا۔ اسی طرح ساری زرخیز زمین اور پانی، ہمارے ساتھی محمود خان اچکزئی کہتے ہیں کہ ہم اباسین، انڈس پر کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ بارش برسائے تاکہ ہمیں بارانی پانی ملے کیونکہ انڈس سے ہمارا تعلق کاٹ دیا گیا ہے۔ اسی طرح جناب والا! آپ پشتون، بلوچ صوبہ لیں، اس میں صوبائی گورنمنٹ نے بار بار پراجیکٹ بنائے ہیں، یہاں سے ہر گورنمنٹ یہی کہتی ہے کہ ہم بلوچستان کے لیے میگا پراجیکٹ بنا رہے ہیں، جناب والا! 57 billion کی رقم recommend ہوئی ہے اور آپ خود حقیقت جانتے ہیں کہ ہماری زمین پر جو میوہ، سبزی اور غلہ پیدا ہوتا ہے، وہ پوری دنیا کے میوے کا مقابلہ کر سکتا ہے لیکن جناب والا! آپ سالوں سال کا بجٹ دیکھیں، اپیل پر اپیل ہوتی رہی ہے کہ مہربانی کریں اور ہماری زمینوں کے لیے کچھ پانی کے سٹوریج اور check dams بنائیں۔ اگر وہ آج سے دس، پندرہ سال پہلے اس میں پانی جمع کرتے، اس کے لیے allocation کرتے تو جناب والا! میں یقین سے کہتا ہوں کہ آج جو کہہ رہے ہیں کہ غلے، خوراک یا خورد و نوش کی چیزوں کی کمی ہے، یہ کمی نہ ہوتی۔

جناب والا! جب آپ پچھلے بجٹ دیکھیں گے تو billions کے billions فلاں پراجیکٹ، بلین، فلاں پراجیکٹ، بلین اور projects ہیں لیکن ہم نہیں ہیں۔ جناب والا! اس

حوالے سے آپ road, communication بھی لے سکتے ہیں، ٹھیک ہے، میڈیا کی consumption کے لیے آپ نے کہہ دیا کہ فلاں road, اس road پر کتنا خرچ ہوا ہے، جناب والا! وہ اس پر کتنا خرچ کرتے ہیں، آپ تمام بجٹ نکالیں اور دیکھیں وہ جو public sector development plan ہے، اس کو دیکھیں تو ہماری سڑکوں پر nominal سا، بس ایسا سمجھیں کہ بیس سالوں میں فلاں علاقہ ہے، وہاں road ہے، کوئٹہ سے ژوب، ژوب سے ڈیرہ اسمٰعیل خان---جناب والا! جب میں پہلی بار یہاں سینیٹ میں آیا تھا تو نصیر اللہ بابر صاحب وزیر داخلہ تھے، وہ پہلی بار اس علاقے میں گئے تھے تو انہوں نے کہا کہ میں نے وہ علاقہ دیکھا ہے اور وہاں ایسے roads ہیں۔ جناب والا! ان roads کے لیے اس سے پہلے محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ کے وقت میں allocation ہوئی تھی، اب اس وقت سے 1990 یا 1988 سے لیں، بارہ سال وہ، آٹھ سال یہ، انیس سال یعنی انیس، بیس سالوں میں آج بھی رقم ہے، ہاں nominal ہے، آپ کہہ سکتے ہیں کہ رقم دے دی ہے لیکن اس کو بنانے کے لیے سنجیدہ لینے کا مسئلہ ہے، سنجیدہ لینے کا مسئلہ نہیں ہے۔ جناب والا! مجموعی طور پر اس وقت سب سے پہلا مسئلہ ہماری صوبائی خودمختاری کا ہے، موجودہ Government جس کا دعویٰ یہ رہا ہے اور democratic Government ہے، ہم مانتے ہیں کہ ان کا یہ stand رہا ہے، ان کی commitment رہی ہے۔ اس وقت یہ اہم مسئلہ ہے کہ آپ provincial autonomy کے مسئلے کو حل کریں، آئین میں Federal Legislative List کے part-1 میں ہے، جناب! item 43 سے 53 یا 54 تک ہے، اہم taxes اس میں اس کے لیے اس وقت سے 1974 میں ایک fomula بنا، 90 میں بنا، fomula کیا تھا۔ جناب والا! formula یہ تھا کہ تمام اہم taxes مرکز کے پاس رہیں گے اور تھوڑے سے taxes divisional pool پر رہیں گے۔ اس میں 20 اور 80 کی نسبت یعنی اس تھوڑے سے tax میں 20 مرکز کو ملیں گے اور 80 provinces کو ملیں گے لیکن پھر provinces کے درمیان تقسیم ہے، وہ population کی بنیاد پر ہو گی۔ پہلے تمام taxes جمع کر کے سب مرکز لے جائے جب کچھ صوبوں کو ملے اور صوبوں میں اس کی position population کی بنیاد پر ہو، fund کہاں سے آیا۔ 90 میں بھی یہی formula تھا، 96, 97 میں جب محترمہ بےنظیر بھٹو کی حکومت ختم ہوئی، نگران حکومت بنی، انہوں نے اس میں کیا کیا کہ

تمام taxes کو common pool میں لے آئے' divisional pool میں لے آئے لیکن formula کیا بنایا؟ آج اصطلاح استعمال کی اور 62.5% رقم مرکز کو ملی اور صوبوں کو 37.5% ملی اور پھر 37.5% صوبوں کے درمیان population کی بنیاد پر تقسیم کی گئی۔ اب جو مسئلہ ہے اور مجموعی طور پر حالات ایسے ہیں' مثلاً ہمارے صوبے میں باقاعدہ کشمکش ہے اور حتیٰ کہ خون ریز جھڑپیں ہو رہی ہیں' ایک قسم کی جنگ ہے۔

جناب والا! اسی طرح ہمارے پشتونخواہ صوبے میں آپ دیکھ سکتے ہیں کہ انہوں نے بجلی کا فرمایا' hydel project, ہے' یہ hydel کا جو project تھا' ابھی ایک tribunal بنا جس میں پروفیسر خورشید صاحب بھی تھے' اس tribunal نے فیصلہ کیا کہ سال کی 21 billion تک رقم صوبے کو ملے گی اور 121 سے زیادہ رقم بقایا جات ہیں لیکن اس کے بارے میں ایسے ہی ہے' اگرچہ فیصلہ ہوا تھا جو tribunal بنا تھا' اس پر متفق ہو گئے تھے کہ اس tribunal کا فیصلہ final ہو گا۔ Tribunal نے فیصلہ کیا لیکن انہوں نے ایک application Supreme Court میں یا High Court میں دے دی' لہذا' وہ کہتے ہیں کہ یہ subjudice ہے۔

جناب والا! آپ کو بلوچستان میں gas کے surcharge کا علم ہے' لڑائی اس بات پر ہے' وسائل کی ملکیت پر ہے' اس کے صحیح استعمال پر ہے۔ جناب والا! اب یہ ہے کہ وہاں پر کیا formula ہے؟ اس کا formula اس طرح بنتا ہے' Gas Development Surcharge(GDS) اس کا formula اس طرح ہے کہ کنویں جہاں سے gas نکلتی ہے' ملک میں کوئی pipeline یا دوسری ان کی installation جہاں بھی ہوں' ان سب کا خرچہ نکال کر' اس کے بعد وہ رقم صوبے کو ملے گی۔ کتنی ملے گی یعنی آپ اندازہ لگائیں کہ اتنے وسائل ہیں کہ 53 سے شروع ہیں۔ اب اس کے استعمال کے علاوہ ہمارے صوبے کو آپ سمجھیں نہیں دیا گیا' اب بمشکل کوئٹہ' مستونگ' پشین اور زیارت کو ملا ہے لیکن اس کی قیمت سینکڑوں ارب روپے بقایاجات ہیں لیکن ان بقایاجات کو کوئی بالکل تسلیم ہی نہیں کرتا۔ یہ مسائل ہیں کہ ان کو Government کو نظر میں رکھنا ہو گا کہ جناب والا! صوبائی خودمختاری کو مکمل طور پر ایک تو شعبوں کے لحاظ سے' شعبوں کے لحاظ سے ہماری party کا موقف یہ ہے کہ چار شعبے ہیں' ان میں Defence, Foreign Affairs, Currency, Communication کچھ باقی ہیں' تمام صوبوں

کو یہ شعبے، صوبوں کی concurrent list کے علاوہ باقی وہ صوبوں کو ملیں اور یہ چار شعبے مرکز کو ملیں۔ اس میں بالخصوص ایک چیز NFC ہے، اس کا formula taxes, taxes کے بارے میں ہم سمجھتے ہیں کہ انصاف یہ ہے کہ taxes کو اس طرح لایا جا سکتا ہے یا باقاعدہ سب taxes کو ایک جگہ جمع کر کے اور پھر اس میں مرکز کا خرچہ نکال کر، باقی سب صوبوں کا ہے۔ یا اسی بنیاد پر taxes کا اختیار ان کو ہو اور پھر صوبے مرکز کی تمام ضروریات اور اخراجات ادا کرنے کے قابل ہوں، وہ اس کو دیں یعنی یہ مسئلہ ہے اور اس کو اس طرح حل کرنا ہے جب آپ اس کو اس طرح حل کریں گے کہ ہمارے صوبوں کو کچھ پیسہ ملے اور کچھ اپنے وسائل ملیں۔ جب ہمارے پاس پیسے ہوں گے تو ہم صحت، تعلیم یا دوسرے شعبوں میں رقم استعمال کر سکتے ہیں اور ہم اپنی ضروریات کے لیے direction دے سکتے ہیں۔

جناب والا! اب میں موجودہ بجٹ کے حوالے سے کچھ کہوں گا، موجودہ بجٹ کے بارے میں ہماری party سمجھتی ہے کہ ہم ایک مملکت بنا رہے ہیں جو فلاحی مملکت ہے اور فلاحی مملکت بنانے میں اس ملک کے تمام عوام کا اس میں حصہ ہے، اس میں ان کا حق ہے، اس میں ان کے زندگی کی تمام ممکنہ سہولیات کا حق ہے۔ ہم جب بھی بجٹ بنائیں تو اس کو نظر میں رکھیں، اگر یہاں پر vision ہے تو اس حوالے سے ہے کہ ہم اس line پر ہیں کہ یہ سب کے لیے ہو۔ یہ ابھی جو globalization شروع ہوئی ہے اور دوسری یہ چیزیں ہیں اگرچہ یہ passion ابھی نہیں ہے کہ ہم اس کے خلاف بات کریں لیکن جناب والا! یہ ضروری ہے۔ ہم دنیا کے ممالک کی مثال دیتے ہیں کہ India نے ترقی کی ہے، واضح مثال ہے، China نے ترقی کی ہے، واضح مثال ہے۔ جناب والا! ان کے واضح بنیادی اصول تھے، ایک بنیادی اصول public sector کا تھا کہ جناب والا! public sector غریب ملکوں کے ابھی بیسویں صدی کے آخر میں اور اکیسویں صدی میں بغیر public sector کے یعنی economy کو (بھائی ایسی technical اصطلاح ہے) کہ یعنی دونوں private sector, public sector کو ملا کر اگر نہ ہو، partnership کے علاوہ، یعنی اگر balance نہ ہو مثلاً گندم ہے، ہر شخص جانتا ہے کہ گندم اتنی ہے کہ ہمارے لوگوں کے لیے کافی ہے۔ سرمایہ داروں نے ذخیرہ کیا ہوا ہے، profit ان کی فطرت ہے، وہ ہر قسم کا ناجائز عمل کر کے ذخیرہ اندوزی کریں گے اور لوگوں کو بھوک سے

ماریں گے اور اپنا منافع لیں گے۔ گندم کیوں نہیں ہے' بالکل ہے۔ جناب والا! عرض یہ ہے کہ public sector کو ہمیں واضح نظر میں رکھنا ہو گا یعنی جو آپ کی مجموعی ترقی زراعت' صنعت اور services کی ہو اس میں باقاعدہ help کر سکیں۔

جناب چیئرمین، وقت کا خیال رکھیئے۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل، ٹھیک ہے جناب والا! یہاں طریقہ کیا ہے کہ کوئی بھی بوجھ ہو وہ عوام پر ہوتا ہے' وہاں یورپ یا امریکہ میں کسی چیز یعنی پیڑول کا نرخ بڑھ گیا تو سیدھا اس کو یہاں لے آؤ اور عوام پر indirect tax میں GST لگا دو۔ انہوں نے یہاں پر بیوروکریٹس یا planning commission والوں کی مہارت استعمال کی۔ وہاں سے جو نرخ آ رہے تھے وہ انہوں نے کہا کہ یہاں پر لاگو کرو۔ اگر پہلے والی گورنمنٹ ہوتی وہ بھی لگاتی لیکن جب نئی گورنمنٹ بن گئی انہیں بھی یہ کرنا پڑا۔ ہم سمجھتے ہیں direct taxes کو نظر میں رکھنا چاہیئے اور ابھی indirect taxes کے ratio کا بہت بڑا فرق ہے' indirect taxes زیادہ لیے ہیں اور direct taxes کم ہیں۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ آپ indirect taxes ختم کریں لیکن اگر آپ ایک plan یا دو plan میں ایسے direct کریں کہ آہستہ آہستہ indirect taxes سے اس کا اطلاق کم ہو اور آپ direct taxes کی طرف جائیں تو عوام اس سے نجات حاصل کر سکتی ہے۔ آپ نے آسان طریقہ نکالا ہے کہ آپ کہہ رہے ہیں mini budget ' mini budget تو ہے۔ مجھے یاد ہے کہ کئی سالوں میں mini budget آتا تھا لیکن اب تو ہر پندرہ دن کے بعد بلکہ اعلان کیا جاتا ہے کہ پندرہ دن یہ نرخ ہوں گے اور اس کے بعد اور نرخ ہوں گے۔ اب جب آپ پندرہ دن میں mini budget لاتے ہیں تو ہماری عوام کی کیا پوزیشن ہو گی؟ آپ کے خرچ کیا ہیں؟ non-development expenditure اس میں بھی 62% debt servicing ہے ایک طرف آمدنی یہ ہے اور آمدنی سے indirect taxes کا main زور ہے اور پھر جب خرچ کرتے ہیں تو عوام کو اس میں مبتلا کرتے ہیں۔ اس debt-servicing میں ایک نئی اصطلاح استعمال ہوئی ہے' تبدیل کر کے اس کو نیا نام دیا ہے۔

جناب چیئرمین، ذرا وقت کا خیال رکھیں۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل ، جناب والا ! سب debt servicing پر چلے جائیں۔ اب ہم ترقی کیسے کریں؟ اس چارٹ میں ہے کہ ترقی کے لیے یہ projects ہیں' ان میں جب آپ projects دیکھیں گے کہ پانی کے بارے میں ہے اور اس میں یہ فقرہ دیا ہے کہ 10 dams بنیں گے۔ یہ item 37 ہے۔ اس میں ہے Construction of ten delay action dams in Balochistan. اور جو رقم ہے وہ 15 کروڑ ہے اور یہاں ابھی نقد کتنا دے رہے ہیں وہ ایک کروڑ۔ جب بات کریں گے کہ آپ dams بنائیں' check dam بنائیں' پانی کا plan بنائیں تو باقاعدہ یہاں پر 10 dams لکھے ہوئے ہیں لیکن 10 dams کے لیے ایک کروڑ روپیہ۔ اسی طرح باقی سب بھی ترتیب سے دیے گئے ہیں۔ Communication کے بارے میں سڑکیں بھی ہیں' کوئٹہ سے ژوب ڈیرہ اسمٰعیل خان لیکن جب آپ رقم دیکھیں گے تو وہ محدود رکھی گئی ہے۔ آپ پوچھ سکتے ہیں کہ قلعہ سیف اللہ' لورالائی' ڈیرہ غازی خان تقریباً دو سال سے لوگ اس روڈ پر نہیں جا سکتے بلکہ اگر سینیٹ کی کمیٹی اس کے لیے باقاعدہ انتظام کرے' اس کا جائزہ لیں تو وہ دیکھ لیں گے کہ لاکھوں لوگ کتنی تکلیف میں ہیں اور کتنے سال ہو گئے ہیں لیکن وہاں رقم نہیں دی گئی۔

جناب چیئرمین ، وقت کا خیال کر لیں' بہت وقت ہو گیا ہے' ابھی کافی speakers رہتے ہیں۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل ، جناب والا ! باقی جو ہم کہتے ہیں کہ بجلی کی transmission line ڈیرہ اسمٰعیل خان سے ژوب تک تاکہ وہ circuit ٹھیک ہو اور بجلی مہیا ہو۔ لیاقت جتوئی صاحب جب وزیر تھے تو انہوں نے اس ہاؤس میں وعدہ کیا تھا کہ ہم یہ کریں گے لیکن ابھی کچھ نہیں ہوا۔ ہم سے بہانہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ carpet scheme ہے اور پھر carpet scheme میں ہمارے لیے کچھ نہیں۔ جناب والا! ہماری عرض یہ ہے کہ پہلے تو ہمیں اپنی رقم کا' taxes کا' آمدنی کا حصہ نہیں ملتا ہے----

سینیٹر آغا پری گل ، جناب چیئرمین ! یہ cooling کم ہو گئی ہے اسے ٹھیک کروائیں۔

جناب چیئرمین، میں نے already کہا ہے، میرا خیال ہے load کا کچھ مسئلہ ہے، اس کو دیکھ رہے ہیں۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل، جناب والا! وہ تمام roads ہیں، خواہ وہ بجلی کی tranmission line ہے۔

جناب چیئرمین، خان صاحب ختم کرنے کی کوشش کریں کیونکہ بہت speakers رہتے ہیں، 25 منٹ ہو گئے ہیں۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل، جناب والا! میں بالکل نزدیک ہوں۔

سینیٹر آغا پری گل، جناب! بولنے دیں۔

جناب چیئرمین، اور بہت سے ساتھی رہتے ہیں پھر وہ رہ جائیں گے، مجھے کوئی اعتراض نہیں مجھے تو سننا ہی ہے۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل، جناب والا! خضدار کی transmission line کے لیے رقم رکھی گئی ہے لیکن رقم کا آپ خود پتا لگائیں تو آپ کو اندازہ ہو گا کہ کتنے سالوں میں بنے گا۔ اسی طرح ہر سڑک، ہر transmission line, ہر grid station کی یہ پوزیشن ہے۔

جناب والا! ہم یہ سمجھتے ہیں کہ بنیادی حق تعلیم، صحت اور روزگار ہے، یہ ہونا چاہیے، اگر ہماری یہ پالیسی ہو گی تو واقعی ہم ترقی کر سکیں گے لیکن تعلیم کے بارے میں بھی آپ یہاں دیکھیں، ہم سمجھتے ہیں کہ یہی رقم آپ اگر صوبوں کو دے دیں اور صوبے اس کو grass root پر استعمال کریں۔ ہائرایجوکیشن کی اہمیت کو ہم تسلیم کرتے ہیں لیکن جتنی رقم یعنی 1800 ارب انہوں نے وہاں رکھی ہے یہ اتنی بڑی رقم ہے جہاں عام آدمی کی رسائی نہیں ہے۔ ایسی شرائط رکھی ہیں کہ عام آدمی اس میں داخلہ ہی نہیں لے سکتا۔ ہائر ایجوکیشن کی ایسی صورت حال پر ماہرین بھی کہتے ہیں کہ اس پر نظرثانی کرنی چاہیے۔

جناب والا! یہاں یہ جو اہم مسائل ہیں ان میں امن و امان کا مسئلہ ہے، ہمارے دوست اس کو ویسے ہی لے لیتے ہیں۔ امن و امان کا، انتہاپسندی کا، دہشت گردی کا مسئلہ ہمارے ملک

میں ہے۔ ہم اس کو check نہیں کرتے تو خود بخود ہم دوسروں کو اکساتے ہیں کہ وہ آئیں اور ہمارے ساتھ لڑیں بجائے اس کے کہ ہم ان کو نہ اکسائیں اور اپنے گھر کو اس طرح کنٹرول کریں کہ یہاں سے کسی اور ملک میں کوئی مداخلت نہ کرے تو یقیناً امن ہوسکتا ہے۔ اگر ایسا نہیں ہے پھر تو امن نہیں ہوگا۔ یہاں وزیر صاحب نے تسلیم کیا ۔ ہم نے کوئٹہ کی زرعی یونیورسٹی کے لیے بات کی تھی مگر یہاں اس میں کوئٹہ کی زرعی یونیورسٹی کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ جناب والا! بوستان سے ژوب تک انگریز کے زمانے میں ریلوے لائن تھی۔ یہاں فیصلہ ہوا تھا بلکہ PSDP میں باقاعدہ پچھلے سال یہ project رکھا تھا۔ ابھی اس کو ختم کیا گیا ہے۔ اس حوالے سے میں یہ مطالبہ کروں گا کہ یہ سکیمیں بحال کی جائیں۔ اس کے علاوہ عدلیہ کا مسئلہ ہے۔ اس کی detail میں ہم نہیں جاسکتے ہیں لیکن ہم کہتے ہیں کہ پاکستان کی عدلیہ جو کہ جسٹس افتخار کی راہبری میں تھی وہ اب تک پاکستان کی سپریم کورٹ ہے لیکن اس کو زور سے اپنے منصب سے ہٹایا گیا ہے۔ اس کو فوری طور پر بحال کرنا چاہیے اور ایک Resolution کے ذریعے بحال کیا جائے۔ باقی جو Constitutional Affairs ہیں ان پر بعد میں بحث ہو لیکن یہ بالکل علیحدہ مسئلہ ہے کیوں کہ یہ غصب ہوا ہے، آئین کے خلاف ان کو remove کیا گیا ہے۔ جناب والا! آپ کی بڑی مہربانی۔

(ڈیسک بجائے گئے)

جناب چیئرمین : میں تمام اراکین سے پھر تعاون کی درخواست کروں گا کہ وہ اپنی تقاریر محدود رکھیں اور جو نئی باتیں اور تجاویز ہیں وہ باتیں کریں۔ رزینہ عالم خان صاحبہ۔

سینیٹر رزینہ عالم خان : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین! آپ نے آج اتنے اہم موضوع پر مجھے خیالات کے اظہار کا موقع دیا۔ بجٹ 2008-2009 سے بڑی توقعات وابستہ تھیں اور خاص طور پر ان لوگوں کی جو حکومت کی جانب دیکھ رہے تھے کہ شاید اس میں ہمارے لیے کوئی بہتری ، کوئی نجات ، کوئی اچھی بات ہو۔ ایک اچھی بات جو بہت ہی appreciate کی گئی وہ پنشن سے متعلق تھیں جسے کم سے کم تین سو روپے سے بڑھا کر دو ہزار کیا گیا۔ اس کے علاوہ اگر دیکھا جائے تو غریبوں کے لیے اس بجٹ میں کوئی ایسی چیز

نہیں تھی کہ ان کے دکھ کا مداوا ہو اور وہ جس طرح مہنگائی کے پہاڑ کے نیچے دبے ہوئے ہیں اس میں ان کو کوئی سہولت میسر آئے۔

جناب والا! خاتون خانہ کے لیے بھی یہ بجٹ کوئی خوش کن حالات نہیں لے کر آیا ' ان کے لیے بھی اپنے گھریلو بجٹ کو بنانا اب مزید مشکل ہوتا جا رہا ہے اور مہنگائی کا کہیں بھی کوئی سدباب کرنے کی serious کوشش نہیں ہوئی۔ جناب والا! میں صرف تین موضوعات پر بات کروں گی کیوں کہ بہت کچھ کہا جاچکا ہے اور میں ان کو دہرانا نہیں چاہتی۔ میری تعلیم ' ہائرایجوکیشن اور سائنس اینڈ ٹیکنالوجی کے حوالے سے اور کچھ گزارشات میں دفاعی بجٹ کے بارے میں کروں گی۔ ہم سب جانتے ہیں کہ ملک کی جو سب سے بڑی ضرورت ہے وہ ہمارا تحفظ ہے ' ہماری سیکیورٹی ہے ' ہماری سلامتی ہے اور اس کے لیے ملکی دفاع بہت ہی اہم ہے۔جناب والا! دفاعی بجٹ freeze کردیا گیا ہے اور اس میں کوئی رقم نہیں بڑھائی گئی۔ ہمیں threats ہیں' ہمیں اپنے ان پڑوسیوں سے threats ہیں جو ہمارے قیدیوں کی لاشیں ہمیں بھیج رہے ہیں اور ان لاشوں سے بھی جسم کے اعضاء نکال لیے جاتے ہیں۔ یہ اس قسم کے پڑوسی ہیں۔ ہمیں ان سے threats ہیں اور اس threat کی وجہ سے ہمیں اپنے آپ کو دفاعی صورت میں طاقتور رکھنے کی ضرورت ہے۔ یہاں پر میں قائد اعظم صاحب کی ایک quotation آپ کے اور ایوان کے سامنے پیش کرنا چاہتی ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ " اس مشینی دور میں جب کہ انسان کی گمراہ ذہنیت ہر روز تباہی اور بربادی کے نئے نئے انجن ایجاد کرتی ہے' آپ کو زمانے کے مطابق چلنا پڑے گا اور اپنے علم ' سازوسامان اور اسلحے کو جدید تقاضوں کے مطابق بنانا پڑے گا۔ اس لیے نہیں کہ ہم اپنے کسی پڑوسی کے خلاف برے عزائم رکھتے ہیں بلکہ اس لیے کہ ہماری سلامتی کا بنیادی تقاضا یہ ہے کہ ہم کمزور نہ رہیں اور کوئی ہم پر اچانک حملہ نہ کرسکے"۔

جناب والا! ہمارے پڑوسی نے اپنا دفاعی بجٹ 830 ارب سے بڑھا کر 890 ارب کردیا ہے اور اس کے باوجود بھی 41% inflation کا بھی انہوں نے کہا ہے کہ دفاعی بجٹ کو بھی اسی حساب سے بڑھائیں گے۔ آج ہم دیکھتے ہیں کہ جب ہمارا دفاعی بجٹ freeze کیا گیا تو اس میں 27 ارب سے زیادہ کمی واقع ہوئی ہے اور ہمارے روپے کی قیمت جو devalue ہوئی ہے اس کا بھی اثر اس بجٹ پر پڑے گا۔میں یہ کہنا چاہوں گی کہ یہ دور جو ہے یہ survival

of the fittest کا ہے۔یہاں پر ہمیں اپنے آپ کو تیار رکھنے اور مضبوط کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر ہمیں اپنی آزادی اور سلامتی کی حفاظت کرنی ہے تو اس صورت میں جناب والا! میری یہ تجویز ہوگی کہ جو 11% inflation کا rate ہے اس حساب سے دفاعی بجٹ کو کم از کم اتنا بڑھا دیا جائے تاکہ اگر وہ بڑھے نہیں تو کم از کم اپنی پہلی سطح پر قائم رہے۔

اب میں تعلیم کی بات کروں گی۔ ہمارے ہاں تعلیم زیادہ تر slogans کے طور پر استعمال ہوتی ہے۔ ہمارے بڑے بڑے اکابرین اور صاحب حیثیت لوگ جب یونیورسٹیوں میں کالجوں میں تقریریں کرتے ہیں کہ تعلیم ہماری زندگی کی سب سے بڑی چیز ہے وہ pre requisite ہے اور اس کے بغیر ہم آگے نہیں بڑھ سکتے۔لیکن جب عمل کے طور پر ہم دیکھتے ہیں کہ انہوں نے تعلیم کے لیے کیا کیا تو یہ حقیقت سامنے آتی ہے جو اس بجٹ کی صورت میں ہمارے سامنے آئی ہے کہ جو ہمارا تعلیم کا بجٹ ہے اس کو برائے نام ہی بڑھایا گیا ہے۔ پچھلے بجٹ میں اگر آپ دیکھیں تو ہم جب صوبائی بجٹ تعلیم کا ملاتے ہیں تو وہ مل کر دوسو اکیس ارب روپے بنتا ہے لیکن یہ ابھی 24.6 ارب روپے ہے اور میرا خیال ہے کہ جب ہم صوبوں کا بجٹ ملائیں گے تو پھر بھی اس میں کوئی خاطر خواہ اضافہ نہیں ہوگا۔ جیسا کہ ابھی ہمارے حکومتی رکن نے فرمایا کہ حکومت کے نمائندوں کو PILDAT والوں نے اکٹھا کیا اور ان سے یہ pledge لیا کہ ہم اپنے آئندہ مالی سال میں تعلیمی بجٹ کو چار فیصد کریں گے۔جناب والا! وہ pledge تو اپنی جگہ لیکن میں سمجھتی ہوں کہ صوبوں کا بجٹ ملا کر 1.9 سے بھی اگر بڑھ جائے تو پھر بھی بڑی بات ہوگی۔جناب والا! ہائر ایجوکیشن۔ اس کے بارے میں بہت misperception ہے کہ اسے بہت رقم دے دی گئی ہے اور اس کے پاس بے حد پیسہ ہے حالانکہ یہ غلط ہے۔پوری دنیا میں پرائمری، سیکنڈری، ہائر سیکنڈری ایجوکیشن کے لیے اگر 7% دیے جائیں تو وہ اس کا ایک حصہ ہائر ایجوکیشن کو دے دیتے ہیں اور ہمارے ہاں بھی یہ ratio 1.7 ہے کیونکہ پچھلے بجٹ میں 221 ارب تھے اس میں سے 33 ارب روپے Higher Education کو دیے گئے اور وہ ratio برقرار ہے۔ Higher Education پورے ملک کی universities کو tackle کرتا ہے۔ جناب! لوگ نہیں چاہتے ہیں کہ ہمارا ملک اعلیٰ تعلیم یعنی سائنس اور ٹیکنالوجی میں آگے بڑھے، وہ خاص طور پر یہ غلط بات پھیلا رہے ہیں کہ Higher

پوری رقم Higher Education Commission یہ Education کو بہت رقم دی گئی ہے۔ یہ
100% utilize کرتا ہے جب کہ ہماری وزارتوں میں ان کی کوششوں کے باوجود 40%
allocation utilize ہونے سے رہ جاتی ہے۔ میں یہاں پر یہ کہنا چاہوں گی کہ Higher
Education اور Ministry of Education اور Science and Technology کا
recurring budget جو ہے اس کی چوتھی قسط Ministry of Finance نے release ہی
نہیں کی جس کی وجہ سے یہ تینوں وزارتیں بہت مشکل کا شکار ہیں۔

میں ایک بات اور یہاں کہوں گی کہ تعلیم اور Science and Technology دونوں
کے وزیر موصوف نہیں ہیں، یہ ایسے شعبے ہیں جن کی کسی کو فکر نہیں ہے کہ اس کا اضافی چارج
بھی کسی کو نہیں دیا گیا تو وہاں پر بہت سی ایسی چیزیں ہیں جن کے فیصلے ہونے باقی ہیں،
میری جو سفارشات ہیں ان میں سے سب سے پہلی سفارش یہ ہوگی کہ وزارت تعلیم اور وزارت
Science and Technology میں وزیر مقرر کیے جائیں تاکہ ان کے کام نہ رکیں۔

جناب والا! میں Higher Education Commission کے recurring budget
کے بارے میں کچھ کہنا چاہ رہی ہوں۔ میں اب سفارشات پر آ رہی ہوں کیونکہ آپ نے فرمایا کہ
سفارشات پہلے دے دی جائیں۔ Higher Education Commission کے لیے جو recurring
بجٹ ہے اس میں میری یہ سفارش ہے کہ 50% increase کی جائے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ
15% جو students زیادہ آ رہے ہیں ان کو cater کرنے کے لیے یہ اضافہ ضروری ہے۔ 20%
جو تنخواہیں بڑھی ہیں اس کا اثر ظاہر ہے ان پر بھی پڑے گا تو وہ اثر recurring بجٹ پر
بھی پڑتا ہے۔ تیسرا 11% inflation ہے، اس کا خیال رکھتے ہوئے اس میں 50% کم از کم
اضافہ ہونا چاہیے۔ یہ میری پہلی تجویز ہے۔ ایجوکیشن میں جناب والا! کوئی نیا project
consider تک نہیں کیا گیا، جو پرانے projects تھے ان کو بھی بمشکل چلایا گیا ہے۔ ایک
چیز جو یہاں کہی گئی ہے وہ یہ ہے کہ جو recurrent budget ہے اس میں صرف تنخواہوں کے
علاوہ کسی اور چیز کے لیے رقم نہیں مختص کی جائے گی۔ اس سے یہ ہوا کہ جو بھی
equipments ہیں، جو machines ہیں ان کی maintenance کے لیے جناب والا! کوئی رقم
نہیں رکھی گئی۔ اس سے سب سے زیادہ نقصان وزارت Science and Technology کو ہو رہا

ہے کیونکہ وہاں پر پچھلے دو سال میں کافی نئی machineries purchase کی گئی ہیں۔ اب جو لوگ ان مشینوں کو چلائیں گے، ان کی technical knowledge کے لیے ان کی training کی ضرورت ہے اور وہ بھی non development fund میں آتا ہے تو اس میں بھی کمی کی گئی ہے۔ یہ دو شعبے انتہائی اہم ہیں۔ ہم ترقی یافتہ ممالک کی صفوں میں نہیں کھڑے ہو سکتے لیکن جن ممالک نے اپنے افراد کو تعلیم اور تربیت دی ہے جس طرح چائنا ہے، جاپان ہے، کوریا اور ایران ہے انہوں نے کتنی ان چیزوں میں ترقی کی ہے۔ انہوں نے بجٹ کا 6% Higher Education and Science and Technology پر لگایا ہے لیکن ہمارا GDP 7%. کا Science and Technology میں لگتا ہے اور وہ بھی پورا نہیں دیا جاتا۔ جناب! میں یہ کہوں گی کہ اس کو دیکھنے کی ضرورت ہے اور تینوں شعبوں کی جو demands تھیں supplementary grants کے طور پر پوری کی جائیں۔

جناب والا! میں ایک اور بات یہاں کہنا چاہوں گی کہ وزارت Science and Technology میں 32% posts خالی ہیں۔ بڑے بڑے سائنس دان ان شعبوں میں آ سکتے ہیں اور ان کی technical posts خالی ہیں اور وہ اس وجہ سے خالی ہیں کہ جو pay scale ان کو دیا جاتا ہے ان پر کوئی سائنسدان آنے کو تیار نہیں ہے، کیونکہ اچھے سائنسدان گریڈ 17 یا 18 کے against کام کرنے کو تیار نہیں ہیں۔ میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ HEC نے ایک Tenure Track System شروع کیا ہے جس کے تحت تنخواہیں کچھ زیادہ ہیں لیکن وہ performance based ہیں۔ لہذا Ministry of Finance ان کو fund release کریں تاکہ ان کی جو posts خالی ہیں وہ پر ہو جائیں۔

جناب والا! وزارت تعلیم کے کچھ ایسے projects ہیں جن کو اب تک consider ہی نہیں کیا گیا ان کے لیے کوئی review committee بنے جو ان projects کو دیکھے اور ان کو examine and review کرے اور ان میں سے جو اچھے projects ہیں اور ملک کے لیے بہتر ہیں ان کو عمل میں لایا جائے۔ جناب! ہم اکثر کہتے ہیں کہ ہم شرح خواندگی 100% کر دیں گے۔ ہم drop out rate 32% سے کم کر کے 20% پر لے آئیں گے لیکن جناب! اس طرح زبانی کہنے سے کچھ نہیں ہو گا جب تک ہم ان پر عملاً کام نہیں کریں گے، ان projects کی مالی

طور پر support نہیں کریں گے جن کی بنیاد پر ہم اپنے یہ targets achieve کر سکتے ہیں۔

جناب والا! میں اس کے علاوہ یہ کہنا چاہتی ہوں کہ جن وزارتوں کی رقم مکمل طور پر خرچ نہیں ہوتی، اس کے لیے میں نے ایک sub-committee بنائی جس نے اس پر کام کیا تھا اور جو میری طرف سے سفارشات گئی ہیں ان میں بھی اس کا ذکر کیا گیا ہے کہ کس طرح Ministry of Defence and Districts Governments کے درمیان آنے والی hurdles and bottlenecks کو دور کیا جا سکتا ہے۔ اس ضمن میں سفارشات کو ہماری کمیٹی کے ممبر ڈاکٹر ساجد نے ترتیب دیا ہے۔ میں اس بارے میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ Ministry of Finance کو ہم نے اپنی سفارشات بھجوا دی ہیں، وہ ان کو دیکھیں اور جو بھی hurdles ہیں وہ ان کو adjust کریں تاکہ جو allocation وزارتوں کو دی جائے وہ 100% utilize ہو۔

اب میں utility stores کے بارے میں کچھ کہنا چاہوں گی۔ جناب! ہم غریب اور کم آمدنی والے لوگوں کو مہنگائی کے اثرات سے دور رکھ سکتے ہیں۔ Utility stores کے بارے میں، میں نے پچھلے دنوں بھی بات کی تھی کہ ان کی قیمتوں میں اضافہ نہ کیا جائے کیونکہ جب تک بازار سے کچھ فرق نہیں ہو گا naturally وہاں لوگ آ کر چیزیں کیوں لیں گے۔ یہ بہت اچھی بات ہے کہ ان کی تعداد 5 ہزار سے چھ ہزار کر دی گئی ہے۔ یہ ایک خوش آئند قدم ہے۔ وہاں پر ضرورت کی اشیاء کی فراہمی کو یقینی بنایا جائے۔ ان کا معیار اور quality بہتر ہونی چاہیے۔ اگر ہو سکے تو اس قسم کے mobile units ہوں یا یونین کونسل کے لیول پر کوئی outlets ہوں جہاں پر ہر کوئی جا کر چیزیں خرید سکے اور مہنگائی کا بوجھ کسی حد تک کم ہو سکے۔

جناب! ایک اور بات جو میں اپنی budget speech میں کرتی ہوں کہ ہمیں ایک سادگی کی مہم چلانے کی ضرورت ہے۔ ہمیں ایک austerity drive کی ضرورت ہے اور یہ صرف شادی کے کھانوں تک محدود نہ ہو بلکہ ہر سطح پر، ہر طریقے سے جو ہم کر سکتے ہیں وہ کرنا چاہیے۔ مثال کے طور پر offices کی آرائش و زیبائش کے لیے اور ان کی maintenance and get up کے لیے جو رقوم خرچ کی جاتی ہیں ان پر نظرثانی کی جانی چاہیے۔ ہمیں اپنی ترجیحات درست کرنے کی ضرورت ہے تاکہ ہمارے resources صحیح جگہ پر خرچ ہوں اور ایسی جگہ خرچ ہوں جس سے عوام کے لیے بہتر مواقع پیدا ہوں۔

آخر میں، میں ایک اور بات کہنا چاہوں گی کہ ہم مالی قربانی دینے کی بات کرتے ہیں، اس کی ہم خود اپنے آپ سے ابتدا کیوں نہیں کرتے؟ ہمارے معزز ممبر پروفیسر ابراہیم اکثر اپنی تقریر میں یہ بات کرتے ہیں کہ ہم اس کی ابتدا کریں۔ اگر ہم ہر وزارت میں ایک poverty reduction cell بنا دیں اس میں ہم اپنی تنخواہوں کا یا وہ لوگ جو 21 grade and above میں ہیں وہ 5, 10 یا 15% رضاکارانہ طور پر دے دیں تو اس رقم سے ہم کم آمدنی والوں کے لیے کوئی project شروع کرسکتے ہیں۔ جناب والا! اگر یہ ملکی سطح پر ہو تو وہ لوگ جو خودکشیاں کرتے ہیں یا ہماری وہ بہنیں، وہ مائیں جو بچوں کے گلے میں for sale کا کارڈ ڈال کرانہیں بازار میں لے کر جاتی ہے، کم از کم ان لوگوں کے لیے کوئی سد باب ہوسکے گا۔ جب ہم بحثیت قوم اپنے ملک سے غربت دور کرنے کے لیے کام کریں گے تو مجھے یقین ہے کہ انشاء اللہ کچھ نہ کچھ ضرور بہتر ہو گا۔ بہت شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔

جناب چیئرمین، شکریہ جی۔ جناب لیاقت علی بنگزئی۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علٰی رسولہ الکریم۔ اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ ان الدین عند اللہ السلام۔ صدق اللہ العلی العظیم وصدق رسولہ النبی الکریم۔ شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔ آج ہم یہاں بیٹھے ہوئے ہیں اور ملک کی ایک سال کی اقتصادی قسمت کا یہاں فیصلہ ہونے والا ہے۔ بجٹ قومی اسمبلی میں پیش ہوچکا ہے، سینیٹ سے صرف تجاویز لی جاتی ہیں۔ لوگوں کی نگاہیں ہم پر ہی مرکوز ہیں کہ ایوان بالا سے کیا تجاویز جائیں گی اور قومی اسمبلی ان کو کس قدر وقعت دے گی۔

جناب چیئرمین، ہم اگر اسے صرف خانہ پری کے حوالے سے لے لیں تو یہ practice ہم گزشتہ کافی عرصے سے کررہے ہیں۔ بقول کسے نشستند گفتند برخاستند۔ جبکہ فی الواقع ایسا نہیں ہونا چاہیے، ہماری تجاویز کو وقعت اور مقام ضرور دینا چاہیے۔ یہاں سے جو بھی تجاویز ہم forward کریں گے، قومی اسمبلی ہو خواہ سینیٹ ہو، ان کے اراکین ہمیشہ عوام کے جذبات کی ترجمانی کرتے ہیں اور چونکہ ہماری بود و باش بھی عوام کے درمیان میں ہی ہوتی ہے، ہمیں ان

کی feelings کا بھرپور طریقے سے احساس بھی ہوتا ہے۔

جناب چیئرمین، بڑی اچھی اور خوشی کی بات ہے کہ موجودہ حکومت نے 20 فی صد تنخواہوں اور pensions میں اضافہ کیا۔ لیکن جناب چیئرمین، سوچنے کی بات یہ ہے کہ آیا اگر ہم inflation rate کو دیکھیں، افراط زر کو اگر ہم دیکھیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ 20% اضافہ اونٹ کے منہ میں زیرہ کے مترادف ہوگا۔ تاہم something is better than nothing. جناب چیئرمین، میری ایک تجویز ہے کہ جو گریڈ 17اور اس سے اوپر کے ملازم ہیں ان کے لیے 20% قابل عمل بھی ہے، اچھی اور مستحسن بات بھی ہے لیکن جوگریڈ 1-16 تک کے ملازمین ہیں، ان کو اس قدر مالی فوائد نہیں مل سکیں گے، خصوصاً 20% اضافے کے ساتھ، کسی کا 700 بڑھ جائے گا، کسی کا 800 اورکسی کا 900. جبکہ آج آپ اگر مارکیٹ میں جائیں، ایک ہزار روپے کی وقعت وہ نہیں جو آج سے پانچ سال پہلے سو روپے کی تھی۔

میری ایک تجویز یہ ہوگی کہ 1-16 گریڈ کے ملازمین کو 30% اضافہ ان کی تنخواہوں میں دیا جائے۔ جو زمینی حقائق ہیں، جو ہماری اقتصادی صورتحال ہے وہ بھی میرے سامنے ہے لیکن کبھی کبھی بقول حافظ شیرازی رحمتہ اللہ علیہ "شفا باید بداروئے تلخ نوش"۔ اگر آپ کو صحت چاہیے تو کبھی کبھی کڑوی گولی بھی کھانی پڑتی ہے، اور کڑوا شربت بھی پینا پڑتا ہے۔ زمینی حقائق اور اقتصادی صورتحال جو اس وقت ہے، وہ ہم سب کی نظروں میں ہے، ہم سب کے سامنے ہے، کوئی ڈھکی چھپی بات بھی نہیں۔ بین الاقوامی حالات کے تناظر میں دیکھیں تو مہنگائی صرف ہمارے ملک کا مسئلہ نہیں ہے، پوری دنیا اس کی لپیٹ میں آچکی ہے۔ اس بھنور میں جو بھی آیا ہے، وہ صحیح سلامت نکل نہیں سکا۔ لیکن پھر بھی ہم مزید 10% اپنے چھوٹے درجے کے ملازمین کو دیں، ایک قاصد کی مثلاً 4000 روپے تنخواہ ہے اس کو اگر ہم 600 روپے دے دیں تو کیا فرق پڑے گا جب کہ ایک بوری آٹا آج کل 3000 روپے میں مل رہا ہے۔ میری پہلی تجویز یہ ہے، اسے نوٹ کیا جائے اور قومی اسمبلی میں اس پر سنجیدگی سے غور بھی ہونا چاہیے کہ گریڈ 1-16 کے ملازمین کی تنخواہوں اور pensions میں 30% اضافہ کیا جائے۔

دوسری سب سے اچھی بات جس کا ہماری حکومت نے بجٹ کے موقعہ پر اعلان کیا وہ ہے گریڈ 1-15 تک کے تمام عارضی ملازمین کو جو government sector میں ہیں regularize

کرنے کا فیصلہ۔ لیکن جناب چیئرمین، ہمارے پاس ملازمت کے دو مواقع ہوتے ہیں ایک تو government اور دوسرے ہمارے پاس ہوتے ہیں نیم خود مختار ادارے اور corporations. ارباب اختیار سے میری یہ دوسری suggestion ہوگی کہ وہ جو corporations میں عارضی طور پر service کر رہے ہیں یا جو نیم خود مختار اداروں میں کام کررہے ہیں، ایک executive order کے تحت یا اگر اس کے لیے کسی act کی ضرورت ہے تو ان کو بھی فوری طور پر regularize کیا جائے۔

جناب چیئرمین، تیسری بات میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج کل پوری دنیا میں information technology کے حوالے سے ایک اصطلاح مروج ہے globalization. اب ہم پوری دنیا کو ایک گاؤں کی مانند سمجھنے لگے ہیں بلکہ کسی حد تک یہ بات بالکل بجا بھی ہے۔ اب پوری دنیا آپ کی جیب میں ہے۔ ایک چھوٹی سی sim میں ہم نے اس کو سمودیا۔ جناب چیئرمین، اگر ذرائع مواصلات کے حوالے سے دیکھیں تو بلوچستان وہ واحد صوبہ ہے جو رقبے کے اعتبار سے پورے ملک کے 43% کو cover کرتا ہے لیکن کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ وہاں ہم نے جس شعبے کو مسلسل نظر انداز کیے رکھا، وہ سڑکوں کا شعبہ ہے۔ آج پورے بلوچستان میں آپ کو international standard کا ایک بھی ہوائی اڈہ نہیں ملے گا even جو ہوائی اڈہ اس وقت آپ کے صوبائی headquarter میں ہے، اس پر بھی night landing کی کوئی سہولت میسر نہیں۔ حالانکہ اس سلسلے میں باقاعدہ حکومت کی طرف سے commitment بھی ہوئی اور یہ آج سے نہیں ہوئی ہے، یہ 2006 سے ہوئی ہے۔ اس کے علاوہ ہمارے پاس جو دوسرے دو چار چھوٹے چھوٹے airports ہیں جیسے گوادر ہے، تربت ہے، دالبندین ہے، جیونی ہے، ژوب ہے، ان میں سے کچھ تو functional ہیں اور کچھ پر ہمیں فوکر بھی دستیاب نہیں۔ اس لیے وہاں توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ ہمیں سڑکوں کا ایک network بچھانا ہے تاکہ سفر بھی آسانی سے کٹے، وقت بھی بچ جائے اور ہمارے جو دور دراز کے لوگ ہیں، کم از کم صوبائی headquarter تک ان کی رسائی ممکن ہوسکے۔ اس وقت یہ رسائی دنوں کے حوالے سے ہوتی ہے، اس وقت اگر آپ تربت یا گوادر سے نکلیں تو آپ کو کوئٹہ پہنچنے میں 24 گھنٹے لگ جائیں گے لیکن اگر آپ دیکھیں کہ صرف اس چھوٹی سی Coastal Highway سے ہمیں اتنی سہولت ملی کہ پہلے ہمیں تربت

سے کراچی جاتے ہوئے چوبیس گھنٹے لگتے تھے لیکن آج کل ہم آٹھ گھنٹے میں پہنچتے ہیں۔ ہمارے جتنے بھی مریض ہوتے ہیں، جتنے بھی students ہوتے ہیں، یا جتنے بھی businessmen ہوتے ہیں جو کراچی میں تجارت کرتے ہیں، ان کے لئے یہ بہت بڑی سہولت ہے۔

جناب والا! میری تیسری تجویز یہ ہے کہ ہمیں بلوچستان پر focus کرنا چاہیے اور اسے special grant دینی چاہیے تاکہ اس network کے ذریعے ہمارا رابطہ باقی دنیا کے ساتھ برقرار رہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ جو ہمارے سمندری ذخائر پر مشتمل دولت ہے، اس کے لئے ہمیں باقاعدہ مالک تصور کیا جائے، وہ ہماری ملکیت قرار دی جائے۔ آئے دن کبھی کوئی افواہ جنم لیتی، کبھی کوئی خبر اڑتی ہے، کبھی کوئی نئی suggestion آ جاتی ہے۔ اس کی وجہ سے ہمارے صوبے کے عوام بڑی تشویش میں مبتلا ہیں۔ اس قسم کی کوئی خبر خواہ وہ print media or electronic media میں آئے، اس سے ان کا احساس محرومی سو گنا بڑھ جاتا ہے۔

جناب چیئرمین! چوتھی بات جو کہ تشویش ناک ہے، وہ ہماری سات سو کلو میٹر طویل ساحلی پٹی ہے، اس پر بھی انہوں نے ہمیں ایک عجیب تذبذب اور پریشانی سے دوچار کر دیا ہے، کبھی ہمیں اس ساحلی پٹی سے Pakistan Air Force کو fire range کے حوالے سے زمینیں دیے جانے کی بات ہوتی ہے، کبھی Navy کے لئے باتیں ہوتی ہیں۔ آپ یقین کریں جناب چیئرمین! یہ بات میں پورے وثوق سے اس House میں آپ کو بتا رہا ہوں اور مجھے یہ بھی پتا ہے کہ یہ سارا record کا حصہ بھی بنے گا۔ میں بھی چاہتا ہوں کہ یہ ساری باتیں record کا حصہ بنیں۔ میں اس پورے House کو آپ کے سامنے گواہ بنا کر ایسی چیز کو record پر رکھنا چاہتا ہوں کہ گوادر جو آنے والے دنوں میں ہمارا ایک اقتصادی hub ہے، وہاں کی آدھی سے زیادہ زمین انہوں نے Navy کو دی ہے۔ اب اگر Navy بھی اس business میں آنا چاہتی ہے، Air Force بھی اس business میں آنا چاہتی ہے، ہماری بری فوج جس نے Defence Housing Societies کے نام سے باقاعدہ کاروبار شروع کر رکھا ہے، تو جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ اس سے ہمارا احساس محرومی مزید گہرا ہوتا جائے گا۔ جن کے زخموں پر ہمیں پھاہے رکھنے ہیں، جن کے زخموں پر ہمیں مرہم رکھنا ہے چہ جائیکہ ہم مرہم رکھیں، ہم ان کے زخموں پر نمک چھڑک رہے ہیں، ہم ان کے زخموں پر مرچ لگا رہے ہیں، ہم ان کو مزید

تشویش میں مبتلا کر رہے ہیں۔ میں جناب مندوخیل صاحب کی اس بات سے سو فیصد نہیں بلکہ دو سو فیصد اتفاق کرتا ہوں کہ جو پانی کے سرچشمے ہیں، منبع ہیں، وہ پشتونخواہ علاقے سے نکل کر آتے ہیں، لیکن بقول اچکزئی صاحب کے وہ وہاں پر جا کر دعا مانگتے ہیں کہ اے خدا بارش برسا۔ اب اگر اسی طرح صوبوں میں احساس محرومیاں جنم لیتی رہیں اور جن کی دولت ہے، آپ اس سے ان کو محروم رکھیں تو یہ کس کی خدمت کر رہے ہیں؟ میں نہیں سمجھتا کہ ہم صوبے کی خدمت کر رہے ہیں، میں نہیں سمجھتا کہ beneficiaries اس سے فائدہ اٹھا رہے ہیں، میں نہیں سمجھتا کہ اس سے وفاق فائدہ اٹھا رہا ہے، بلکہ اس سے ہمارے درمیان نفرت اور کشیدگی کا جو ماحول پیدا ہو رہا ہے، end of the day میں نہیں چاہتا، خدا نہ کرے، خدا نہ کرے، میں پھر دعا کرتا ہوں کہ خدا نہ کرے کہ ان وسائل کی نامنصفانہ تقسیم کے ردعمل سے اس کے جو نتائج مجھے نظر آتے ہیں وہ یہ ہیں کہ ہم آپس میں دست و گریباں ہوں گے۔ ایک دوسرے سے لڑیں گے۔ میں یہ نہیں سمجھتا کہ آپ پشتونخواہ علاقے کا پانی استعمال نہ کریں، آپ ضرور پشتونخواہ علاقے کا پانی استعمال کریں، لیکن کم از کم جن کی زمین سے یہ خزانہ ابل رہا ہے ان کو تو پیاسا نہ ماریں۔

جناب چیئرمین: وقت کا خیال رکھیں۔

سینیٹر لیاقت علی بنگلزئی: جی جناب چیئرمین! میں کہتا ہوں کہ آپ بلوچستان کی gas کہاں کہاں تک پہنچاتے ہیں؟ لیکن مجھے بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ جب بھی ہم وہاں پر جاتے ہیں، بلوچستان کے جتنے بھی Senators میرے بھائی ہیں، سندھ کے، سرحد کے، پنجاب کے، ان کے پاس بھی ہماری شکایتیں آتی رہتی ہیں کہ سوائے صوبائی headquarter, مستونگ، قلات یا زیارت کے ہمارے پورے صوبے میں کہیں بھی gas نہیں ہے۔ جناب والا! یہ وہ چیزیں ہیں جن کو ہمیں بجٹ میں لانا چاہیے، ہمیں ان کو ترجیح دینی چاہیے، ان کو فوقیت دینی چاہیے تاکہ ہمارے تمام بھائی مطمئن ہو جائیں۔ جناب چیئرمین! بلوچستان کی صرف 65 لاکھ کی آبادی ہے جو لاہور ضلع سے بھی کم ہے، مجھے وہاں کے Ministers نے briefing دی کہ جناب! ہمارے پاس تو تنخواہوں کے لئے بھی پیسے نہیں ہیں۔ ہم over draft پر چل رہے ہیں۔ یہ دولت مند صوبہ ہے۔ آپ اس کا اندازہ اس سے لگائیں

جناب چیئرمین! آخر میں ایک اور بات پر بھی زور دینا چاہوں گا کہ ہماری پالیسی میں استحکام ہونا چاہیے۔ ہماری پالیسیوں میں استحکام نہیں ہے۔ اب ایک ہی پروگرام، کبھی ہم اسے خوشحال پاکستان کا نام دیتے ہیں، کبھی ہم اسے تعمیر پاکستان کا نام دیتے ہیں، کبھی اسے توانا پاکستان کا، دیکھیں اگر یہ خوشحال پاکستان ہے تو اس کو خوشحال پاکستان ہی رہنے دیں، اگر People's Programme ہے تو People's Programme ہی رہنے دیں۔ نام کے بدلنے سے کیا ہو گا؟ آپ کا جو task & target ہے اس کو achieve کریں۔ سیاسی طور پر ہماری اتنی چھوٹی سی ذہنیت جو بنتی جا رہی ہے، اس concept کو بھی change کرنا چاہیے۔ سب سے پہلے پاکستان اور پاکستان میں جب تک آپ اپنی federation کی اکائیوں کے ساتھ اگر انصاف نہیں کریں گے تو لوگ مطمئن نہیں ہوں گے۔ جب لوگ مطمئن نہیں ہوں گے تو وہ federation اور اس کے units وہ اسی طرح متذبذب اور متزلزل رہیں گے، ان میں بے چینی ہو گی، recklessness ہو گی۔ جناب چیئرمین! میں آپ کا بے انتہا شکرگزار ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔

جناب چیئرمین، شکریہ اور وقت کی پابندی کرنے کا double شکریہ۔ بی بی یاسمین شاہ صاحبہ۔

سینیٹر بی بی یاسمین شاہ، جناب میں کل تقریر کروں گی۔

جناب چیئرمین، کل کریں گی۔ آغا پری گل صاحبہ آپ تقریر کریں گی۔

سینیٹر آغا پری گل، میں بھی کل تقریر کروں گی۔

جناب چیئرمین، سید محمد حسین صاحب آپ بولنا چاہیں گے۔

سینیٹر سید محمد حسین، جناب والا! میں بھی کل بولوں گا۔

جناب چیئرمین، کل اتنے سارے ممبر accommodate ہو نہیں سکیں گے، مجھے تو کوئی اعتراض نہیں ہے، کیونکہ کل آخری دن ہے اور کئی لوگوں نے پہلے ہی کل کا بولا ہوا تھا۔

(مداخلت)

سینیٹر آغا پری گل، جناب والا! ایک منٹ کی request ہے کہ بجٹ اجلاس کے دوران کسی کا بھی emergency problem ہوتا ہے آپ کو کہنے کے لئے----

جناب چیئرمین، آپ میرے دفتر آ جائیں، جو بات بھی ہے میں Minister Sahib

کو ملا دوں گا' rules allow نہیں کرتے ہیں۔ میں حاضر ہوں' rules آپ نے بنائے ہیں۔ آپ amend کر دیں' House amend کر دے' میں نہیں change کر سکتا'

(مداخلت)

جناب چیئرمین، اس کے لئے ہماری Rules & Procedures کی کمیٹی کو کہہ دیں یا ہمارے senior colleagues پروفیسر خورشید احمد' مندوخیل صاحب' رانجھا صاحب ہیں ان سے پوچھ لیں' ان سے رابطہ کرلیں' آپ لوگ initiate کریں میں support کروں گا۔ اس کا ایک procedure ہے۔

Senator Muhammad Jamal Khan Leghari: Sir, with due respect there are some very very pressing issues.

(Interruption)

Mr. Chairman: Sardar Jamal Khan I agree, when they made the rules, they kept all that in mind and this is one issue, in budget you can speak on anything. That must be in their mind since you can speak on anything, when your chance comes or your colleagues and everybody canalso ask a colleague to speak. A lot of wisdom and experience and research has gone into it. It is upto the House if you want to change it, I have no objection. There is a procedure for it, just follow that.

(مداخلت)

جناب چیئرمین، آپ درخواست دے دیں' ہم اس کو اپنی کمیٹی کو دے دیں گے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین، نہیں اس کا ایک procedure ہے' وہ کمیٹی کو جائے گا' وہاں سے ہو گا' its up to you مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ، جناب چیئرمین! یہ ملک کا issue تھا۔

جناب چیئرمین، کامران میں مانتا ہوں۔ آپ خود ایک legal mind ہیں جنہوں نے rules بنائے ہیں وہ بڑے seasoned parliamentarians تھے۔ دیکھیں اگر میں ایک کو allow کروں' آپ سمجھتے ہیں کہ ایک آدمی ہے' اگر دوسرا کوئی لے گا تو میرے پاس سو

ممبران ہیں پھر سب کو allow کرنا پڑے گا۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین، نہیں ' rules and procedures ہیں۔ بے شک کریں ' یہ میں نہیں کہتا کہ نہ کریں۔ آپ procedure کے تحت لکھ کر دے دیں۔ ہم اسے کمیٹی کو دے دیں گے۔ کمیٹی اس کو ممبر سے پوچھ کر review کر دے گی۔ یہ ایک procedure ہے اسی کے حساب سے ہو گا۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین، نہیں ' ابھی rules میں allow نہیں ہے۔ میں کیسے violate کر دوں۔ ایک کو اجازت دوں تو سب کو پھر اجازت دینی پڑتی ہے۔ جمال اپنی تقریر میں بات کرلیں۔ اس کو آپ cover کرلیں۔ جیسے پہلے agree ہوا تھا۔ اس میں کر لیجئے گا۔ کلثوم صاحبہ بھی نہیں ہیں۔ گلشن سعید صاحبہ بھی نہیں ہیں۔ مولانا راحت حسین صاحب بھی نہیں ہیں۔ خالد محمود سومرو بھی نہیں ہیں تو پھر

then we should adjourn. I think we will adjourn the house and Inshah Allah reconvene tomorrow at 10.00 am and I will again request the members who are here and also pass on to other colleagues, to strictly adhere to time because we have still a long list

سبحان ربک رب العزت عما یصفون وسلام علیٰ المرسلین والحمد لله رب العالمین۔

[The House was then adjourned to meet again on 16th June, 2008 on Monday at 10:00 a.m.]